

PREFACE.

a practical manual in Urdu on the cultivation of Fruit Trees. I have compiled this work named "Ketabul Asmar" with hopes serviceable to those of my countrymen who should desire to grow success as amateur fruit-culturists or as professional gardeners. I feel that among the native public fruit cultivation, as a general thing, remained in a remarkably neglected state. The importance of it was not fully understood and therefore no proper attention is paid to the cultivation of fruit trees of superior description or improving their races by crossing. Even the gardens of our rich men, though sometimes kept in good condition, scarcely shew any attempt on the part of their owners towards horticultural improvement. The same remark applies to professional growers whose gardening operations are in the same stereotyped conventional mode, were, say, almost a century before. The minds of the present age are more progressive and their native employers appear to have become more conservative. This tendency, to our greatest regret, is the persistent one of my country. However, with a view to impart systematic practical knowledge of fruit growing to my countrymen, the generality of whom are ignorant of English knowledge, are not expected to benefit themselves by reading useful books composed in English treating of different branches of horticulture, I have tried to explain in this Urdu book all that I thought necessary for the cultivation of fruit trees in India. In preparing this work I have borrowed from Ferriar's Manual of gardening for Bengal and Upper India and the use of Lieutenant Pagson's Manual of the Indian gardening. I have also made references to the works of Mrs. James Cathilart, Du. Breuil and Beeton's "All about Gardening" &c. &c. as well as to several local notes and reports that had come to my hand in course of my researches. As for my personal informations about the subject I can only observe that, being very fond of gardening, I have spared no pains or extent of my limited means in rearing choice fruit plants in my garden, deriving valuable instructions from all such sources as I could consider reliable. I need not add that with a view of increasing my practical knowledge I have visited some of the best gardens in India both public and private, which presented me several opportunities of examining the various descriptions. Even with all these encouraging circumstances in my favour I have been so presumptuous as to place a book as this before the public, I have been assured by my friends that, to my greatest regret, there was to be expected whatsoever of the subject being treated of in the vernacular language of the horticulturist.

With great diffidence that I venture to publish this book which being as far as horticultural literature in Urdu is concerned, cannot be free from omissions and commissions. Naturally, then, in presenting it to my countrymen, I expect full indulgence on their part for many deficiencies and errors the book might contain, as well as to accept it as a tribute of my devoted love and regard towards them.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدم بعد ذکر اللہ ذکر
فی کل بدیع و مخنق مدبہ الکلمہ

ابا بعد حضرات اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ علم الاثمار ایک نہایت
نفع رسان علم ہے۔ اس علم کے برتاؤ سے صرف شخصی ہی نفع متصور نہیں ہے بلکہ اس علم
کا عامل مثل اپنے دوسروں کو بھی نفع پہنچا سکتا ہے۔ چونکہ علم الاثمار میں زبان اردو
کوئی تصنیف کافی رہا قسم الحروف کی نظر سے نہیں گذری۔ اس واسطے میں نے اس
کتاب کے تالیف کی جہات کی۔ حضرات ناظرین مولف کی غلطیوں کو معاف فرمائیں گے۔
کیونکہ اس کتاب کی تالیف سے زمیندار اظہار لیاقت مقصود نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے
کہ چونکہ علم الاثمار بربیب ایک ضروری علم ہونے کے بہت کچھ قابل توجہ ہے اس لیے
عجب نہیں کہ اس ناخیر نمونہ کی طرف متوجہ ہو کر اور اس علم کی ضرورتوں پر خیال فرما
حضرات صاحب لیاقت و صاحب اطلاع جو واقعی صاحب لیاقت و صاحب اطلاع ہیں
معقول تصانیف کے ذریعہ سے نفع رسانی خلق میں کوشاں ہوں

افسوس ہے کہ ہندوستان جو بہت سے عمدہ میوہ نگے پیداوار کی صلاحیت
رکھتا ہے تاویجی عامہ خلافت کے باعث اپنی اصلی صلاحیت پیداوار کے جوہر کھلتا ہے

ناصر ہے۔ اگر پابندی تو اعدا علیہ کے ساتھ اشجارِ شمرہ کی پرورش و تربیت کا سامان لیا جائے تو یہ ملک وسیع پیداوار اشجار میں حسبِ مراد ترقی کر سکتا ہے۔ راقم الحروف نے بالقصد اس کتاب میں علم نباتات کے مشکل مباحث علیہ کے اندراج سے انہار لیا ہے اور صرف اُن امور کو حوالہ تم کیا ہے جو ترتیبِ باغ و زراعت اشجارِ شمرہ کے واسطے محض ضروری تصور ہیں اور جسکی اطلاع سے ہر شخص آسانی کے ساتھ اکثر مشورہ و درخوئے حسبِ مراد متبع ہونے کا سامان کر سکتا ہے اور ایسے درختوں کی پرورش و تربیت میں قاصر نہیں رہ سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اشجارِ شمرہ کی پرورش فوائد سے خالی نہیں ہے۔ دینی اور دنیوی دونوں قسم کے فوائد اس سے مترتب ہو سکتے ہیں۔ جو کام نفعِ رسانی خلقِ خدا کا ہوتا بلاشبہ اوس سے فوائدِ دینی ضرور منبج ہوتے ہیں۔ دنیوی فوائد جو پرورش و تربیت اشجارِ شمرہ سے مترتب ہو سکتے ہیں بہت ہیں۔ مثلاً اسکے ذریعہ سے بہترین تلذذاتِ انسان کو نصیب ہو سکتا ہے اور بہت سی حالتوں میں اثمارِ غذائِ معین اور مفید صحت ہوتے ہیں۔ آغراضِ جسمانی کے لئے شغلِ باغبانی براے خود ایک نہایت نفع بخش شغل ہے۔ اس لئے کہ باعتبار شغل کے یہ ایک ایسا شغل ہے جسکے سبب سے انسان بہت سے معاصی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ بیکار انسان بدرجہ اولیٰ بے گناہ نہیں رہ سکتا ہے۔ واقعی بیکاری بہت سے معاصی کی جڑ ہوتی ہے حالتِ بیکاری میں انسان اپنی دبستگی کا سامان کیا چاہتا ہے اور بیشتر اُن کاموں کو اختیار کرتا ہے جو معصومیت سے بے مراد دور ہوتے ہیں۔ اگر بیکاری کے وقت کو انسان پرورش و تربیت اشجار میں صرف کرے تو اوسکو نامحسود امور کے ارتکاب کا موقع بیشک بہت کم ملیگا اور رفتہ رفتہ اشجار سے ایسی دبستگی ہونے لگیگی کہ اوسے بذریعہ افعالِ مذمومہ کے دبستگی پیدا کرنے سے متفرق پیدا ہو جائے گا۔ خدا بقول

کی صناعی اور صنعتی پیش نظر ہو جائیگی اور کمال و قدرت الہی کا اعتراف دل میں
کرے گا۔ برگ درخان سبز در نظر ہو شیار پھر رتے دفتریت معرفت کر دے
اعراض محاصل کی نظر سے بھی اشجار شمرہ کی پرورش و تربیت نفع
متصور ہے۔ بشرطیکہ اشجار شمرہ گران قیمت اثمار پیدا کر سکیں۔ بالکمال اشجار
شمرہ کی زراعت بہ تجربہ اہل واقفیت چہ اہل یورپ و چہ اہل ہند بغایت قابل
توجہ امر ہے۔

بحث علم فلاحیت

علم فلاحیت وہ علم ہے جسکی دانست انسان کو بذریعہ عمل کے بنیاتی پیداوار
اراضی سے نفع ذاتی اور قومی پہونچا سکتی ہے۔ علم فلاحیت سے تین فن متعلق ہیں
اول جنگل لگانے کا فن۔ دوم زراعت کا۔ سوم باغبانی کا۔ جنگل لگانے کے فن کے
ذریعہ سے عمدہ عمدہ اقسام کے جنگلی درخت تیار ہو سکتے ہیں۔ جنگلی لکڑیوں کا ٹھکانا
کھسکتا ہے۔ یا ایسے درخت پیدا کئے جاسکتے ہیں جنگلی لکڑیاں مطبخ و پزایہ وغیرہ کے
کام میں آسکتی ہیں۔ یا اون درختوں کے جنگل میں شکار کے ایسے جانور پالے جاسکتے
ہیں جن سے اغواض شکار کے متعلق رہتے ہیں۔ زراعت کا فن جسقدر نفع بخش ہے

۱۔ یہ فن فلاح دنیا و عقبہ کا ذریعہ ہے۔ فلاح دنیا اس اعتبار سے کہ اکتساب دنیا اس علم کے بڑاؤ
سے بطور شایستہ ممکن ہے۔ اور صلاح عقبہ اس معنی سے کہ حلال طریقہ اکتساب سے عقبہ کی تہ
منتج ہوتی ہے۔ بلاشبہم فن زراعت نہایت شریف فن ہے اور جو شخص اس فن سے متمتع ہوتا ہے
صاحب شرف ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان ملک مصر کی طرح قابل الزراعت ملک ہے۔
یہ دونوں ملک زراذ سلف سے زراعت کے مادہ میں مشہور رہے ہیں۔ ہندوستان کی دو
زیادہ تر زمینیں کھجی پیداوار پر موقوف ہے۔ یہ ملک وسیع زراعت کے لئے مخصوص نہیں ہے اور

اوسکی تصریح کی اس جگہ حاجت نہیں۔ ہملوگون کی بڑی بڑی ضرورتوں کو اس فن سے تعلق ہے۔ مثلاً ضرورت غذا یہ۔ ضرورت افزائش لذت غذا۔ ضرورت پوشش۔ ضرورت تصنع و تزئین۔ ضرورت طبیعت۔ ضرورت خانہ سازی وغیرہ وغیرہ۔

بہتر کسی دوسرے پیشہ کے اختیار کرنے کا موقع نہیں ہے۔ کیا وجہ یہ کہ اندرونی ہندوستان کے کروڑوں اشخاص کی اوقات گزار ہی کاشت پر موقوف ہے اور ہروان عرب کی اوقات کا مدار لوٹ مار پر ہے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ تقاضا طبعی ہندوستان کا یہی ہے کہ ہندوستانی زمین جوت کرسامان رزق بہم پہنچائے اور بادِ عرب کا یہی منشا ہے کہ ہندو لوٹ لاسے اور دھوکھٹ کھائے۔ اسی تقاضا طبعی کے رو سے ساحل کے کنارے رہنے والے تجارت پیشہ چاہتے ہیں اور اندرونی ملک کے رہنے والے کاشتکار۔ ظاہر ہے کہ جس قدر تجارت کے کارخانے یہی و مدر اس میں دیکھے جائیں، اوس قدر لکھنؤ اور عظیم آباد میں نہیں دیکھے جاتے۔ ہملوگ تجارت یہی و مدر اس کے جہاز بہ کثرت جاوا و جاپان کو جاتے دیکھتے ہیں مگر لکھنؤ یا عظیم آباد کے کسی نواب صاحب یا خاں صاحب کی ایک پنشن ہی بھی تجارت کے دریا میں چلتے نہیں سنتے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ تقاضا زمان و مکان کو ہر کام میں دخل ہوتا ہے۔ اگر لکھنؤ اور عظیم آباد بھی ساحل پر واقع ہوتے تو مدر اس و یہی ہو جاتا۔ ہر کام کا مدار اوس کام کی ضرورت پر ہوتا ہے۔ ہملوگ جانتے ہیں کہ جو گاؤں ندی کنارے نہیں واقع ہوتا ہے اوس گاؤں میں چھوٹے نہیں رہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے گاؤں میں رک کر چھوٹے کیا کرینگے۔ غرض اس کلام سے یہ ہے کہ جس ملک کی جیسی صلاحیت ہوتی ہے اوسکے مطابق اوس ملک میں روزگار کو فروغ ہوتا ہے۔ ہمارے ہموطن کو سب سے زیادہ پیشہ زراعت سے منتفع ہونے کا موقع حاصل ہے۔ چنانچہ یہ پرانی مثل ہندی کی ایک نہایت منفعت قول ہے۔ ”اتم کھیتی مدہم بان“ ترجمہ شیعہ جیک ندان ہے پس اگر سکناے ہمارے زراعت کی طرف توجہ فرماویں۔ خاص کر ایسی صورت میں کہ سرکار انگلشیہ نے بنظر صلاح سکناے ہندوستان ترقی کاشت کی نظر سے ایک سرشتہ عظیم قائم کیا ہے۔ تو عجب نہیں کہ ترقی زراعت سے فلاح اچھوتی ملک کے سکناے کو بابتائے معدودے چند اب تک زراعت کا مذاق۔ باوجود اسکے کہ اس ملک

باغبانی کا فن بھی بہت نفع بخش ہے۔ باغبانی کی تین قسمیں ہیں۔ اول وہ جس سے پھول و دیگر نباتات قابل تربیت کو تعلق ہے۔ دوم وہ جس سے اقسام اثمار کی پیداوار متعلق ہے سوم وہ جس کے ذریعہ سے باور چھانڈ کے مصرف کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔

واضح ہو کہ اس رسالہ میں قسم دوم سے بحث کی جاتی ہے۔ اس دوسری قسم کی دو قسمیں ہیں۔ قسمت اول وہ ہے جس میں اشجار داخل ہیں۔ قسمت دوم وہ ہے جس میں نجسہ یعنی بے ساق نباتات شامل ہیں۔ مثال قسمت اول کی آم۔ امرود اور لچو۔

کو زراعت کے ساتھ خصوصیت ہی پیدا نہیں ہوا ہے۔ اس وضع کی کاشتکاری سے جسے اہل انگلستان فارمنگ سسٹم (Farmington System) کہتے ہیں سنا ہے ہند

خبر نہیں رکھتے۔ اگر علمی قاعدہ سے زراعت کی جائے تو ہندوستان میں اس سے بہتر کوئی پیشہ نہیں نکلے گا۔ زندگانی کا یہ طریقہ باعتبار معصومیت کے بہت سے پیشوں سے مریج معلوم

ہوتا ہے۔ بہت لوگ اس ملک میں ہیں جنہیں اتنی مقدرت حاصل ہے کہ علمی قاعدہ پر زراعت کا ہر تادکر سکتے ہیں۔ لیکن اونکا مذاق بس یہی ہے کہ یا بیکار گھر بیٹھے ہوئے آبائی معاش کی آمدنی

سے اوقات بسر کرتے ہیں۔ یا اگر تھوڑے روپے کی سرکاری نوکری مل گئی تو اوسیکو ذریعہ مقول سمجھ کر قیامت پرا کر لیتے ہیں۔ عموماً کاشت کا پیشہ ذلیل اور محقر سمجھا جاتا ہے وجہ اسکی یہی ہے

کہ درکم یا یہ اشخاص اسکو کرتے ہیں۔ لیکن اگر کث وہ پیشانی اور قواعد علمیہ کی پابندی کے پیشہ کو مقدور والے کریں تو یہ پیشہ ذلیل معلوم نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ نیل کا کاشتکار صاحب

باتا ہے اور دھان اور مٹر کا بونے والا ذلیل و غوار۔ ورنہ درحقیقت دونوں ایک

ہوئے لوگ ہیں جنکی اوقات زمین سے پیدا کرنے پر منحصر ہے۔ اگر اوسی ٹھاٹھ سے یہ

پوست۔ پتہ دریشم۔ کسر۔ بالگا۔ دھان۔ بونٹ۔ رائی۔ ہرسون وغیرہ وغیرہ

وغیرہ ہے۔ مثال ثانی کی اسٹا بری۔ انٹاس اور انگور وغیرہ۔ قبل اسکے کہ نام بنام ہر درخت مشمر کی کیفیات سے اطلاع دی جائے لازم ہے کہ کچھ امور کلیہ جو تمام اقسام اشجار و تخوم مشمرہ سے تعلق رکھتے ہیں درج کئے جائیں۔

بحث امور کلیہ مشتمل بر فصول

فصل اول در بیان آب و ہوا

واضح ہو کہ تاثیر آب و ہوا و مزاج بلدان کو رویدگی نباتات میں بہت کچھ دخل ہے۔ بعض نباتات ایسے ہوتے ہیں کہ صرف سرد ملکوں میں نشوونما پکڑتے ہیں اور گرم ملکوں میں لیجانے سے مر جاتے ہیں۔ اسبطح سے گرم ملکوں کے نباتات سرد ملکوں میں ضائع ہو جاسکتے ہیں۔ اشجار مشمرہ کی بھی یہی حالت ہے کہ بعض کو سرد اور بعض کو گرم ملک موافق مزاج آتا ہے۔ اگر مزاج کے موافق ملک نہیں ہوتا ہے تو وہ درخت یا مر جاتا ہے یا پھل نہیں دیتا اور اگر دیتا بھی ہے تو حسب مراد نہیں دیتا پس شائع کو لازم ہے کہ ہر میوہ کے گرم و سرد مزاج کو دریافت کر کے باغ میں لگانا قصد کرے۔ اس امر کے ملحوظ نہیں رکھنے سے ناکامیابی مترتب ہوگی اور مفت کی زیر باری منہج۔ اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ انگلستان کے بہت سے میوے ایسے ہیں جو ہندوستان سے گرم ملک میں مراد تو نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن مان ایسی سرد جگہوں میں جیسے شملہ و کشمیر وغیرہ کہ بہ سبب مناسبت آب ہوا کے یہ جگہیں انگلیزی میووں کے درختوں کو بالعموم کر سکتی ہیں۔ چنانچہ اہل انگلستان جو ہندوستان کے سرد مقاموں میں باغات رکھتے ہیں اپنے ملک کے میووں کو پیدا کرتے اور اپنی بہت اور محنت کا ثمر شیرین ذائقہ کرتے ہیں۔ بالاختصر شائق کو درختوں کے حسب ہوا و مزاج بلدان کا لحاظ ضرور ہے۔ اس رسالہ کے ملاحظہ سے علماء و محققین ہندوستان کے سرد مقاموں سے تعلق ہے اور کون

کون میوے ہندوستان کے گرم حصوں میں پیدا ہو سکتے ہیں۔

فصل دوم در بیان کوائف اراضی

و توجیہ شیرینی و ترشی اثمار

واضح ہو کہ تحقیقات علماء تشریح الارض سے یہ بات تحقیق ہوئی ہے کہ زمین کی ساخت مطبق ہے۔ بمجملہ طبقات مختلفہ کے ایک طبقہ آہک یعنی چوئے کا بھی ہے۔ لیکن چوئے کا طبقہ ایسا نہیں ہے کہ تمام جسم الارض پر ایک طور سے حاوی یا مفروش ہو۔ بہت سے حصے زمین کے ایسے ہیں جہاں ترکیب میں آہک کا شمول پایا جاتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں کہ ان کی ترکیب میں آہک شامل نہیں رہتا۔ پس جاننا چاہئے کہ جن حصوں میں آہک موجود ہوتا ہے وہاں کے اشجار مٹھرہ ثمر شیرین اور جہاں یہ خرو مفقود دیکھا جاتا ہے وہاں کے اشجار مٹھرہ ثمر ترش پیدا کرتے ہیں اس سے یہ نتیجہ مستخرج ہوتا ہے کہ اثمار کے شیرین ہونے کے واسطے چوئے کے جزو کا شمول ضروریات ہے۔ پس جس زمین چوئے کا شمول نہیں ہے یا اگر ہے تو بمقدار کافی نہیں ہے۔ اور ایسی زمین سے اثمار شیرین پیدا کرنا مقصود ہو تو لازماً ہے کہ اس زمین میں چونا اور فاسفیٹ اف لائٹ (Phosphate of Lime) ملائیں۔ اس ترکیب سے اثمار شیرین پیدا ہونگے جیسا کہ عند التجربة یہ بات تحقیق میں آچکی ہے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ کاغذی لیون کی ترشی شریفی کی مٹھاس سے مبدل ہو جائیگی۔ اگر خود کسی شجر کا تقاضا مٹھاس کا نہیں ہے تو اس میں مٹھاس پیدا نہیں ہو سکتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ چوئے کو پھلون کی مٹھاس بڑھانے میں بہت کچھ دخل ہے۔ چنانچہ سلٹ اور ناگیور کے کولون کے شیرین ہونے کی وجہ یہی ہے کہ ان جگہوں کی پہاڑی زمینوں میں آہک کا شمول مراد ہے گئے نہایت شیرین پائے

اور بھی ملک اسپین (Spain) جہاں کی زمین آہک آمیز ہے مشہور ترین انگور پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح ابامہ سلف میں ملک فلسطین غمدہ پیداوار انگوروں کے لئے مشہور تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ وہاں کی زمین میں چونے کا شمول بہت تھا بلکہ جن چشموں سے وہ زمین سیراب ہوتی تھی اون میں بھی چونے کا جزو بمقدار کثیر پایا جاتا تھا لیکن ایسی زمین کہ جمین بالویا سنگریزہ کی آمیزش بکثرت ہوتی ہے اور جزو آہک مفقود رہتا ہے۔ وہاں کے پھل نہایت ترش ہوتے ہیں۔

لاٹھ اسٹون (Limestone) یعنی چونے والا پتھر حالت طبعی میں
کیلشیم (Calcium) سے مرکب ہوتا ہے۔ کیلشیم عبارت ہے
از مرکب از کاربونک ایسڈ (Carbonic Acid)
سے اور کیلشیم کی ترکیب میں کاربون (Carbon) اور آکسیجن
گیس (Oxygen gas) شامل رہتا ہے۔ مشہور دختونکی جڑ و کو کاربونٹ
آف لائم (Carbonate of Lime) کے گمانے کی قوت
حاصل رہتی ہے۔ اور کاربونک ایسڈ جو اسطور سے دختون میں داخل
ہوتا ہے دورہ کے ذریعہ سے آخر کار چینی یعنی شکر کی طرف تبدیل ہو جاتا ہے
اور یہ وہی شیرینی ہے جو تمام شیرین پھلوں کے مغز اور عرق میں شامل ہوتی ہے
تحقیقات کبشیری سے ثابت ہو کہ ترکیب نباتات میں کاربون
(Carbon) یعنی مادہ انگشتی کو بڑا دخل ہے کاربن کی تحقیق پروفسر
جانسٹن (Professor Johnston) نے بطور ذیل کی ہے۔

۴۵ پونڈ کاربن بشمول ۴۵ پونڈ آب پیدا کرتا ہے ۸۱ پونڈ نیرمی لٹا، اور دخت یا صغ
ایضاً ایضاً ۴۹ ۱/۲ ایضاً ایضاً ۵۵ پونڈ جینیٹیکس
ایضاً ایضاً ۶۵ ایضاً ایضاً ۱۰۰ پونڈ جینیٹیکس، شہر کی

ایضاً ایضاً ایضاً ۲۷ ایضاً ایضاً ۳۶ پونڈ ہیوٹک ایسڈ (Lime Stone)
 حساب بالا سے عیان ہے کہ مقدار کاربن مین کوئی فرق نہیں ہوتا ہے صرف
 پانی کا وزن بدلتا گیا ہے۔ پس ترکیب کمسٹری سے یہ ممکن ہے کہ وزن آب کم ہو جائے
 سے ہیزمی ریشہ مائے درخت ہیوٹک ایسڈ بنجا سکتے ہیں اور وزن آب کے بڑھ جانے
 سے صمغ چینی یا کوئی شیرین شے ہو جا سکتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ترکیب نباتات مین
 کاربن کو بڑا دخل ہے۔ اور اس مسئلہ کے جاننے سے شائق باغبانی بڑا نفع اٹھا
 سکتا ہے۔

واضح ہو کہ اچھے پچائش پونڈ چونے والے پتھر (Lime Stone)
 مین اٹھائیس پونڈ چونا بشمول بائیس پونڈ کاربنک ایسڈ (Carbonic
 Acid) موجود رہتا ہے۔ اور اگر چونے والا پتھر اچھا نہیں ہوتا ہے تو اسی
 حساب سے چونا بھی اوس مین کم پایا جاتا ہے۔ چونے سے جو کاربون نکلتا ہے فقہ
 اوس کاربن کے جو ہیوٹس (Hydrogen) اور عموماً کھاد سے نکلتا ہے زیادہ
 شیرین پیدا کرنے کی قوت حاصل رہتی ہے۔ کیون ایسا ہوتا ہے۔ اسے ابھی تک
 عمل مرکسٹری تحقیق نہیں کر سکے ہیں۔ مگر ایسا ہونا بہر صورت ثابت ہے بالحد
 ان باتوں کے معلوم رہنے سے پھیکے اثمار شیرین بنائے جا سکتے ہیں۔ افسوس
 کہ بہت سے اشخاص افعال کیمیائی سے بیخبر رہنے کی وجہ سے فن باغبانی مین ترقی
 نہیں کر سکتے۔ اور کسی قسم کی عمدگی پھلون مین پیدا نہیں کر سکتے۔

تحریر بالا سے معلوم ہوا ہو گا کہ چونے کو شیرینی اثمار مین تمام تر دخل
 ہے۔ یعنی جس زمین مین چونے کا جزو کم پایا جاتا ہے وہاں کے اشجار مٹھڑے شیرین
 نہیں پیدا کر سکتے ہیں۔ پس عمدگی زمین کے واسطے چونے کا وجود نہایت ضروری
 ہے۔ پیروفیسر جانسن (Professor Johnston) لکھتے ہیں کہ عمدہ

زرخیز زمین میں چوڑے کا جز اس حساب سے شامل ہوتا ہے کہ اگر ایک ہزار پونڈ زرخیز مٹی ہے تو اس میں چھپٹن پونڈ چونا ضرور شامل ہوتا ہے بخلاف اسکے سن اور باجھ زمین میں چار پونڈ چونا ہزار پونڈ مٹی میں پایا جاتا ہے۔ صاحب معدوح لکھتے ہیں کہ اس قسم کی سن زمین میں چونا ملانا اس نظر سے کہ ایسی زمین زرخیز ہو جائے صرف روپیہ کا ضائع کرنا ہے۔ مگر عموماً ایسی اراضی میں کہ چوڑے کا شمول کی مقدار کم ہے ہنظر زرخیز بنانے اور اس کے چوڑے کو زمین ملانا غلط طور کی کفایت شعاری ہے۔

کاربونک ایسڈ گیس (Carbonic Acid gas) غلے احموم چھ پونڈ کاربن (Carbon) اور سولہ پونڈ آکسیجن (Oxygen) سے مرکب ہوتا ہے یعنی بائیں پونڈ کاربونک ایسڈ میں چھ پونڈ کاربن اور سولہ پونڈ آکسیجن شامل رہتا ہے۔

واضح ہو کہ پچاس پونڈ چوڑے کے پتھر میں بائیں پونڈ کاربونک ایسڈ پایا جاتا ہے۔ پس جس زمین میں پچاس پونڈ چونا خالص مرکب ہو لازم ہے کہ اس زمین میں بائیں پونڈ کاربونک ایسڈ بھی پایا جائے۔ اور چونکہ درختوں کی اصلی غذا کاربونک ایسڈ گیس ہے تو ضرور ہے کہ جس زمین میں ایسے تغذیہ کا سامان موجود ہو وہاں کے درخت حسب مراد بارور ہو سکیں۔ بخلاف ایسی زمین کے جس میں ایسی تغذیہ کا سامان موجود نہ ہو۔ اس طرح کی زمین کے درخت حسب مراد پھل نہیں دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بالوکی زمین جس میں شمول چوڑے کا نہیں ہوتا اور اس سے فقدان کاربونک ایسڈ گیس کا لازم آتا ہے۔ میوے ترش یا پھکے پیدا کرتی ہے۔

اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہوا میں بھی کاربونک ایسڈ گیس

موجود ہے ہر پانچ ہزار گیلن ہوا میں دو گیلن کاربونک ایسڈ گاس پایا جاتا ہے اشجار بذریعہ اپنے پتوں کے اس کاربونک ایسڈ گاس سے تغذیہ کرتے ہیں۔ اور بھی بذریعہ اپنی جڑوں کے اس کاربونک ایسڈ گاس سے غذا لیتے ہیں جو زمین میں موجود رہتا ہے۔ جس قدر کہ کاربونک ایسڈ گاس اشجار جذب کرتے ہیں اس کے ایک حصہ سے جسم اشجار کے ریشے اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسکے دوسرے حصہ سے پھلوں کے مغز اور اونکی شیرینی کی خلقت ہوتی ہے۔ اور جو حصہ ان کاموں سے باقی رہ جاتا ہے اسے اشجار پتوں کی راہ سانس کے ذریعہ سے خارج کر دیتے ہیں۔ اور ہوا اس خارج شدہ جزو کو جس طرف چاہتی ہے اوڑا لجاتی ہے۔

وہ شے جسے ہیومک ایسڈ (Humic Acid) کہتے ہیں ہر زرخیز زمین اور کھیتوں کی کھاد میں موجود رہتی ہے۔ اور اسکی خلقت کمی آب پر موقوف ہے۔ یعنی جب اشیاء ماریخیہ کی رطوبت کا کوئی حصہ تحلیل ہو جاتا ہے تو یہ ایسڈ پیدا ہوتا ہے۔ اس ایسڈ سے دو فوائد مترتب ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ اس ایسڈ سے اشجار کا تغذیہ ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ اس اقسام غذا میں اس ایسڈ کے ذریعہ سے تغذیہ اشجار کی استعداد پیدا ہوتی ہے۔

بعد چوئے (Lime) اور ہیومک ایسڈ (Humic Acid) کے تغذیہ کے اعتبار سے کوئلہ کا درجہ ہے۔ کوئلہ کا کام یہ ہے کہ ہوا سے کاربونک ایسڈ لے اور درختوں کی جڑوں کو تغذیہ کی نظر سے حوالہ کرے۔ تحقیقات کسٹری سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک انچ مکعب کوئلہ پینتیس انچ کاربونک

ملہ جو کام پھیپھا (ریہ) جسم حیوانات میں کرتا ہے وہی کام پتا جسم اشجار میں کرتا ہے۔ اسد اسطے علمائے علم نباتات اور ابق اشجار کو ریہ اشجار کہتے ہیں۔

ایسٹ گاس کو جذب کرتا ہے۔

واقعہ رہے کہ آہن کو بھی زمین اور پیداوار زمین سے بڑا تعلق ہے۔

سلفٹ آف اثرن (Sulfate of Iron) یعنی کسے کو پانی میں محلول کر کے درختوں کی جڑوں میں دینے سے پھلون کا ذائقہ ترقی کر جاتا ہے۔

اس جزو کے اثر سے پھلون میں شیرہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور مغز میں

لطافت اور نفاست آتی ہے۔ آہن اور فاسفٹ آف اثرن (

Sulfate of Iron) زمین میں شامل کرنے سے اشجار کثرت

سے پھل دیتے ہیں اور پھلون میں لذت اور شادابی حاصل ہوتی ہے۔

فصل در بیان امور لحاظ طلب متعلق درختان

ظاہر ہے کہ جب کوئی درخت نصب کیا جاتا ہے تو ساق و شاخ اشجار

نصب کردہ کا تقاضا اعلیٰ کی طرف جانے کا ہوتا ہے۔ اور جڑیں اسفل کی

طرف جانے کی متقاضی ہوتی ہیں۔ درختوں کے جسم بالائی اور اون کی جڑوں کے

درمیان ایک وضع کا تناسب ہوتا ہے۔ یعنی جس قدر جسم بالائی ہوا میں نکھنا چاہتا ہے

اوس قدر جڑیں زمین میں داخل ہونا چاہتی ہیں۔ اکثر اشجار جو دریا کنارے ہوا او

پانی کے زور سے اوکھڑے نظر آجاتے ہیں۔ تو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

جس قدر جسم بڑی درخت کا ہوتا ہے اوس قدر جسم اندرونی بھی ہوتا ہے۔ گویا درخت نصف

جسم سے زمین کے باہر رہتا ہے۔ اور نصف جسم سے نیچے زمین کے گڑا رہتا ہے۔

اگر سب درختوں کی یہ کیفیت نہ تو بھی یہ امر مسلم ہے کہ جڑیں بخلاف جسم بالائی کے

اسفل کی طرف جانے پر آمادہ رہتی ہیں اور جس قدر ممکن ہوتا ہے زمین میں پیوستہ

ہوتی جاتی ہیں۔ ان جڑوں سے درختوں کو غذا ملتی ہے۔ اور حصول غذا کی نظر سے

جڑیں زمین کے اندر جانا چاہتی ہیں۔

جب حال یہ ہے تو درخت کے نصب کرنے والے کو لازم ہے کہ بالقصد کوئی ایسا فعل نہ کرے جسکے باعث جڑوں کو زمین کے اندر جانے میں دقت لاحق ہو۔ بعض لوگ اس خیال سے کہ جڑ بہت دور زمین کے اندر نہ جائے۔ درخت نصب کرتے وقت دو تین فٹ زمین کے اندر کوئی بڑا پتھر رکھ دیتے ہیں۔ ایسے فعل کا کوئی حاصل نہیں ہے۔ کسوا سطلے کہ جب جڑیں اوس پتھر تک پہنچتی ہیں تو اوس پتھر کو چھوڑ کر اوسکے چاروں طرف سے پھر زمین میں اترنے کا قصد کرتی ہیں اور آخر کار اوس پتھر کو درمیان میں لے لیتی ہیں۔ اوس حال میں لوگ اس بد ترکیب کے معمل ہوتے ہیں جب وہ جانتے ہیں کہ دو تین فٹ کے بعد اندر زمین میں ناقص ہے۔ اس پتھر کو مانع قائم کر کے یہ چاہتے ہیں کہ جڑیں اندر داخل ہونے کی عوض اوپر اوپر یعنی سطح زمین کے قریب قریب پھیلین لیکن پتھر رکھنے کے عوض اگر زمین کھود کر ترکیب دادہ مٹی پہلے سے وہاں بھری جاے تو پھر خراب مٹی سے ضرر کا گمان باقی نہیں رہے گا یعنی جڑیں اس ترکیب دادہ مٹی کو اپنی آغوش میں لیکر جب آگے نیچے اوتر نیگی تب خراب مٹی کسی قسم کا اثر بد

لے ترکیب دادہ مٹی اس طور سے تیار کی جاتی ہے کہ دوسری مٹی کو خوب چور ڈالتے ہیں بعد ازاں سرخی۔ ڈری سوختہ۔ کوئلہ۔ چونا کو خوب باریک کر کے اوس مٹی میں ملاتے ہیں جب یہ سب اشیاء مرکب ہو جاتے ہیں تب ٹھک کھاری۔ ٹھک طعام۔ شورہ۔ سچی۔ کیس کو علیحدہ علیحدہ پانی میں محلول کر کے یکے بعد دیگرے ملاتے ہیں۔ اور اس مرکب کو کچھ روز سایہ میں رکھتے ہیں۔

لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ جمیع آب کے معتدرا اس قدر کشیدہ ہو کہ کثرت بامیت سے مٹی کی چٹکی شکل پیدا کرے۔ استعمال کے وقت نصف بہ ترکیب

دادہ مٹی اور نصف لید یا گوہر زمیں میں داخل ہونا چاہئے۔

درخت کو نہیں پہنچا سکیگی۔ جب زمین خراب ہے تو ترکیب دادہ مٹی کا التزام واجبات سے ہے۔ لیکن ہر حال میں اگر ممکن ہو تو قبل درخت نصب کرنے کے زمین میں ترکیب دادہ مٹی کو داخل کر رکھنا چاہئے۔ اس ترکیب کی پابندی سے جلد درخت بالیدہ ہوتے ہیں اور ہمیشہ صحیح المزاج رہتے ہیں۔

واضح رہے کہ جو زمین بالطبیع ناقص ہوتی ہے۔ اوسمیں اشجار مٹھرہ حسب مزاج بالیدہ نہیں ہوتے ہیں۔ پس ایسی زمین میں باغ لگانا کو سہ کندیدن و کا سہ بر آوردن کا مضمون ہے۔ زمین شور سنبل بر نیار و پڑ در و تخم عمل صناع مگردان + لیکن اگر ایسی زمین میں باغ لگانے کی مجبوری آپڑے تو ترکیب دادہ مٹی سے بہتر ایسی زمین کی اصلاح کی کوئی صورت نہیں ہے۔

جب دریاں کھود دی جا چکیں اور حسب ضرورت اصلاح زمین ہو چکے تب درختوں کو اسطور سے نصب کرنا چاہئے کہ سطح زمین باغ سے درخت کے تھالے کی مٹی تین یا چار انچ بلند ہو۔ یعنی درخت کو کسی نشیب زمین میں نہیں نصب کرنا چاہئے۔ نشیب میں نصب کئے جانے سے بیشتر اشجار مر جاتے ہیں۔ لیکن جب باغ کی زمین بہت مرطوب ہو تو ایسی حالت میں اور بھی تھالے کی زمین کو بلند کر کے اشجار کو نصب کرنا مناسب ہوگا۔ علاوہ اسکے مٹی کا گول پشتہ درخت کے چاروں طرف درکار ہوگا۔ تاکہ تیزی ہوا و بارش سے درخت کو آسیب پہنچے۔ ہر درخت کی درسی اوسکی جنسیت کے اعتبار سے عریض ہونی چاہئے۔ مگر ہر حال میں درسی کو درخت نوکی جڑوں سے کم سے کم ایک ثلث طول میں زیادہ تر عمیق کھودنا چاہئے کہ جڑوں کو بڑھنے اور پھیلنے کی وسعت کافی ملے۔

فصل در بیان اجرائی بقا انواع نباتات مٹھرہ

بقائے انواع و اقسام کے نسل نباتات شمرہ کی چند صورتیں ہیں۔ نباتات شمرہ کبھی تختہ - کبھی دابہ - کبھی قلم - کبھی انٹا - کبھی چشمہ - کبھی ٹوٹا اور کبھی پیوند سے تیار کئے جاتے ہیں۔ ان سب ذریعوں سے غرض یہی ہے کہ یا بقائے انواع و اقسام کی صورت قائم رہے۔ یا اصل درختان سے بھی درختان نو عہدگی پیداوار و موت شمرہ وغیرہ میں ترقی کرین۔ ظاہر ہے کہ طبعی حالت میں ہر میوہ دار درخت ایک حالت خاص میں رہتا ہے خود بخود کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن ان اپنی محنت اور اہانت سے اوس میں انقلابات پیدا کرتا ہے۔ اور حقیقت محنت اور اہانت کے ہیانہ کارروائی کرتا ہے اور حقیقت ترقی کی شکل پیدا ہوتی ہے۔

تختہ سے اکثر درختان شمرہ پیدا ہوتے ہیں مگر اور ترکیبوں سے درختان شمرہ میں ترقی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس واسطے درختان شمرہ کے پیدا کرنے میں مختلف اقسام کی کارروائیاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔

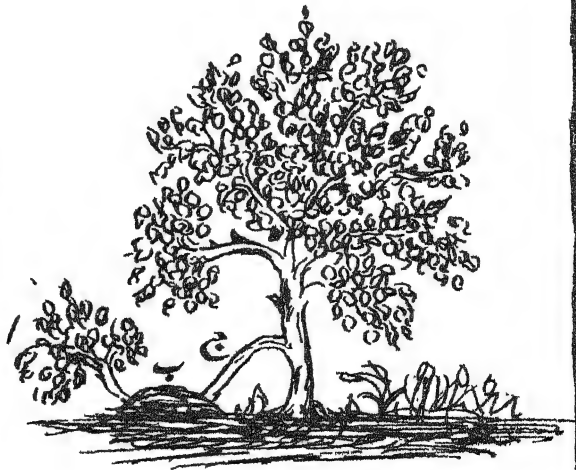
دابہ عبارت ہے اوس ترکیب سے جس میں کسی درخت کی شاخ کو زمین میں اسطور سے دابہ دیتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد اوس شاخ سے بڑی ٹھیکرہ برآورد اوس شاخ میں ایک علیحدہ درخت بنادینے کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہیں۔ ترکیب دابہ تیار کرنے کی یہ ہے کہ درخت کی بتلی شاخ پختہ کو سیقد چھیل کر زمین میں دفن کر دیتے ہیں نہ اسقدر

۱۵ نباتات شمرہ سے مراد اشجار و درجہ شمرہ دونوں ہیں

۱۶ اگر کسی درخت کی شاخ ایسی بلند ہو کہ زمین کی طرف جھک نہیں سکتی ہے اور اس سبب سے زمین کے نیچے نہیں دب سکتی ہے۔ تب گیلے کو ایک جانب توڑ کر اور اوس میں مٹی بھر کر اوس شاخ کو اوس گیلے کے ٹوٹے ہوئے حصہ کی طرف سے گیلے کی مٹی میں دابہ دیتے ہیں۔ جب گیلے کے ذریعہ سے دابہ تیار کرنا ہو تو لازم ہے کہ قبل دابہ شاخ کے گیلے کے قیام مستحکم کی شکل پیدا کی جائے۔

کہ بالکل شاخ زمین کے نیچے پوشیدہ ہو جائے بلکہ زیادہ حصہ آخر شاخ کا مٹی سے باہر رہے۔ موقع سے پانی دیا کرتے ہیں تاکہ زمین میں ہمہ دم تری رہے اور اس ذریعہ سے شاخ کے دبے ہوئے حصہ سے جڑیں پیدا ہو کر زمین کی طرف جاوین۔ چند مہینے میں جڑیں زمین میں گہر لیتی ہیں۔ اور اس دبی ہوئی شاخ کو غذا پہنچانے لگتی ہیں کہ پھر درحقیقت اس دبی ہوئی شاخ کو اصل درخت کے ذریعہ سے غذا حاصل کرنے کی حاجت نہیں رہتی ہے۔ جب اسے خود سری حاصل ہو جاتی ہے۔ تب اس دبی ہوئی شاخ کے اوپر کی جانب سے رفتہ رفتہ تراشنا شروع کرتے ہیں اور آخر کار بہ شاخ اصل درخت سے کٹ کر جدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ شاخ بریدہ خود ایک درخت ہو جاتی ہے موقع سے اٹھا کر یہ شاخ بطور درخت کے جہان درکار ہوتی ہے نصب کی جاتی ہے اور اپنے وقت پر پورا درخت ہو جاتی ہے نقشہ ذیل قابل لحاظ ہے

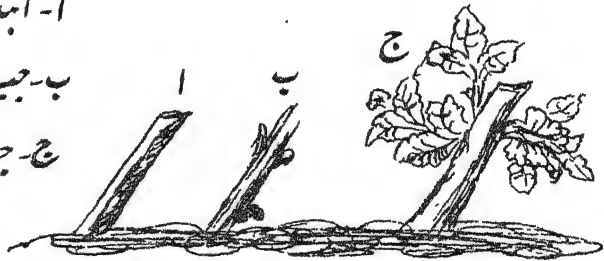
- ۱۔ شاخ داہ
- ب۔ جزو داہ جو ازیر زمین
- ج۔ مقام تراشن



واضح رہے کہ ہر درخت کی شاخ کو داہ کے ذریعہ سے درخت پیدا کر کے کی صلاحیت حاصل نہیں ہے مثلاً آم کہ داہ کے ذریعہ سے اسکا اجراء ممکن نہیں ہو سکتا۔ داہ کے قابل انار۔ امرود اور اقمام لیمون وغیرہ ہیں۔

قلم عبادت ہے اوس شاخ و زرخٹ سے جو زمین میں نصب ہو کر اصل درخت کی مانند درخت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے ترکیب قلم تیار کرنے کی یہ ہے کہ فصل برشکال میں ایک فٹ کی پتلی شاخ پختہ کاٹ کر کسی زمین میں جسکو پہلے سے تیار کر رکھتے ہیں نصب کر دیتے ہیں۔ کچھ حصہ میں یہ شاخ گرطے ہوئی حصہ میں جڑ پیدا کرتی ہے۔ اور اوپر کے حصہ میں پتیان لاتی ہے۔ جب ایسا معلوم ہو کہ انتقال موضع سے اوسکے خشک ہونے کا گمان نہیں ہے تو اسکو جگہ درکار میں نصب کر دینا چاہئے۔ اس شاخ کو وقت نصب کرنے کے محرف ترشنا چاہئے اور کچھ نصب بھی کرنا چاہئے۔ لیکن جب تیاری کے بعد نصب کرنا ہو تو کچھ نصب کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ جیسے تمام اشجار نو نصب کئے جاتے ہیں اسکو بھی نصب کرنا چاہئے۔

- ۱۔ ابتدائی حالت قلم
- ب۔ جب پتیان نکلا شروع ہوئی ہیں
- ج۔ جب تیار ہو چکا۔

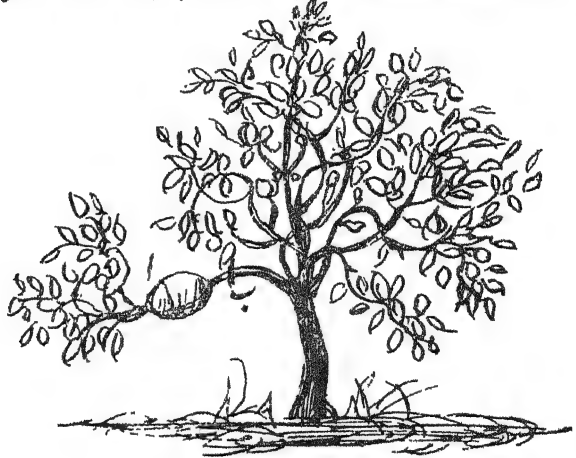


قلم کے ذریعہ سے بہت کم درخت شمر پیدا ہوتے ہیں انجیر اور توت بیشتر قلم سے تیار ہوتے ہیں۔ البتہ غیر شمر درخت بہت ہیں جو اس ترکیب سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ پھول کے بہت درخت ہیں جنکو یہ ترکیب موافق مزاج ہوتی ہے۔

انٹائی ترکیب یہ ہے کہ درخت کی شاخ کے اوس مقام کو جان پرانٹا باندھنا منظور ہوتا ہے۔ چاروں طرف چھیل کر ترکیبی مٹی اوس جھیلے ہوئے مقام پر۔

انداز پلٹتے ہیں اور اوپر سے ٹاٹ یا خمیاض مضبوط طور سے باندھ دیتے ہیں۔ اور اس موضع انٹا کو ہمیشہ جس سبیل سے ممکن ہوتا ہے تر رکھتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اوس چھیلے ہوئے مقام سے جڑیں نکھنا شروع ہوتی ہیں۔ اور چھ مہینہ میں بطور داہہ کے یہ شاخ اوٹھیں جڑ سے تغذیہ پانے لگتی ہے۔ اور جب پورا تغذیہ پاتی ہے تب بطور داہہ کے اصل درخت سے علیحدہ ہونے کے قابل ہو جاتی ہے۔ تب یہ مثل داہہ کے اوسے تراشنا چاہئے۔ فرق داہہ سے اور انٹے سے یہی ہے کہ انٹے کو زمین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ شکل ذیل قابل لحاظ ہے۔

- ۱۔ مقام انٹا
- ب۔ مقام تراش



واضح ہو کہ اقسام لیمون و مہتابی و کولاد لیچو کو صلاحیت اس ترکیب کے متحمل ہونے کی ہے۔ خاص کر انٹے کو لیچو کے ساتھ خصوصیت ہے۔

چشمہ کی ترکیب یہ ہے کہ ایک درخت کی شاخ مناسب سے آنکھ نکال کر اور ایک دوسرے درخت کا پوست چھیل کر اوس آنکھ کو اوس پوست میں رکھ کر باندھ دیتے ہیں۔ رفت رفتہ اوس آنکھ سے شاخ اور پتے ٹکڑا ایک درخت

آہے۔ انگریزی زبان میں اس دوسرے درخت کا نام اسٹاک

ہے اور اول درخت کی شاخ سے جو آنکھ نکالی جاتی ہے

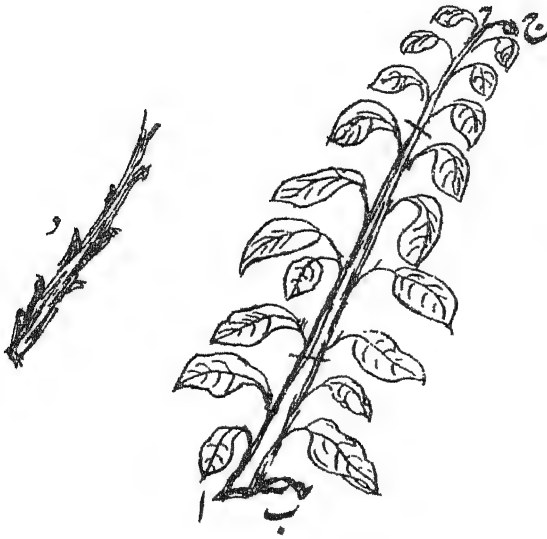
اوسے بڈا (Budd) اور بھی سائن (Science) کہتے ہیں۔ اسٹاک وہی شے ہے جسے اس ملک میں بیجو کہتے ہیں۔ چنانچہ جب کو لے کا چشمہ تیار کرتے ہیں تو کو لے کی شاخ سے آنکھ نکال کر کرنے کے بیجو یعنی اسٹاک میں نصب کر دیتے ہیں۔ اور کرنے سے جنہی شاخیں نکلتی ہیں اوسے کاٹتے جاتے ہیں اور چشمہ کے مقام سے جو شاخیں نکلتی ہیں اونکی نگاہ است کر لے ہیں۔ آخر کار کو لے کا درخت تیار ہو جاتا ہے۔ درمیان بڈا (Budd) اور اسٹاک (stock) یعنی جس درخت کی آنکھ ہے اور جس قسم کا بیجو ہے ان دونوں میں کسی قسم کی مناسبت یا جنسیت درکار ہے۔ ورنہ چشمہ تیار نہ ہوگا۔ مثلاً کو لے کی آنکھ ہو اور شفا کو یا پیپتے کا بیجو ہو تو چشمہ تیار نہ ہو سکیگا۔ اور اگر منہوی تو کوئی خوبی کی امید نہیں ہے۔ مہنود اس وضع کی بندش کو گناہ جانتے ہیں اور عقلاً بھی سمجھ معیوب معلوم ہوتا ہے۔ فطرت اللہ کے خلاف بیشک ہے۔ یہ ویسی ہی ہے کہ گھوڑے اور گائے سے اجر اے نسل کا سامان کیا جائے۔ خیر اب چشمہ کی بحث بتصریح لکھی جاتی ہے۔ اور کب قدر توجہ طلب ہے۔

جب چشمہ تیار کرنا منظور ہو تو چاہئے کہ ایک شاخ جس سے چشمہ لینا ہے اصل درخت سے تراشی جائے۔ یہ شاخ نہ نہایت کمٹہ ہو اور نہ محض نورستہ۔ کسی طرح بیمار یا پڑ مردہ نہ ہو۔ بہر صورت صحیح و معتدل مزاج ہو۔ البتہ شاخ تراش کر اوسکے پتوں کو علیحدہ کرنا چاہئے۔ واضح ہو کہ جہاں جہاں پتا ہے وہیں پتے کی جڑ میں آنکھ ہوتی ہے۔ اور ہر آنکھ میں بہ پابندی ترکیب معقول درخت بنجانے کی صلاحیت مودعہ رہتی ہے۔ شاخ بریدہ کے درمیان پتے کی جگہ سے غیبانی قلم تراش کے آنکھ نکالنا چاہئے۔ باتین تصویر ذیل سے

میں آجائیں گی۔

فرض کرو کہ (۱) ناشپاتی کی شاخ بریدہ ہے۔ جسے آنکھ بذریعہ باغبانی
فلٹراش کے نکالی جاسکتی ہے۔

(ب) اور (ج) اول اور آخر حصے اوس شاخ کے ہیں جو بیکار متصور ہیں اول
اس سبب سے قطع کر دیے جاتے ہیں۔
(د) وہ مقام ہے جہاں سے آنکھ لینا چاہئے۔



۱۔ شاخ ناشپاتی

ب۔ اول حصہ شاخ

ج۔ آخر حصہ شاخ

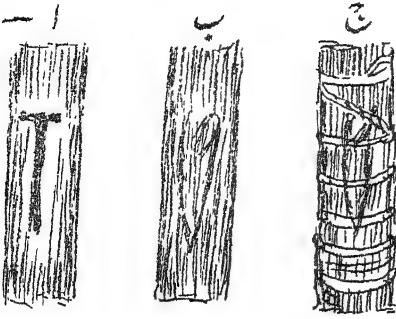
د۔ آنکھ کا مقام

ج شاخ کے اول اور آخر حصے مع اوسکی پتیوں کے دور کئے جاچکین۔ تب اس
شاخ کے اسٹمٹل حصہ کو کسی پانی کے ظرف میں پانچ چھ گھنٹہ تک ڈوبا رکھنا چاہئے
اور یہ خیال رکھنا چاہئے کہ دھان پر تمازت آفتاب کو دخل نہ ہو۔ یعنی سایہ کا ہونا ضرور ہے
اور جب آئے تب اس شاخ کو سبز گھاس پر رکھنا چاہئے کہ شبنم کی ترمی اوس
شاخ کو پہونچے۔ تاکہ اوس شاخ میں کسی طرح کی بیوست نہ آجائے۔ جسکے سبب سے
آنکھ کے بیکار ہو جانے کا خوف ہے۔ بعد ان سب کارروائیوں کے اندر چوبیس گھنٹہ
کے آنکھ کو نکال کر بیجو میں داخل کرنا چاہئے۔ اس سے زیادہ دیر کرنے میں نقصانی
متصور ہے۔ شاخ کے خفک ہونے سے آنکھ ہم بیکار ہو جائیگا۔ اسی لئے آنکھ نکالنے

۱۔ شکل مقام برائے چشمہ بشکل حرف T

ب۔ شکل چشمہ داخل شدہ

ج۔ شکل بندش



جب آنکھ داخل چو ہو چکے تو فوراً اوس محل چشمہ کو بچا کر ڈور سے باندھنا چاہئے۔

لیکن بندش ایسی سخت نہو کہ کسی طرح کا صدمہ چشمہ کو پہنچے۔

ٹونٹا سے مراد وہ پودہ ہے جو اصل درخت کی جڑ سے پھوٹ کر نکلتا ہے۔ اور

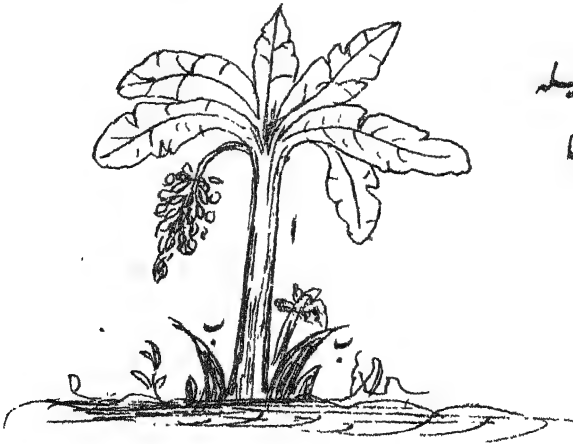
جب اس سے احتیاط سے اوکھا کر علیحدہ نصب کرتے ہیں تو مثل اصل درخت کے صورت

پکڑتا ہے۔ اکثر بیل وغیرہ کی جڑوں سے ایسے پودے ظاہر ہوتے ہیں۔ کیلہ کی جڑ سے

بھی ٹونٹے نکلتے ہیں۔ اور یہی ٹونٹے آخر کار درخت ہو جاتے ہیں۔ بلکہ کیلہ کا اجر اسے

اسل اسی ٹونٹے پر موقوف ہے۔ کیلہ ختمی کم ہوتا ہے بخلاف بیل وغیرہ کے کہ بذریعہ تخم و بونہ

کے انکے بقائے نوع کی شکل ممکن ہے۔ تصویر ذیل سے حقیقت حال معلوم ہوگی۔



۱۔ درخت کیلہ

ب۔ ٹونٹا

پیوند جسے صوبہ بہار میں قسلی اور ساٹا کہتے ہیں۔ دو درخت کے دو حصوں کو وصل کہتے ہیں۔ جس وصل کے ذریعہ سے عقی شجری جو بمنزلہ خون حیوانی کے ہے دونوں کے لئے وصل شدہ حصوں میں بہا پندہی نطفہ نام عالم نباتی کو ورہ کرتا ہے۔ وہ پندہ کا جسکو زمین سے تعلق ہوتا ہے اسے بچو (اسٹال) کہتے ہیں۔ اور شاخوں کو پیوند (graft)۔ چشمہ اور پیوند دونوں ترکیبوں کے اصول واحد ہیں۔ فرق اسی قدر ہے کہ پیوند تیار کرنے میں بچو کے ساتھ شاخ تیار و موجودہ عالم کی جاتی ہے۔ اور چشمہ تیار کرنے میں وہ شے جو آخر شاخ ہونے والا ہے بچو کی جاتی ہے۔ یعنی شاخ بالقولے کا وصل بچو کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ کن کہ درخت کو صلاحیت پیوند سے تیار کئے جانے کی ہے۔ اور کن کن کو چشمہ سے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس طرح کے پیوند سے نکلنے والا پانی کوئی دوسری جگہ نہ پہنچتا ہے۔

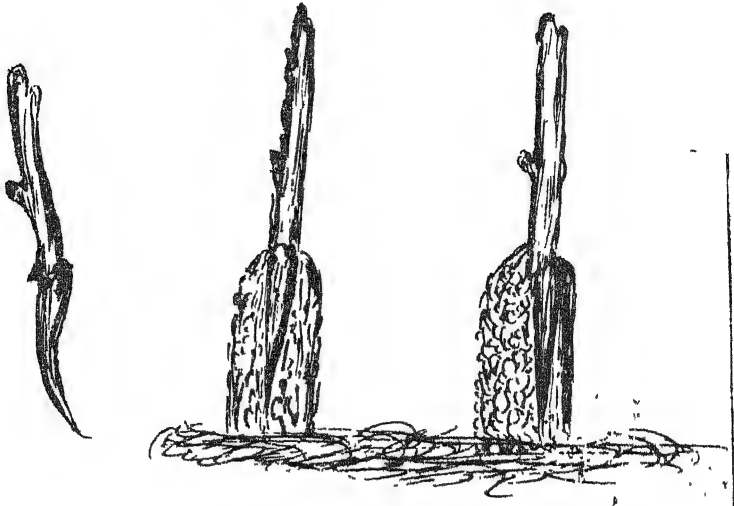
پیوند دو درختوں کے درمیان نطفہ نام نباتات میں اور انھیں اصول کہتے ہیں۔ قرار پاتا ہے۔ جن اصول کے تحت انسانی کے درمیان وصل ممکن ہے۔ ان کے عملیات سے ثابت ہے کہ اگر کوئی انگلی کسی انسان کی دو نیم ہو جائے تو اس کو نو آؤں آخر میں اصل جسم کے وصل کر دیا جائے تو اصل جسم کے ساتھ بڑھ جائے گا۔ درختوں کے پیوند کا بھی یہی طور ہے۔ لیکن فرق اس قدر ہے کہ درختوں کے وصل و قطع دو علیحدہ درخت کے قرار پاتا ہے اور شکل بالابینہ میں قطع و وصل کا ایک جسم شخص واحد کی صورت پکڑتا ہے۔ لیکہ اگر کوئی انگلی کسی انسان کی تراشی جاوے اور انگشت ہا سے تراشیدہ ہو جائے تو ایسی ہو کہ وصل میں وقت لاحق نہ ہو۔ ایک شخص کی انگلی مقطوع ہو جائے تو اس شخص کے جسم کے ساتھ پیوند ہو سکتی ہے۔

اگر اس طور پر پیوند ہو جیسا کہ ممکن ہے تو اس ترکیب وصل کو تماشہ پیوند اشجار کہتے ہیں۔
ساتھ مشابہت متصور ہے۔

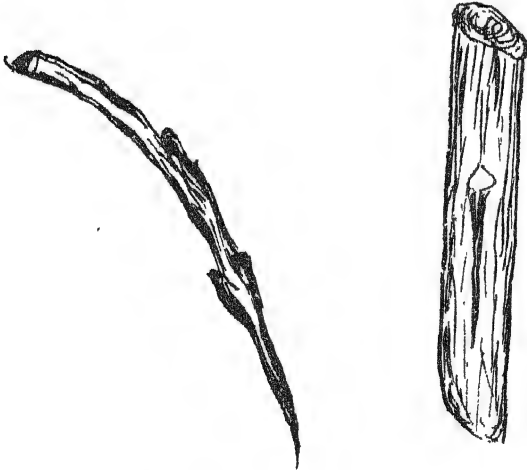
پیوند سے اشجار تیار کرنے کے فوائد چند ہیں۔ اول یہ کہ پیوند کے ذریعہ سے
اشجار بکثرت جلد تیار ہوتے ہیں۔ دوم یہ کہ اشجار پیوندی ثمر جلد لاتے ہیں۔ سو
یہ کہ پیوند کے ذریعہ سے اشجار کی لطافت ترقی کر جاتی ہے۔ چہارم یہ کہ اس ترکیب
سے نئے اقسام اشجار کے پیدا ہو سکتے ہیں۔ پنجم یہ کہ درخت کمند میں اس
ترکیب سے جدت پیدا ہو سکتی ہے۔ یعنی اگر کوئی درخت کمند ہو جائے اور اچھا
کہ بھرنے درخت کی کیفیت اس میں پیدا ہو تو اسے کچھ حصہ چھوڑ کر چرکی جانب
سے تراش ڈالتے ہیں۔ اور جو حصہ رہ جاتا ہے اس حصہ میں اور درخت کی اصلاح
پیوند کرتے ہیں۔ اس ترکیب سے ایک درخت کمند سر نو جوان کر کر لطف اٹھا
دکھلاتا ہے۔

شاخ ہو کہ پیوند کی دو قسم ہے۔ ایک یہ کہ اگر شاخ تراش کر
درخت یعنی بیج کو ساتھ پیوند کر دیتے ہیں اور شاخ تراشیدہ جزو درخت
ہو جاتی ہے۔ دوم یہ کہ درمیان دو شاخ کے یعنی درمیان شاخ درخت جس سے
پیوند لیتا ہے اور درخت بیج کے وصل کرتے ہیں اور جب وصل کامل طور سے ہو جاتا
تہ شاخ وصل شدہ کو تراش لیتے ہیں جس طرح سے کہ عموماً آم کا پیوند تیار ہوتا ہے
قسم اول کی چند شکلیں ہیں دواون میں سے ذیل میں بیان ہوتی ہیں۔
اولی شکل یہ ہے کہ بیج یعنی اسٹالک کے سر کو تراش ڈالتے ہیں۔ اور
شاخ پیوند کو داخل کر کے موضع وصل کو ڈور سے باندھتے ہیں۔ تھوڑے
عرصہ میں شاخ پیوند بیج میں جگہ کر جاتی ہے اور پیوند تیار ہو جاتا ہے۔ اس

بک کو انگریزی میں کرون گرافٹ (Crown graft) کہتے ہیں۔



دوم شکل یہ ہے کہ بیج کے پہلو میں شلیخ پیوند کی داخل کرنے کے لئے جگہ بناتے ہیں۔ اس ترکیب کو انگریزی میں سائڈ گرافٹ (side graft) کہتے ہیں۔



انھیں شکلوں پر اور شکلوں کو بھی قیاس کرنا چاہئے۔ سب شکلوں کے اصول واحد ہیں۔ بہر حال ہندوستان میں ان ترکیبوں پر ستمل ہونے کا زمانہ ماہ مارچ ہے جو درختوں کے ابتدائی جوش کلامانہ ہوتا ہے۔ اور جو وقت میں عرق نباتی یعنی درخت

نہ اعلیٰ کی طرف چڑھتا ہے۔ اور نیز تو ان رنگوں کی تیار کیا سامان بندھتا ہے۔ شاخ پوند
کو نہ تراش کر جیو میں داخل نہیں کرنا چاہئے۔ دو چار روز کا التوا ضروری ہے
تاکہ فاضل عرق جو شاخ تراشیدہ میں موجود رہتا ہے کہ یہ قدر زائل ہو جائے
اور دفع رطوبت کے بعد جب وصل کا سامان کیا جائے تو یہ سبب ضرورت کے
استثناک یعنی بیچو کے عرق کو جذب کرنے کے لئے شاخ وصل شدہ مائل ہو
و نہ ظاہر ہے کہ جب باقراط عرق خود شاخ موصول میں موجود رہے گا تو استثنا
کے عرق کو جذب کرنے کی اس سے حاجت نہوگی۔ اور اسوجہ سے وصل کی صورت
پیدا نہوگی۔ لازم ہے کہ شاخ تراشیدہ کو دو چار روز موضع خشک میں رکھیں۔
لیکن آفتاب کی حرارت سے بچاویں کہ شاخ تراشیدہ بالکل خشک نہو جاوے۔
قبیل وصل کرنے کے شاخ تراشیدہ کے آخر حصہ کو یعنی جطرف کو داخل
استثناک کرنا ہے مرنو سے تراش لینا چاہئے۔ جب شاخ تراشیدہ داخل استثنا
ہو چکے تب موضع وصل کو ڈورے سے بستہ کرنا چاہئے۔ اور اوپر سے ترکیبی مٹی سے
چھپا دینا چاہئے۔ اس کام کے لئے ترکیبی مٹی اسطور سے تیار کرتے ہیں کہ گوال
مٹی میں گوبر اور پیال باریک تراشید شامل کر کے چند روز چھوڑ دیتے ہیں جب
سب اجزا مخلوط ہو جاتے ہیں تب اس ترکیبی مٹی میں ایک وضع کی بستگی پیدا ہوتی
ہے۔ اور جب اس مٹی کو مقام وصل پر ضعا کرتے ہیں تو موضع وصل کو یکڑ لیتی
ہے اور خارج ہوا کو موثر ہونے نہیں دیتی ہے۔

دوسری قسم پوند کی وہ ہے کہ جو بذریعہ شاخ تراشیدہ کے ترکیب
پائی ہے اور بعد استحکام وصل کے وہ شاخ اصل درخت سے تراش کر علیہ
کیا جاتی ہے۔ آم کا پوند اسی قاعدہ سے تیار ہوتا ہے۔ اور اسکی ترکیب یہ ہے
کہ میں نصف سے پوند لینا ہے اس درخت کی کوئی شاخ مناسب تجویز کر کے

اوسکے پاس ہیچو کا درخت خواہ گئے مین خواہ زمین مین نصب کرتے ہین۔ اور اوس شاخ تجو نیز شدہ کو اور ہیچو کو تناسب کے ساتھ چھیل کر کے اوپر نیچے رکھ کر آپس مین بند ایضہ مستحکم دھڑے کے وصل کر دیتے ہین۔ بعد کچھ عرصہ کے اصل درخت کی شاخ ہیچو کے ساتھ وصل ہو جاتی ہے تب موقع سے جاے وصل سے کچھ نیچے شاخ وصل شدہ کو یا ایک بار تراش لیتے ہین یا رفتہ رفتہ کر کے اصل درخت سے علیحدہ کرتے ہین۔ تصویر ذیل قابل توجہ ہے۔



۱۔ شاخ و ف

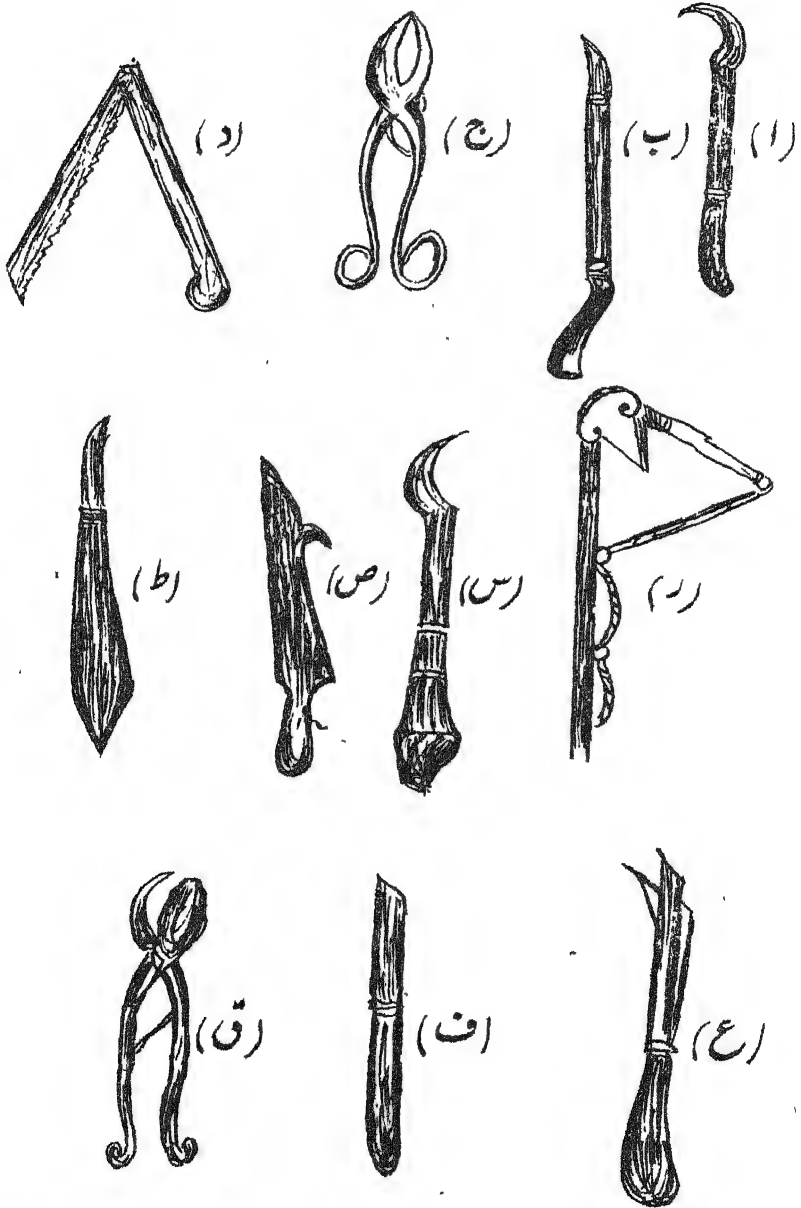
ب۔ مقام وصل

ج۔ مقام قطع

درخت محمود

و از آنجا که شکر، سوزن است، غده که در آن شکر است

آلات درکار ہیں بغیر آلات سناسکے باغبانی کا کام انجام پانہیں سکتا ہے۔ عام
 اس سے کہ باغبانی کا شغل بطور پیشہ کے ہو یا مجرد دلہستگی کیلئے کیا جائے۔
 ٹی لمے ٹامس اینڈ کو تجارتی کلکتہ سے درخواست کرنے سے جمیع آلات دستیاب
 ہو سکتے ہیں۔ بعض آلات کی تصویر درج کتاب مذکور کی جاتی ہے۔



ان آلات کے نام انگریزی میں موجود ہیں شائقین باغبانی ہر آلہ کا ذکر دریافت کر کے جو جو نام مناسب تصور فرماویں رکھیں۔ ان آلات کے استعمال کے طریقے تجربہ کار باغبان ہندی یا دلایتی کے ذریعہ سے خوب سمجھ میں آجائینگے۔

ان آلات کے انگریزی نام مندرجہ ذیل کئے جاتے ہیں۔

(ا) گوسبری پروونگ نائف (Gooseberry Pruning Knife)

(ب) ایٹافرق اسیدر ہے کہ اسکا پھل سیدھا ہوتا ہے اور سابق کا ٹہنٹا۔

(ج) بوسلائڈ پروونگ شئیرس (Bow Slide Pruning shears)

(د) فولڈنگ پروونگ ہینڈ سا (Folding Pruning Hand Saw)

(ر) اوپرینکیٹرس (Avarancators)

(س) گرافٹنگ نائف (Grafting Knife)

(ص) جنٹلمینس امپرووڈ پروونگ سا (Gentleman's Improved Pruning saw)

(ط) بڈنگ نائف (Budding Knife)

(ع) پروونگ نائف اینڈ سا (Pruning Knife and saw)

(ف) پروونگ نائف (Pruning Knife)

(ق) ہینڈ سلائیڈنگ پروونگ شئیرس (Hand sliding Pruning shears)

فصل در بیان پرورش و تربیت درختان اشجار

وامنح ہو کہ خود درخت دیسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ نبی آدم بنی مانعہ یلم یافتہ آدمی
جستہ نامے شمر اور انسان دونوں کو پرورش اور تربیت کی حاجت ہی بغیر پرورش
ورق ایم کے دونوں ناقص رہ جاتے ہیں۔ حالت طبعی میں جس طرح انسان کو کمال حاصل
نہیں ہوتا ہے اوی طرح درخت نامے شمر کو خود روئی میں صورت ترقی کی نہیں پیدا
ہوتی ہے۔ اسی لئے درختوں کی پرورش و تربیت کی طرف شائق انکار کو نہایت توجہ
درکار ہے ورنہ حسب مراد درختوں کی بارآوری سے مستمتع ہونا ممکن نہیں ہے پرورش
و تربیت سے جو فوائد مترتب ہوتے ہیں ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

اول یہ کہ جو شکل مناسب جس درخت کے لئے درکار ہے یا شائق کو پسند
ہے۔ تربیت و پرورش کے ذریعہ سے درخت شمر کی وہی شکل پیدا کی جاسکتی ہے
مثلاً شفتالو یا سیب کے درخت کو شکل مخروطی بنانا چاہیں تو مخروطی شکل ہو جا
سکتا ہے۔ اور اس شکل کے قائم کرنے سے تھوڑی اور تنگ زمین میں درخت
تیار ہو سکتا ہے جملہ حالت خود روئی کے کہ زیادہ جگہ درخت کے لئے درکار ہوتی ہے
شکل مخروطی ذیل قابل توجہ ہے۔



ایسے اشکال کے قائم کرنے سے درخت کی قوت مشمد ترقی کر جاتی ہے۔ یعنی پھل کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور مقداراً بڑا بھی ہوتا ہے۔

دوم یہ کہ بذریعہ پرورش اور تربیت کے شاخیں بارور اور کامل الجسم پیدا ہوتی ہیں۔ اگر تربیت کا سامان نہ کیا جائے تو اسفل کی جانب کی شاخیں آخر کار خشک ہونا شروع ہوتی ہیں۔ صرف اعلیٰ جانب کی شاخیں قائم رہ جاتی ہیں۔ بخلاف حالت تربیت یافتگی کے کہ سر سے پائے تک تمام شاخوں میں یکساں تغذیہ ہونے کے سبب سے سب شاخیں برابر قوی اور تروتازہ رہتی ہیں۔ سوم یہ کہ تربیت کی وجہ سے تمام شاخیں یکساں ثمر لاتی ہیں۔ اور چم اسکی یہی ہے کہ مادہ ثمریہ ہر جزو درخت میں یکساں تقسیم پاتا ہے۔ اور کوئی شاخ ثمر سے محروم نہیں رہ جاتی ہے۔

چہارم یہ کہ تربیت و پرورش کی بدولت درخت خوش قد و خوش اندام اور آنکھوں میں بھلا معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے باغبان کو ایک وضع کی قدرت و درختان پروردہ پر رہتی ہے۔ بخلاف خود رو درختوں کے کہ مطلق باغبان کو اوپر اختیار نہیں رہتا ہے۔

پوشیدہ نہ ہے کہ تربیت و پرورش کا طریقہ ہر مشمد درخت کے واسطے اس درخت کی بحث میں ذکر کیا جائے گا۔ جو کچھ اوپر مذکور ہوا بطور کلیہ کے مندرج ہوا ہر شجر کی بحث میں بسبیل ضرورت شاخوں کے چھانٹنے اور تراشنے کی بحث درج کی جائے گی۔ واسطے کہ پرورش و تربیت کے لوازم سے شاخوں کا چھانٹنا جانا تراشنا جانا بھی ہے۔ ان بھٹوں کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ ان دن درخت چھانٹنے اور تراشنے جاسکتے ہیں اور کن کن کا پوسٹ کنندہ چھیلنا چاہئے۔ اس طرح جو درخت ہر مشمد پیدا ہو جائے گی

صلاحیت رکھتے ہیں اونکے بیدار نہ بنائے کی ترکیبیں عرض کجا و نیگی۔ بیدار نہ بنائے
مستہ مراد یہ ہے کہ اونکے تخنم ایسے دفع ہو جاوین کہ یا بالکل نادر دہو جاوین یا ایسے
چھوٹے اور خفیف ہو جاوین کہ نادر دہونے کا حکم رکھیں۔

فصل ششم بر خلاصہ امور ضروریہ جو تیاری و نگاہداشت باغ کے لئے درکار ہیں

واضح ہو کہ فصل ہائے بالا میں جس قدر امور کلیہ مولف کی دانست میں ضروری
معلوم ہوئے حوالہ قلم ہوتے گئے۔ اب اس فصل میں بطور خلاصہ وہ امور
نمبرواری درج کئے جاتے ہیں جنسے باغبانی کی عام ہدایتیں مستور ہیں۔

ہدایت نمبر ۱۔ جس قسم کے میوہ کا باغ لگانا منظور ہو پہلے اس کے واسطے
زمین مناسب تجویز کرنا چاہئے۔ ہر زمین کی ایک کیفیت خاص ہوتی ہے اس واسطے
ارضی کی تجویز ایک امر ضروری اور مقدم ہے۔ اس امر کی نا تو جہی سے درختوں
کی بالیدگی اور بارآوری میں فتور لاحق ہوتا ہے۔ مثلاً بعض زمین ایسی ہوتی ہے
کہ اس سے آم کے درختوں کے بالیدہ کرنے کی صلاحیت حاصل رہتی ہے۔ لیکن اگر
اوس میں لیچو بوئیں تو لیچو نہیں بالیدہ ہوتی۔ پس اگر کسیکو ایچو کا باغ لگانا منظور ہے
تو اس سے ایسی زمین لیچو نصیب کرنے سے احتیاط لازم ہے۔

ہدایت نمبر ۲۔ اشجار شمرہ کی عام حالتوں سے باغ لگانے والے کو اطلاع
کافی درکار ہے۔ یعنی شائق کو اس امر کا جاننا ضرور ہے کہ کون درخت میدان ملکوں
میں بالیدہ ہوتا ہے اور کون کو ہی ملکوں میں۔ کس کا قد کس قدر بلند ہوتا ہے۔ اور کس کی عمر
کس قدر ہوتی ہے۔ کون جلد قد کشیدہ ہو جاتا ہے۔ اور کون دیر میں۔ کون سریع الثمر ہوتا ہے
اور کون بطی الثمر ہے۔ کس کو زیادہ اور کس کو کم حاجت سیرابی کی ہوتی ہے۔ کون زما زکسی
بارآوری کا ہے۔ کس کے ساتھ جنسیت کا کیا واسطہ ہے۔ اور کس کے ساتھ کس کو ہر جنسیت

اور مرقبیل ذلک جبقتدر شائق کو اطلاع زیادہ ہوگی طیارسی باغ میں سیتھہ اطلاع
 زیادہ تر معین ہوگی۔ ایسے امور ضروریہ کی ناواقفیت سے کامیابی دشوار متصور
 ہے۔ مثلاً گوی شخص جو اشجار کی عام حالتوں سے لاعلم ہے۔ باغ طیار
 کرنے لگے تو اپنی لاعلمی کی وجہ سے کوہی اقسام سیب اور چیری کو سیدانی ملک میں
 نصب کرے گا۔ اور آم اور لیچو کو کوہی سیخ بستہ سرزمین میں جگہ دیگا۔ کو لے کو سیٹھ
 کے ساتھ تختہ بند کریگا اور کھرنی کو انگور کے ساتھ۔ اس طرح اپنی غلط کارروائیوں
 سے باغ کا باغ غارت کر ڈالے گا۔

واضح ہو کہ اس تالیف کے ملاحظہ سے ان امور کی اطلاع بطور کافی حاصل
 ہو سکتی ہے۔

ہدایت نمبر ۳۔ جب باغ کے لئے زمین تجویز کی جا چکے تب زمین تجویز شدہ
 کے گرد احاطہ کا سامان ضروری ہے۔ بے احاطہ باغ کا ضائع ہو جانا امر قرین قیاس
 ہے۔ احاطہ کے باعث نہ سرف مویشی۔ درزد وغیرہ کی مضرت رسانی سے امن کی صورت
 متصور ہے۔ بلکہ سیلاب وغیرہ سے بھی تمام تر حفاظت کی شکل پیدا ہوتی ہے۔
 اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ سیلاب کے صدمہ سے باغ کا باغ خشک
 ہو جاتا ہے۔ احاطہ کے لئے یاد پوار پختہ اور سنگی طیار کیجائے یا باغ کے چاروں طرف
 زمین کھود کر کافی طور سے بلند کر دیجائے۔ اس بلند کردہ زمین پر سیج کا کانٹا
 یا دیسی یا ولایتی کٹکریز لگانا دیوار پختہ سے بھی زیادہ بکار آمد ہوتا ہے۔ باغ کے
 اندر آنے جانے کے لئے جتنے دروازے مناسب سمجھے جاوین طیار کئے جاوین۔
 ایسا نہ کہ جس طرف سے جو چاہئے چلا آئے۔ قید بندی کے بغیر باغ کا انتظام
 معقول ممکن نہیں ہے۔

بعض ناصل آب باران کے خارجہ کے لئے کے واسطے احاطہ

باغ میں موریاں تعمیر کرانی ضروریات سے ہے۔ علاوہ اسکے باغبانوں کے شب و روز کے قیام کے واسطے جس قدر درکار ہو مکان بنوانا چاہئے۔ اٹھار کے رکھنے کے واسطے ٹھرخانہ کی تعمیر لازم ہے۔ ٹھرخانہ ایسا ہو کہ نگہبان اٹھار کو بجد طاقت بشدت آمد و رفت ہوا پر اختیار ہے۔ اگر حضرات شائقین پھلون کے باغ میں اپنے واسطے مکان بنانا چاہیں تو یہ مکان ایسی جگہ نہ بنایا جاوے جہاں گرہ پڑیں میں آم وغیرہ کے درخت ہوں جنکے باعث عیس کے صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

ہدایت نمبر ۵۔ سامان سیرابی میں کسی قسم کی کوتاہی لاحق نہو۔ بہت موٹ۔ کوٹھی۔ انگریزی پمپ اور جس ذریعہ سے سیرابی کی مشکل قائم ہو سکے، اوس میں پس پانہیں ہونا چاہئے۔ قبل درخت نصب کرنے کے سیرابی کے وسائل کو خوب خیال کر لینا چاہئے۔

ہدایت نمبر ۶۔ درختوں کو وقت مناسب میں نصب کرنا چاہئے۔ یوں تو ایام برشکال میں بھی درخت نصب کئے جاتے ہیں۔ مگر درختوں کے نصب کرنے کا بہترین زمانہ نصف آخر ماہ جنوری سے لیکر نصف اول ماہ فروری تک ہے۔ بعد انقضا سے اس مدت کے بھی درخت نصب کئے جاسکتے ہیں۔ مگر اونکو چڑھانے میں دیر لگتی ہے۔ اور اکثر زیادہ سیرابی کے محتاج رہتے ہیں۔ مدت مذکورہ درخت نصب کرنے کے لئے اور وقتوں پر اس سبب سے مرعہ ہے کہ اس وقت میں نہ برسات کی رطوبت ردیہ باقی رہتی ہے نہ ایام گرما کی شدت کا اثر موجود رہتا ہے۔ اسوجہ سے لگائے جانے کے بعد درخت کم خشک ہوتے ہیں۔ علاوہ اسکے اس زمانہ میں آسانی کے ساتھ بخوف و خطر دور دراز ملکوں سے پھوٹے درخت منگائے جاسکتے ہیں۔ اونکی چڑھانے سے ٹھوڑی مٹی لگی ہوئی اونکو ایک عرصہ تک زندہ رکھنے کو کفایتی ہو جاتی ہے۔ پس ایسے زمانہ میں اونکا فاصلہ بعید سے بھی آنا کی طرح اونکے لئے

باعثِ صدمہ نہیں ہوتا ہے۔ لیکن زمانہ مذکورہ میں درخت نصب کرنے کا سب سے زیادہ فائدہ یہ متصور ہے کہ درختوں کے نصب کئے جانے کے بعد عرصہ قلیل ہی میں تمام درخت جوش پر آنے لگتے ہیں اور عرق شجری اعلیٰ کو صعود کرنے لگتا ہے۔ پس نصب کئے جانے کے وقت جو خراش یا حرارت درختوں کی جڑوں پہونچتی ہے۔ افراطِ عرق شجری کے موجود رہنے کے باعث اس کے اندام کی شکل بہت جلد پیدا ہوتی ہے۔

ہدایت نمبر ۷۔ درختوں کو ایک دوسرے سے مناسب فاصلہ پر نصب کرنا چاہئے۔ فاصلہ مناسب کی تجویز درختوں کی عمر طبعی و قدآوری خلقی اور منقہ خیل ذلک دیگر حالات کی دانست پر منحصر ہے۔ جو شخص ان امور ضروریہ سے واقف ہوگا۔ فاصلہ مناسب کی تجویز میں بیشتر خطا کریگا۔ ان امور کی اطلاع اس کتاب کے ملاحظہ سے پیدا ہوگی۔

ہدایت نمبر ۸۔ درختوں کی قطار کی راستی پر توجہ بلیغ درکار ہے۔ باغ کی زینت راستی قطار و صف بندی اشجار پر موقوف ہے۔ اگر اس امر کا خیال درختوں کے نصب کرنے کے وقت ملحوظ نہیں رہے گا تو روشون اور نہرون کے بنانے کے وقت دقت لاحق ہوگی۔ دریوں کے کھودنے میں امور مہجورۃ الذکر پر توجہ ایک امر ضروری متصور ہے۔ اور اگر تقاضاے اراضی سے ترکیب دادہ مٹی کی حاجت دیکھی جائے تو قبل ہی سے یعنی درختوں کے نصب کرنے کے پہلے سے دریوں میں ترکیب دادہ مٹی ڈال رکھنا چاہئے۔ بلکہ اگر کسی قسم کی دشواری لاحق نہ ہو تو ترکیب دادہ مٹی کے استعمال میں غفلت کو راوند ہے۔

ہدایت نمبر ۹۔ درختوں کی سیرابی غیر منتظم طور پر

درختوں کی سیرابی غیر منتظم طور پر

اور نہ کبھی اس قدر زیادہ کہ درخت کے تھالے میں کثرت آب سے کیچڑ پیدا ہو جائے
اسی طرح نہ اس طور پر درختوں کو سیراب کرنا چاہئے کہ ایک عرصہ تک درختوں کو کچھہ
پانی نصیب نہ ہو اور پھر علی الاطلاق اس قدر پانی دیا جائے کہ عدم ضرورت آب سے
درختوں کو ضرر مرتب ہو۔ بہترین طریقہ سیرابی کا یہ ہے کہ درختوں کو بقدر حاجت
پورے طور سے سیراب کرنا چاہئے نہ اس افراط سے کہ درخت کی جڑیں بوسیدہ ہونے
لگیں اور نہ اس کمی کے ساتھ کہ سیرابی کی ضرر بھی درختوں کو نہ ہو سکے۔ درختان مثمر کو پھل
لگنے کے بعد خوب سیراب رکھنا چاہئے۔ لیکن جب پھلوں کی پختگی کا زمانہ آ پہنچے اور پھل
سیرابی کیفیت میں موقوف کر دینا چاہئے۔ اس وقت کی سیرابی سے پھلوں کو مضرت پہنچتی
ہے۔ یعنی عموماً اثمار کثرت ایت کی وجہ سے پھیکے ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اثمار جبکی پوست
نازک ہوتی ہے پھٹکر خراب ہو جاتے ہیں۔ جیسے دانہ انگور کہ بموقع کی سیرابی سے افراط
رطوبت کے پیدا ہونے کے باعث پھٹکر برباد ہوتا ہے

واقع ہو کہ ایام گرما میں درختوں کو سیرابی کی بڑی ضرورت لاحق رہتی ہے۔
اس زمانے میں سیرابی سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ ورنہ درختوں کا صانع ہونا امر
یقینی ہے۔

ہدایت نمبر ۱۔ ایام سرما کی آمد کے قبل درختوں کی جڑوں کو کھود کر چھوڑ دینا
چاہئے۔ اور سرما کے آتی ہی مناسب کھاد ڈال کر کھولی ہوئی جڑوں کو نئی مٹی سے بند کرنا
اور تھالوں کو سرسوں سے درست کرنا ضروریات سے ہے۔ مناسب کھاد کے نسخے اس
کتاب میں ہر درخت کے بیان میں اس درخت کے تقاضاے مزاج کو ملحوظ رکھ کر
درج کئے جائیں گے۔ پس جس درخت کے لئے جو کھاد کا نسخہ درج کتاب ہذا کیا جائے
خاک کو اسی نسخہ کے مطابق کھا دینا چاہئے۔

بشمار نمبر کے لئے دو قسم کی کھاد درکار ہے اکام فلانیٹ کھاد

اور دو سرکاری رقیق کھاد۔ رقیق کھاد کے موجود نہین رہنے کی حالت میں غلیظ کھاد کی مکرار بمقدار ربع حصہ معین اس کے کنتفی متصور ہے۔

نسخہ غلیظ کھاد

شورہ آہک کھلی سرف سرخی گندھک کو بر بوسیدہ کو مکہ استخوان خستہ
۳ مار ۴ مار ۳۰ مار ۵ مار ۵ مار ۳ مار ۵ مار

شورہ اور آہک کو علیحدہ علیحدہ پانی میں محلول کرنا چاہئے۔ بقیہ اجزا کو چور کر کے آپس میں مخلوط کرنا لازم ہے۔ بعد ازاں اجزاء محلول شدہ کو رفتہ رفتہ ان اجزاء مخلوطین

اسطور پر داخل کرنا درکار ہے کہ سب اجزاء صرف تم ہو جاویں۔ بعد ازاں ہر درخت کی جڑ میں اس کھاد سے ایک مقدار مناسب درخت کی حیثیت سمجھکر داخل کرنا چاہئے۔

نسخہ رقیق کھاد

سفوف آہک شورہ کیس
شورہ کو کسی ظرف میں رکھکر اور پانی اضافہ کر کے محلول کرنا چاہئے۔ بعد ازاں اس

میں کیس داخل کیجائے۔ آخر میں سفوف آہک رفتہ رفتہ کر کے آمیختہ کرنا چاہئے۔

واضح ہو کہ شورہ اور بڑا وہ استخوان سوختہ تمام اشجار مشمرہ کے لئے مفید ہے۔

اس کتاب میں جن درختوں کے بیان میں کوئی کھاد کا ذکر نہ آیا ہو تو ان کے واسطے بصورت نہین موجود رہنے اقسام کھاد بالا کے ان اجزاء سے کھاد طیار کر لینا مناسب ہو گا جہاں پچھلی کی کھاد کا سامان ممکن ہو وہاں گھونگے کے مغز سے کھاد طیار کرنا چاہئے۔

گھونگے کے مغز سے کھاد طیار کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ گھونگے کے مغز کو کسی خم یا

حوض بختہ میں نرم مٹی کے ساتھ تو بتو مٹراتے ہیں۔ جب مغز کو زمین بوسیدگی

آجانی ہے کھاد کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور استخوان سوختہ کرنے کی یہ ترکیب ہے

کہ ایک فٹ اتنی زمین کھود کر کہ جب کا قطر دو فٹ سے کم نہو اس میں پہلے اوپلے رکھتے ہیں

بعد ازاں استخوان کو اوپلے کے اوپر بچھاتے ہیں۔ اس طرح ٹو بتو اوپلے اور استخوان رکتے جاتے ہیں۔ آخر میں سب کو اوپلون سے چھپا کر تین طرف سے آگ لگا دیتے ہیں۔ تھوڑے عرصہ میں سب استخوان سوختہ ہو کر کھاد کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ان استخوان سوختہ کو کھاد کے واسطے سفوف کرنا لازم ہے۔ اور جو اوپلون کی راکھ ہے وہ بھی بکار آمد شے ہوتی ہے۔ درختوں کی جڑوں میں ڈالنے سے درختوں کو بڑی قوت بخشی ہے۔

ہدایت نمبر ۱۱۔ درختان مریض کا علاج ضروری ہے۔ درختوں کا علاج انسان علیل کی طرح آخر کار درخت بھی مر جاتے ہیں۔ اس کتاب میں استخفاظ صحت و ازالہ مرض کے طریقے ہر درخت کے واسطے اس درخت کے بیان میں ذکر کئے جائیں گے جن درختوں کے بیان میں ان امروں کا ذکر نہ پایا جاوے وہ ان اس نمبر کی ہدایت کے مطابق معمل ہونا چاہئے۔

واضح ہو کہ استخفاظ صحت درختان کے لئے موقع کی سیرابی درکار ہے اور جو نسخے غلیظ کھاوا اور رقیق کھاد کے واسطے ہدایت نمبر میں مندرج ہو چکے ہیں ان سے درختوں کی نہ صرف تقویت و تغذیہ متصور ہے بلکہ ان سے استخفاظ صحت کی بھی شکل پیدا ہوتی ہے۔ اور بہت سی حالتوں میں ان سب نسخوں سے ازالہ امراض بھی ہو جاتا ہے۔ بدین وجہ کہ ان نسخوں کے استعمال سے درختوں میں بڑی قوت آجاتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے دفع امراض پر درخت قادر ہو جاتے ہیں۔ لیکن کیڑوں کی وجہ سے جو امراض پیدا ہوتے ہیں ان کے ازالہ کے واسطے ہینگ چونا۔ گندھک۔ کافور۔ کچلہ اور تمباکو مخصوص ہیں۔ ان اجزاء سے قتل و ہوانہ و طرد ہو ام خوب عمل میں آتا ہے۔ کھادوں کے نسخوں میں ان اجزاء کا اضافہ کر دینا اس کام کے واسطے عجیب الاثر ہوتا ہے۔ سوائے اسکے ان اجزاء جو شہادہ سے

پذریعہ ہزار لیا چپ باغ کے درختوں کی شاخوں اور برگوں کو دھونکر گرم کنی کے واسطے
تیسرے ہدف متصور ہے۔ اگر استعمال کے وقت آب جوش دادہ کسی قدر گرم رہے۔
تو اور بھی بہتر ہے۔ لیکن اس حالت میں کہ اندر شاخ کے گرم استقدر پوشیدہ ہو کہ
وہ ان ہزار لیا چپ باغ کے ذریعہ سے پانی کا پہونچانا دشوار ہے تو ایسی حالت میں
پچکاری کے ذریعہ سے اجزائے جوش ادھ کو مقام گرم تک پہونچانا چاہئے۔ علاوہ
اسکے سفوف نمک کو لٹے بین رکھ کر کیڑوں کے سوراخوں میں پھونکنا درختوں کو پوشیدہ
کیڑوں سے نجات دیتا ہے۔

ہدایت نمبر ۱۲۔ فصل برشکال گزرنے پر باغونکی زمینوں کو ہر سال
بلاناغہ چھوڑوں سے کھودنا درختوں کو بے حد مفید ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مگھانسی
وغیرہ سے جس قدر زمین پاک رہیگی اوس قدر درختوں کو تغذیہ اور تقویت کی صورت
معقول حاصل ہوگی۔ اسی وقت میں تھالوں کے بھی کھودنے کی حاجت ہوتی ہے
ان امور کی ناتوجہی سے اثمار نامراد پیدا ہوتے ہیں۔

ہدایت نمبر ۱۳۔ جو اشجار کہ چھانٹے جانے کے محتاج ہوں اونکا
چھانٹنا جانا ضروریات سے ہے۔ ایسے اشجار چھانٹے جانے کے بغیر حسد بار آور
نہیں ہوتے۔ ظاہر ہے کہ درختان مثمر کی پرورش سے پیداوار اثمار مراد ہے نہ یہ کہ
بلا ضرورت اونہیں برگ و شاخ بکثرت پیدا ہوں۔ پس جو درخت کثیر الاوراق اور کثیر
ہوتے ہیں اور جنہیں اجزائے ہیز می کے پیدا کرنے کی طرف میلان کثیر ہوتا ہے ایسے
درختوں کو چھانٹنا واجبات سے ہے تاکہ وہ مادہ جو برگ و شاخ کے پیدا کرنے میں صرف
ہونے کو ہو وہ بار آور کی طرف منتقل ہو کر پرورش درختان مثمر کی علت غائیہ کی
شکل پیدا کرے۔ درختوں کے چھانٹنے کا عام قاعدہ یہ ہے کہ تمام ایسی شاخیں
وزائد متصور ہوں آلات باغبانی کے ذریعہ سے یکے دفعہ کی جادیں۔

تناسب کے ساتھ چھانٹنا چاہئے۔ ایسا نہو کہ درخت کا ایک حصہ چھانٹنے کی وجہ سے بھاری ہو جاوے اور دوسرا ہلکا۔ علاوہ اسکے اسکا خیال ضروری ہے کہ درخت کے اندر کی جانب کی شاخیں ہوا اور دشنی سے محترم ہیں۔ پس باہر کی فاصل اور گھنی شاخوں کو لحاظ کے ساتھ چھانٹنا درکار ہے۔ بدانت مؤلف درختوں کے چھانٹنے کا بہترین زمانہ ابتدا سے ایام سراسر ہے۔ مگر بعض استادوں نے آخر ایام سراسر کو مرجع سمجھا ہے۔ بہر حال درختوں کو فصل بہار کی آمد کے پہلے چھانٹنا چاہئے۔ فصل بہار آتے ہی درختوں کو جوش شروع ہوتا ہے۔ اور غرق شجر ہی اعلیٰ کو صعود کرنے لگتا ہے۔ اگر اس حالت میں اشجار چھانٹے جاویں گے تو اونکا جوش یقیناً بیکار جائے گا۔ یعنی اونکے عرق شجر کی کا ایک اچھا حصہ بلا ضرورت برباد ہو گا جو اشجار چھانٹے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اونکا حال اس کتاب سے معلوم ہو جائیگا جسکی نسبت چھانٹنے کی ہدایت درج بیان نہیں کی جائے اوگوز نہار نہیں چھانٹنا چاہئے۔

ہدایت نمبر ۱۶۔ شاخوں کے علاوہ جڑوں کا چھانٹنا بیکار آمد دیکھا گیا ہے مگر جڑوں کے چھانٹنے میں افراط کو راہ نہیں دینا چاہئے۔ جڑوں کے چھانٹنے کا یہ طریقہ ہے۔ جس درخت کی جڑوں کو چھانٹنا منظور ہو اس درخت کے تنے کے آخر حصہ سے درخت کی حیثیت لحاظ کر کے ایک دو تین یا چار ماتھے کے فاصلہ پر دائرہ کے طور سے یعنی درخت کے گرد اگر دایک فٹ زمین عمق میں کھودنا چاہئے۔ اس کھودنے میں درخت کی بعض موٹی جڑ بھی کٹ جائیگی۔ اگر جڑ کم موٹی ہوگی تو کو دال ہی سے کٹ جائیگی ورنہ چھری یا آری کی ضرورت ہوگی۔ ایسی موٹی جڑوں کے کٹنے سے تنے کے نزدیک کی باریک جڑوں کو قوت ملتی ہے۔ اور ہر باریک جڑ میں گھنی ہو جاتی ہیں جسکے ذریعہ سے تغذیہ کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ جڑوں کے چھانٹنے کے بعد اس کھودی ہوئی اچھڑ دینا چاہئے۔ اور بعد ازاں جب ہدایت بالا لکھا کی کاروائی پر معطل ہونا

درکار ہے۔ جڑ و نگوہر سال نہیں چھانٹنا چاہئے۔ انکو اوسی حالت میں چھانٹتے ہیں کہ جب درخت حسب مراد بارور نہیں ہوتا ہے۔ یا پھول درخت میں لگتے ہیں مگر پھل نہیں پیدا ہوتے۔ یا پھل لگ کر اکثر گر جاتے ہیں۔ یہ سب کیفیتیں تب ہی پیدا ہوتی ہیں۔ جب اشجار بہت پرانے ہو جاتے ہیں۔ اور اونکی جڑیں حسد سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ اس صورت میں اونکے قصر کی حاجت ہوتی ہے۔ نئے صحیح المزاج بالیدہ سیر حاصل درختوںکی جڑ و نگوہر بلا ضرورت چھانٹنا نہایت ضرر رسا ہوتا ہے۔

ہدایت نمبر ۱۱۔ واضح ہو کہ اشجار و اثمار کے دشمن بہت ہیں تجویز ذیل سے دشمنان اشجار و اثمار کی حقیقت ظاہر ہوگی۔

نمبر ۱۔ وزو۔ حالت عدم خبر گیری میں تمام اثمار کا نصیب دشمنان ہو جانا کوئی امر تعجب خیز نہیں ہے۔ پھلوں کا چوری جانا ایک امر کثیر الوقوع ہے۔ دزد یا بالائی ہوتے ہیں یا خانگی۔ بالائی اکثر وہی ہوتے ہیں جو چوری کا پیشہ کرتے ہیں۔ وزو خانگی بیشتر ملازمان خانہ ہوتے ہیں جو کبھی خود اور کبھی بشرکت باغبانان آقا کے مال کو تصرف کر ڈالتے ہیں۔ انداد دزدی کو شش بلغ۔ کے بغیر ممکن نہیں ہے معاملہ دزدی میں کبھی رعایت و مروت کو راہ نہیں دینی چاہئے۔ یوں تو بلا گھنٹو دزد ایک شخص ذلیل منصور ہے مگر جو اشخاص مال مسروقہ مول لیتے ہیں وہ دزد سے بھی ذلیل تر معلوم ہوتے ہیں۔ پس ایسے شخص جو دسروں کے باغ کے پھل مول لیکر نوش جان فرماتے ہیں اون پھلوں کے چورانے والوں سے بھی زیادہ ترسحق نفیرین و ولامت منصور ہیں۔

نمبر ۲۔ شغال اور موش پلاؤ۔ چنہ اثمار خاصکہ آم شغال کو بہت مطبوع

ہوتے ہیں۔ شام ہوتے ہوئے یہ جانور اپنے کو باغ کا مالک سمجھنے لگتا ہے۔ چ

ملکوں میں یہ جانور کثیر الوجود ہے وہاں اسکی بدولت اٹار بکثرت ضائع ہوتے ہیں۔ ہر چند ہندوؤں کے ذریعہ سے کچھ اسکی غارتگری کی انسداد کی صورت ہوتی ہے مگر اس موذی کے دفع کرنے کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ بھیڑ یا بکری کی آنتوں کے ٹکروں میں چربی اور کچلہ کا سفوف بھر کر جھاڑیوں میں ڈال دیتے ہیں۔ جب یہ جانور کوئی ٹکڑہ کھا جاتا ہے دو تین گھنٹہ میں ہلاک ہو جاتا ہے اس ترکیب سے شب بھر میں بہت شغال مر سکتے ہیں۔ کچلہ کے ساتھ کسی اور جزو سہمی کو آمیختہ کر دینے سے یہ ترکیب اور بھی قوی العمل ہو جاتی ہے۔ پنچتروں کے ذریعہ سے بھی شغال گرفتار ہوتے ہیں مگر انکے دفع کرنے کا بہترین طریقہ وہی ہے جو اوپر درج ہوا۔

موش بلاؤ کو درختوں پر چڑھنے کی بھی قدرت حاصل ہے یہ جانور شغال سے بھی زیادہ ضرر رسان ہوتا ہے۔ بندوق پسندا اور نیز ترکیب مذکور کے ذریعہ سے اسکا زائل ممکن ہے۔ یہ جانور بھی مثل شغال کے گوشت خوار ہے۔ اور مرغ خانہ کو ویران کر دینا اسکے نزدیک بہت آسان کام ہے۔

نمبر ۳۔ موش۔ یہ بھی عجب ضرر رسان

جانور ہے۔ جس باغ میں یہ جانور گھر کر لیتا ہے وہاں نہ صرف درختوں کی جڑوں کو خراب کر ڈالتا ہے۔ بلکہ پھلونکو بھی بوقت فرصت ضائع کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا۔ اسکے دفع کے واسطے سم الفار یعنی سنکھیا بہترین شے ہے۔ سفوف سم الفار ستو میں ملا کر اوسکے سوراخ کے سامنے جہاں پر اسکی آمد و رفت ہو یا جہاں پر یہ نہیں آتا وہاں سے پھینکتا ہو رکھ دینا چاہئے۔ یا شرکت آب سے غلولہ بنا کر اوس کے سوراخ کے منہ میں ڈال دینا چاہئے کچھ عرصہ میں پھر انکا نشان نہیں ملے گا۔ چوسے دانی سے بھی انکی گرفتاری عمل میں آتی ہے مگر ازالہ کلی مقصود نہیں ہے۔

کام۔ نمبر ۴۔ گلہری۔ جسے صوبہ بہار میں رگھی بھی کہتے ہیں۔ بھلون کے ضائع

کرنے میں یہ جانور شغال اور موش سے بھی زیادہ ضرر رسان ہے۔ اسکا بھی ازالہ سم الفار کے ذریعہ سے ممکن ہے۔ مگر پھل کے موجود رہتے اس جانور کا ستو کھانا بہت دشوار ہے۔ اس واسطے بذریعہ سم الفار کے اسکی ہلاکی بھی پہلون کے زمانہ میں دشوار تصور ہے۔ غلیل اور بندوق اور بل پھندے کے وسیلون سے کچھ نکلتا ہے جو ہے دانی میں بھی یہ جانور کبھی کبھی گرفتار ہوتا ہے۔

نمبر ۵۔ چمگا ڈر۔ جسے صوبہ بہار میں عوام باڈر کہتے ہیں۔ یہ جانور عجیب غارت گراٹھار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں اس جانور کی کثرت ہوتی ہے۔ وہاں پھلون کی نگہبانی دشوار ہو جاتی ہے۔ جال کے سو اور کوئی شکل حفاظت اٹھار کی اس ظلم تیرہ روان کے غارتگری سے متصور نہیں ہے۔ صوبہ بہار میں ایک قوم ہوتی ہے۔ جو ان جانوروں کو جالوں میں پھانسی ہے۔ اس قوم کی کارروائیوں سے کی قدر اس جانور کی تاراجی سے اس کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

نمبر ۶۔ بکری۔ یہ جانور بھی اشجار نو عمر کے ہلاک کر ڈالنے کے واسطے غلو ہوا ہے۔ اگر اور حیوانات اشجار کو ضائع کرتے ہیں تو یہ جانور درخت ہی کو نقصان کڑا ہے۔ جہانگ ممکن ہو سکے اسکی ضرر رسانی سے درختوں کو بچانا و اجبات سے ہے جس نے درخت کے پتوں پر یہ جانور منہ مارتا ہے وہ درخت رفتہ رفتہ کر کے خشک ہو جاتا ہے۔ شائق کو اس جانور سے عداوت قلبی رکھنا فرض ہے۔ مولف کو جس قدر صدے اس جانور کی بدولت افسیب ہوئے ہیں بیان سے باہر ہیں۔ اس دشمن اشجار کے ازالہ کا بہترین وسیلہ چھری ہے۔

نمبر ۷۔ خار پشت۔ جسے اہل ہند ساہی کہتے ہیں۔ یہ جانور باغ کی ارنہی کو خراب کر ڈالتا ہے۔ چونکہ خار پشت بیشتر اتون کو اپنے سوراخ سے نکل کر ادھر ادھر پھرتا ہے اور دونوں غایب رہتا ہے بندوق کے ذریعہ سے اسکا ہلاک

کیا جانادشوار ہو جاتا ہے۔ اس واسطے اسکو پھندوں کے ذریعہ سے گرفتار کرتے ہیں یا عمیق گڑھوں میں اسے دھوکے سے گرا کر ہلاک کر ڈالتے ہیں۔

نمبر ۶۔ کوآ۔ یہ بھی پھلون کا بڑا دشمن ہے۔ خاصکر زراعت گلان

سیاہ رنگ۔ ان کی ہلاکت کا بہترین ذریعہ بندوق ہے۔ اگر ہر درخت سے ایک دو کوئے مار کر لٹکا دئے جاویں تو اور کوؤں کو عبرت ہو سکتی ہے۔ سو اس ترکیب کے اور کوئی ترکیب اس موذی جانور کے دفع کرنے کی نہیں ہے۔

نمبر ۷۔ کوئل گلدہم غوغائی وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب جانور بھی اٹھار کو خراب

کرتے ہیں ان جانوروں کو دفع کرنے کے واسطے بندوق کا فیر کرنا اور مالیون کا شور کرنا کافی ہے۔

نمبر ۸۔ طوطا۔ اسکی بہت سی قسمیں ہیں۔ اور بکم ہمیش غارتگر اٹھار

ہیں۔ بندوق غلیل اور جس سبیل سے انکی غارتگری سدود ہو سکے اوس میں پس

ندین ہونا چاہئے۔ یہ جانور باغوں کے حق میں بڑے ضرر رسان ہوتے ہیں حالت

خامی سے پھلون کو کاٹ کاٹ کر ضائع کرنا شروع کرتے ہیں اور اگر پھلون کی حفاظت

کافی نہ کی جائے تو کسی پھل کا سلامت رہنا معلوم درختوں پر جالون کاٹنا یا بکار آمد

ہوتا ہے۔

جمع وحوش و طیور کی غارتگری سے اٹھار کو محفوظ رکھنے کے واسطے ایک

شکاری کو باغ سے متعلق رکھنا نایت مناسب ہے۔ یہ شخص اپنے پیشہ کی دانست

کی بدولت تمام اقام کے موذی جانوروں کی خبر لیا کرے گا۔ اگر شکاری موجود نہ ہو

تو ملازمین باغ کو دو ایک نال بندوق حوالہ کر دینا چاہئے کہ وحوش و طیور کو ہندو

کی آواز سے ہمیشہ خائف رکھ سکین۔

خارج سے لپٹ کر درختوں کو خراب کرتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو درختوں کو اندر اندر کھا کر ضائع کر ڈالتے ہیں۔ دونوں کے واسطے وہی اجزاء قائلہ استعمال کرنا چاہئے جنکا ذکر ہدایت نمبر ۱۱ میں آچکا ہے اُن اجزاء کا استعمال یا بطور ضماد یا بطور غسل ہونا چاہئے۔ اور جب پچکاری کی ضرورت ہو تب پچکاری کے ذریعہ سے اون اجزاء کو درختوں کے اندرونی حصوں میں پہنچانا چاہئے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کیڑا درخت کے جسم کے اندر اسطور پر داخل ہو جاتا ہے کہ وہ ان پچکاری کام نہیں کر سکتی ہے۔ ایسی صورت میں درخت کے حصہ آفت رسیدہ کو کیڑے نکالنے کے واسطے چیر ڈالنا مضائقہ نہیں رکھنا۔

کیڑوں کی ضرر رسانیوں سے پھلون کو بچانے کے واسطے پھلون پر پھلیوں پر رشمدانی کا چڑھانا بہت بکار آمد ہوتا ہے۔ اس التزام سے انمار بیشتر طیور کی غارتگریوں سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔

ہدایت نمبر ۱۱۔ نگاہداشت باغ کے واسطے مختلف وقتوں میں مختلف کارروایاں درکار ہوتی ہیں تحریر ذیل سے معلوم ہو جائیگا کہ کس مہینے میں کونسی کارروائیوں پر عمل ہونا چاہئے۔

ماہ جنوری

اس مہینے میں اسٹامبری کے درختوں میں پھول لگ کر پھل ظاہر ہوتے ہیں اسوقت میں سیرابی معقول درختان اسٹامبری کو درکار ہوتی ہے۔ جب پھل لگ چکے تو استحفاظا انمار کے لئے درختوں پر ٹاپیان ڈالی جائیں اور موقع موقع سے جان لگائے جائیں۔ دیکھو اسٹامبری کی بحث آئندہ۔

توٹکاٹ کے درختوں کو اسوقت میں خوب سیراب کرنا چاہئے۔ دیکھو توٹکاٹ کی بحث آئندہ۔

انجیر شفا لو اور اقسام پلم کو اس مہینے کی ابتدا میں چھانٹنا درکار ہے۔ دیکھو ان اشجار کی آئندہ بحث۔

ماہ فروری

ٹوٹکاٹ۔ ناشپاتی۔ شفا لو۔ پلم کو سیراب رکھنا چاہئے۔
انٹاس کے تختے کو خوب کھودنا چاہئے۔ اور اونکی جڑوں میں نئی مٹی ڈالنا درکار ہے۔
دیکھو انٹاس کی بحث آئندہ۔
ترتر کی تخم ریزی اس وقت میں مناسب ہے۔ دیکھو ترتر کی بحث آئندہ۔

ماہ مارچ

اس مہینے میں لہجہ کے پھل مراد پر آنا شروع ہونگے۔ تیاری کے قبل درختوں پر جال ڈالنا درکار ہے تاکہ استحفاظ اثمار کی صورت پیدا ہو۔ دیکھو لہجہ کی بحث۔
اس زمانے میں آم کے درختوں کو خوب سیراب کرنا چاہئے تاکہ اثمار قبل بختہ ہونے کے حرارت آفتاب کے باعث گر نہ جائیں۔ دیکھو آم کی بحث آئندہ۔
انگور کے درختوں کو خوب سیراب رکھنا چاہئے۔ دیکھو انگور کی آئندہ بحث۔
پھل لینے کے بعد اس مہینے کے آخر میں بر کے درختوں کو چھانٹنا درکار ہے۔
دیکھو بر کی بحث آئندہ۔

سردے اور خربزے بونے کا یہی زمانہ ہے۔ دیکھو خربزے اور سردے کی بحث آئندہ۔

اس وقت میں کیلے کے گھنے اور فاضل درختوں کو علیحدہ کرنا درکار ہے اور جو باقی رہ جائیں ان میں تازہ گو بر ڈالنا چاہئے۔ دیکھو کیلے کی آئندہ بحث۔

اپریل

خربزے کے درختوں کو بلاناغہ حسب احتیاج سیراب کرنا چاہئے

اسٹامبری کے درختوں کو تابقتے ایام گریسیراب رکھنا چاہئے تاکہ حشرات آفتاب سے مذائع نہوجاویں۔

مئی

انٹاس کو سیراب رکھنا چاہئے۔

پہلی زمانہ انٹا پیوند اور دابہ کی کارروائیوں کا ہے۔

جون

بیجوں کے درخت تیار کرنے کے واسطے آم کے تخم اسوقت میں بونا درکاؤ

اسی عینے میں بھی انٹا پیوند اور دابے کی کارروائیاں ہو سکتی ہیں۔

جولائی

اس وقت میں ثمر انٹاس کے سر کو کاٹ کر بالو آمین زمین میں لگا دینا

تہ انٹاس کا نیا درخت تیار ہو جاتا ہے۔ جب نیا درخت تیار کرنا ہو تو گملوں میں بالو آمین

مٹی بھر کر سر ثمر انٹاس جمایا جاوے۔ بعد ازاں گلے سایہ میں رکھ دے جاویں۔

سایہ میں رکھے بغیر درخت تیار نہوسکیں گے۔ اگر زمین میں درخت تیار کرنا منشاء ہو

تو لازم ہے کہ سایہ میں درخت تیار کئے جاویں۔ علاوہ سایہ کے التزام کے ہر حال

میں سیرابی کافی کا لحاظ ضروری تصور ہے۔

اسی عینے میں شفتالو۔ پلم اور اقسام کولاولیمون کے چٹھے تیار کرنا چاہئے

دیکھو ان اشجار کی بحث آئندہ

پہلی زمانہ پٹوا (Indian sorrel) اور کیپ گوسبریری

(Cape gooseberry) بونے کا ہے۔ دیکھو ان میں

بحث آئندہ۔

اگست

اس مہینے میں شفا لو۔ پلم اور اقسام کو لاولیمون کے چشمے تیار کئے جاسکتے ہیں۔

اس وقت میں ہر قسم کے کو لے کے قلم بھی لگائے جاسکتے ہیں۔
 واضح ہو کہ محققین کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ کو لے کے درخت قلم کے ذریعہ سے بھی تیار کئے جاسکتے ہیں گو عموماً ہندوستان میں چشمے ہی کی ترکیب مروج ہو رہی ہے۔

شریفا۔ امرود۔ اور انار کے پھلون پر تعلیل یا اثمار دانیان چڑھانا چاہئے تاکہ پھلون کو طیور وغیرہ سے ضرر نہ پہنچے۔ دیکھو ان اشجار کی بحث آئندہ۔
 اس مہینے میں اناس کے ٹونٹوں سے اناس کے درخت تیار کئے جاتے ہیں۔

ستمبر

اس مہینے میں بچہ کے درخت تیار کرنے کے واسطے شفا لو کے تخم نصب کرنا چاہئے۔ ان تخمون سے جو درخت پیدا ہوتے اگست آئندہ تک بچہ کے کام کے قابل ہو جائینگے۔ دیکھو شفا لو کی بحث آئندہ۔

اس زمانے میں نارجیل کے پرانے جانبِ اسفل کے پتون کو تراشنا درکار ہے۔ دیکھو نارجیل کی بحث آئندہ۔

اکتوبر

اس وقت میں اسٹابری نصب کرنے کے واسطے زمین تیار کر کے اسٹابری نصب کرنا چاہئے۔

مضلاع مغربی و شمالی میں پٹو کے پھل توڑ لئے جاتے ہیں۔

ن ذیل کے تخمون کو نصب کرنا چاہئے۔

امنکاسہ۔ شریفا۔ امرود۔ امرا۔ کھنڈر۔ لہو۔

اقسام شفا لو۔ اقسام آلو بخارا۔ اقسام پلم۔ ماہتابی۔ اسٹری۔ واسپی۔
 دیکھو ان اشجار کی آیت خدہ بحث۔

نومحیر

اس مہینے میں آم شفا لو۔ اقسام پلم اور انگور سے شفا لو۔ ان کو کھانے
 والی جڑوں کو چار یا پانچ ہفتہ تک کھلی رکھنا چاہئے۔ اس وقت میں ان درختوں کو پھیل
 کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ جڑوں کے کھلے رکھنے سے مراد یہ ہے کہ تمام درختوں
 پر دیر خشک ہو جائے اور درختوں کو نئی مٹی اور کھاد سے تازہ کرنے کی ضرورت
 پیدا ہو۔

تھالوں کے کھودے جانے کے قبل انگور کے درختوں کو چھانٹ ڈالنا
 مناسب ہے۔

وسمب

اس مہینے میں کیپ گوسبری کو خوب

سیراب رکھنا چاہئے۔ اضلاع مغربی و شمالی میں گوسبری کے درختوں پر راتوں کو
 کوئی شے سایہ دار ڈال دینا درکار ہے۔ تاکہ شدت سرما سے درختوں کو ضرر نہ پہنچے
 سرما کے اثر سے گوسبری کے پھل خام رہ جائے ہین۔ دیکھ کیپ گوسبری کی پھل
 اس زمانے میں تختی بلبی کے چھوٹے درختوں کو گرم محفوظ جگہ میں رکھنا چاہئے
 بلکہ جب تک سرما کی شدت باقی رہے اسی طور پر احتفاظ درکار ہے۔

اس مہینے میں شفا لو اقسام پلم۔ آلو بخارا۔ اور انجیر کے درختوں کو چھانٹنا
 درکار ہے۔ اگر اس زمانے میں کسی وجہ سے چھانٹنے نہ جاسکیں تو ابتداء سال
 میں چھانٹنا واجبات سے ہے۔ اس واسطے سابق مہینہ جنوری کے بیان میں ان
 اشجار کے چھانٹنے کا ذکر کیا گیا۔

اس مینے کے چند روز یا نصف گزر جانے کے بعد ان درخون کی جڑوں میں
 حسب ہدایت کتاب ہڈ انہی مٹی اور کھاوکاڈا لٹا دیا جائے۔

ہدایت نمبر ۱۔ واضح ہو کہ علاوہ ان آلات کے جبکا ذکر مع نقشہ
 سابق میں آچکا ہے۔ مناسب عدد کے ساتھ۔ آلات اقسام ذیل کا موجود رکھنا
 ضروری مقصود ہے۔

کدالی۔ پھوٹا۔ کھڑی کلان۔ کھڑی خورد۔ گینٹا۔ کھنڈلی۔ مہنوا۔ تیر۔
 ہزارا۔ پچکاری۔ بالٹی۔ پیٹ۔ علاوہ ان چیزوں کے بہت سے بڑے اور
 چھوٹے خم کھا دتیار کرنے کے واسطے۔ اور مختلف انداز کے جال اٹار کی حفاظت
 کے واسطے ہمیشہ موجود رہیں۔ ان چیزوں کے رکھنے کے واسطے اگر کوئی مکان
 گدام کے طور پر اندر باغ کے تعمیر کرین تو نہایت مناسب ہو۔

فصل در بیان حالات درختان مندرج کتاب ہدا

واضح ہو کہ اس کتاب میں جسے درختان شمر کا ذکر ہونے کو ہے وہ ایسے ہیں کہ

(۱) یا اولکائنات و وطن ہندوستان ہے۔

(۲) یا ایک مدت دراز سے ہندی وطن ہو رہے ہیں۔

(۳) یا تھوڑے عرصہ سے داخل ہندوستان ہوئے ہیں۔

(۴) یا ابھی تک داخل ہندوستان نہیں ہوئے ہیں۔

نمبر (۱) کے درختان دو قسم کے ہیں ایک وہ ہیں کہ ہندوستان کے تمام
 یا اکثر حصوں میں دیکھے جاتے ہیں۔ اور اس باعث سے تمام ہندوستان میں مشہور و
 معروف ہو رہے ہیں دیکھو کہ کسی خاص حصہ میں پائے جاتے ہیں اور اس سبب سے
 شہرت عام اونکو حاصل نہیں ہے۔

نمبر (۲) کے وہ درخت ہیں کہ موافقت آب و ہوا و تربیت و پرورش

مناسب کے باعث ایک عرصہ دراز سے ہندوستان میں بارور ہو کر تے ہیں
انکی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو تمام یا اکثر حصوں میں ہندوستان کے مروج
ہو گئی ہیں دوسرے جو کسی خاص حصہ میں رواج پاتے گئے ہیں۔

نمبر (۳۳) کے وہ درخت ہیں کہ عہد انگلشیہ میں توجہ علماء نباتات و
سیاحین کی بدولت دوسرے ملکوں سے لاکر ہندوستان کے مختلف مقاموں
میں نصیب کئے گئے ہیں اور ابھی تک ملک ہندوستان ان کے واسطے وطن کا
حکم نہیں رکھتا ہے۔ ان بیگانہ درختوں کی بعض قسمیں بارور ہوتی گئی ہیں جسے
ہم امید کیجاتی ہے کہ تربیت و پرورش معقول کے ذریعہ سے آئندہ حسب اراد
بارور ہو سکیں گی۔ اور بعض قسمیں ناموافق آب و ہوا یا پرورش ناکافی کے باعث
باروری میں قاصر رہ گئی ہیں۔

نمبر (۳۴) وہ درخت ہیں کہ جنگلی کوئی قسم اسوقت میں ہندوستان میں پائے
نہیں ہیں یعنی انکے درخت ابھی تک ہندوستان میں یا لائے نہیں گئے ہیں
یا اگر تخمون کے ذریعہ سے انکے پیدا کرنے کا سامان ہوا ہے تو کامیابی نصیب
نہیں ہوئی ہے۔

اس کتاب کے ملاحظہ سے ہر درخت کے بیان میں حالات بالاسے
حضرات ناظرین کو اطلاع ہوتی جائیگی۔ درختان مندج کتاب ہذا کے نام فہرست
ذیل سے واضح ہونگے۔ نمبر شماری کی ترتیب سے ہر درخت کی بحث حوالہ قلم
کی جائیگی۔



فهرست درختان مندرج کتاب

نام اشجار بزبان انگریزی و لاطینی غیر	نام اشجار بزبان اردو و ہندی	شمار
Mango (<i>Mangifera Indica</i>)	آم (انہ) ۵۸	۱
Stakeite apple	وٹائی امڑا ۱۰۸	۲
Hog Plum	امڑا دیسی ۱۱۰	۳
Biliphia lapida	اک ۱۱۱	۴
Lichee (<i>Litchi</i>)	لیچو ۱۱۲	۵
Langan	آتش بھل ۱۱۴	۶
Ram bouton	رام بوتان ۱۱۵	۷
Pierardia lapida	ککڑو ۱۱۶	۸
Ziziphus jujuba	بیر ۱۱۷	۹
Peach	شفقالو ۱۲۰	۱۰
Nectarine	نکٹرائن ۱۲۳	۱۱
Apricot	اپریکاٹ زرد آلو ۱۲۵	۱۲
Prunus Domestica	آلوچہ ۱۲۵	۱۳
Bokhara Plum	آلو بخارا ۱۲۶	۱۴
Green fage	گرین گیج ۱۲۷	۱۵
Cherry	چیری ۱۲۸	۱۶
Quince	ہی ۱۲۹	۱۷
Apple	سیب ۱۳۰	۱۸
Pear	نارنگستانی ۱۳۱	۱۹

نام اشجار و زبان انگریزی و لاطینی و غیرہ	نام اشجار و زبان اردو و ہندی و غیرہ	نمبر شمار
<i>Eriobotrya Japonica</i>	لوکھاٹ ۱۲۳	۲۱
hammee apple	مامی ایپل ۱۲۴	۲۲
mangosteen	منگاسٹین ۱۲۵	۲۳
Cowa mangosteen	کوا منگاسٹین ۱۲۶	۲۴
<i>Xanthochymus Pictorius</i>	تول ۱۲۷	۲۵
<i>Calysaccian Longifolium</i>	دندی ۱۲۸	۲۶
Star apple	اسٹار ایپل ۱۲۹	۲۷
hammee sapota	مامی سپاٹو ۱۳۰	۲۸
Sapota	سپاٹو ۱۳۱	۲۹
himusop	مکھرنی ۱۳۲	۳۰
Date Plum	دلائی گاجھ ۱۳۳	۳۱
Oranges	کونلا وغیرہ ۱۳۴	۳۲
Pamelo	ماہتابی ۱۳۵	۳۳
Lime, Lemon & Citron	لیمون ۱۳۶	۳۴
Custard apple	شریفہ ۱۳۷	۳۵
Bullock's Heart	رام پھل ۱۳۸	۳۶
Saur sop	دلائی نونا ۱۳۹	۳۷
Cheri noyer	چیری مایر ۱۴۰	۳۸
<i>Grewia Asiatica</i>	قاب ۱۴۱	۳۹
<i>Justia</i>	امروہ ۱۴۲	۴۰

نام اشجار بزبان انگریزی و لاطینی وغیرہ	نام اشجار بزبان اردو و ہندی	نمبر شمار
Brazil cherry	چیری برازل ۱۶۰	۴۱
Syzygium jambolanum	جامن ۱۶۱	۴۲
Rose apple	گلاب جامن ۱۶۱	۴۳
Malay apple	ملاکا امروں //	۴۴
Jambosa Alba	جمروں سفید ۱۶۱	۴۵
Jambosa Aquia	لال جمروں //	۴۶
Wampee	وامپی ۱۶۲	۴۷
Triphasia Tripholata.	چینا نارنگا ۱۶۱	۴۸
Wood apple	کٹھن بیل //	۴۹
Aegle Marmelos	بیل ۱۶۳	۵۰
Jack fruit	کٹھن ۱۶۴	۵۱
Bread Tree.	برڈ فروٹ ۱۶۵	۵۲
Monkey Jack	دی پھل //	۵۳
Bread nut	برڈ نٹ ۱۶۸	۵۴
Mulberry	توت //	۵۵
Fig	انجیر ۱۸۱	۵۶
Ficus glomerata	گولر ۱۸۲	۵۷
Pomegranate	انار ۱۸۳	۵۸
Olive	زیتون ۱۸۴	۵۹
Almond	پادام //	۶۰

نام اشجار بزبان انگریزی و لاطینی وغیرہ	نام اشجار بزبان اردو و ہندی وغیرہ	نمبر شمار
Indian Almond	دیسلی بادام ۱۸۶	۶۱
Pako	پاکو ۱۸۷	۶۲
China chestnut	چینا چسٹنٹ ۱۸۸	۶۳
Indian Walnut	اخرنٹ ہندی ۱۸۹	۶۴
Chinese chestnut	چسٹنٹ چینی ۱۹۰	۶۵
Spanish chestnut	چسٹنٹ اسپینی ۱۹۱	۶۶
Walnut	اخرنٹ ولایتی ۱۹۲	۶۷
Pistachio nut	پستہ ۱۹۳	۶۸
Cashew nut	اجلی بادام یا کاجر ۱۹۴	۶۹
Buchania Latifolia	بوکینیا لٹیفولیا ۱۹۵	۷۰
Glakiet chestnut	اوٹاکیٹ چسٹنٹ ۱۹۶	۷۱
Moretan Bay chestnut	چسٹنٹ جلیج ایریشن ۱۹۷	۷۲
Brazil nut	اخرنٹ برازیل ۱۹۸	۷۳
Dillenia speciosa	چٹا ۱۹۹	۷۴
Puncualla		
Puncualla Plum	پنیالہ ۲۰۰	۷۵
Flacourtia Inermis	ٹومی ٹومی ۲۰۱	۷۶
Anerrhoa Corambola	کمرخ ۲۰۲	۷۷
Chincac Kumrunga	کمرخ چینی ۲۰۳	۷۸
Blimbing	بیلہی ۲۰۴	۷۹
Artocarpus La Koocha	ٹرہل ۲۰۵	۸۰

نام اشجار بزبان انگریزی و لاطینی و غیره	نام اشجار بزبان اردو و ہندی وغیرہ	نمبر شمار
<i>Tamarind</i>	املی ۱۶۴	۸۱
<i>Monkey Bread</i> <i>Civet</i>	ولایتی املی ۲۱۱	۸۲
<i>Civet Cat fruit</i> +	دریان ۲۰۱	۸۳
<i>Carissa Carandas</i>	کڑندا ۲۰۲	۸۴
<i>Chinese Caranda</i>	کونداجینی ۲۰۳	۸۵
<i>Natal Plum</i>	کوندانیٹل ۲۰۴	۸۶
<i>Embllica officianalis</i>	آکھ ۲۱۵	۸۷
<i>Clahcite gooseberry</i>	زہجیل ۲۰۵	۸۸
<i>Myrobalan</i>	ہرکھان ۲۰۶	۸۹
<i>Numasops Elengi</i>	موسری ۲۰۷	۹۰
<i>Nauclera Orientalis</i>	کدم ۲۰۸	۹۱
<i>Fan Palm</i>	تار ۲۰۹	۹۲
<i>Indian date Plum</i>	کھجور ۲۱۰	۹۳
<i>Arabian date Palm</i>	خرما و پنکھجور ۲۱۱	۹۴
<i>Cocou nut</i>	ناریل و ناریل ۲۱۲	۹۵
<i>Betel nut</i>	دلی سپاری ۲۲۰	۹۶
<i>Papaw</i>	پپیا ۲۲۱	۹۷
<i>Wild Cline</i>	زیتون سحرای ۲۲۲	۹۸
<i>Lansium Domestica</i>	لیٹاٹ ۲۲۳	۹۹
<i>Alligator Pear</i>	ایلیٹیر پیر و نینگ نیشالی ۲۲۴	۱۰۰

نمبر شمار	نام شجر بر بان دو ہندی	نام اشج بر بان انگریزی و لاطینی وغیرہ
۱۰۱	کوکڑا پلم ۲۲۶	Cocoa Plum
۱۰۲	پرکلی پیر (ناشیپاتی خاں شپتی) ۲۲۷	Prickly Pear
۱۰۳	دو آوا کا ۲۲۸	Voa Vanga
۱۰۴	الدر ۲۲۹	Elder
۱۰۵	انگور ساحلی ۲۳۰	Seaside Grape
۱۰۶	چیری باربڈوز ۲۳۱	Barbadoes Cherry
نجوم		
۱	اناس ۲۳۲	Pine apple
۲	خلاف دارکو ۲۳۳	Peruvian Cherry
۳	کرنٹ ۲۳۴	Currants
۴	راپیری ۲۳۵	Raspberry
۵	راپیری خیرہ مارشیں ۲۳۶	Mauritius Raspberry
۶	راپیری مائیسور ۲۳۷	Mysore Raspberry
۷	اسٹابری ۲۳۸	Straw berry
۸	کیبرنیری ۲۳۹	Cran berry
۹	سنگھاڑا ۲۴۰	Water Chestnut
۱۰	کنول گٹا ۲۴۱	Lotus
۱۱	فلبرٹ ۲۴۲	Filbert
۱۲	چینی بادام ۲۴۳	Earth nut
۱۳	نیشکر ۲۴۴	Sugar Cane

نمبر	نام شجر یا پھل	نام شجر یا پھل
۱۲	کلیہ	۲۶
۱۵	پتوا	۲۷
۱۶	خربزہ و سرودا	۲۸
۱۷	پھونٹ جھالی	۲۹
۱۸	ترتر	۳۰
۱۹	گرائیڈا	۳۱
۲۰	مانسٹیرا	۳۲
۳۱	انگور	۳۳

آم (*Mangifera indica*)

بحث انبہ شمل بر فصول

فصل اول در بیان انبہ

آم - ہندوستان کا مشہور میوہ ہے۔ مگر بعض اور مقاموں میں بھی جہاں کی آب

وہو کو ہندوستان کی آب و ہوا سے مناسب ہے پیدا ہوتا ہے۔ اس میوہ سے

تمام تعلیم یافتہ اقوام کو اطلاع ہے۔ مگر جو لوگ ایشیا کے مشرقی ملکوں کی طرف نہیں

آئے ہیں انہیں اس میوہ کے دیکھنے کا کم اتفاق ہوا ہوگا۔ آم کا درخت مراد پر پہنچ کر

بہت بڑا نوشہ اور سایہ دار ہوتا ہے۔ آم کا ذکر سترین آیا ہے۔ ہندو اسکے پتوں کا

بارش ہی تقریباً بی بی بناتے تھے۔ ہندو کے نزدیک یہ درخت بہت مقدس ہے۔ ان کا

عقیدہ یہ ہے کہ اگر آم کی لکڑی سے اونکی لاش جلائی جائے تو ان کے نزدیک متوفی کا

بہت نصیب ہوتا ہے۔ آم ویسے ہی ہندوستان میں قابل غلط درخت ہی جیسے

میں اور ہندوستان میں کچھ اور کی عظمت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیسا کہ فرمایا

سیدنا علیہ السلام نے اگر موعظت کے لٹل کیا شک ہے کہ جو شے اس قدر نفع بخش ہو کہ لائق مجازی کا حکم رکھتی ہو تو اس کی تعظیم کیونکر ہو کہ نہ کیجاسے نہ ہے احساناً اوس باغبان قضا و قدر کے کہ مختلف ملکوں میں مختلف اقسام کے لہڑیہ پودے پیدا کر کے انسان کے کام و زبان کو لذت گونا گوں بخشا ہے۔

واضح ہو کہ آم کا درخت یا تختی ہوتا ہے یا پیوند (جسے صوبہ بہار میں تسلیم اور ساٹا کہتے ہیں) اس کا پھل اچھے تختی باغ بہت کم ہیں۔ جتنے آم کے شاخ ہن پیوند لگاتے ہیں۔ ایک ترجیح پیوند کو تختی پر یہ ہے کہ پیوند کا باغ جلد تیار ہوتا ہے اور تختی کی تیاری میں دیر لگتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ پیوند کی شاخ تیار درخت سے لی جاتی ہے۔ یعنی ایسا درخت جو پھل دیا کرتا ہے ایسی حالت میں شاخ پیوند کو کوئی امر منتظر پھول پھل پھلنے میں نہیں رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے تو اول ہی سال میں پیوند سے پھل ایسے لگرایا اس سبب کوئی نہیں کرتا کہ پیوند کے کمزور ہو جانے کا بقیہ لاقی رہتا ہے یہ کیفیت تختی درخت کی نہیں ہوتی جب تک درخت جوان نہیں ہو لیتا پھول پھل نہیں دیتا اقل عمر تختی درخت کے جوان ہونے کی دس برس سے۔ یہ ممکن ہے کہ آٹھ برس میں پھول لگ کر حساب پھل دینے کا انقضاے ذہ سال کے بعد ہے۔ اس مادہ میں تختی درخت پیوند کے درخت سے کم تر ہے۔ لیکن ایک امر میں افضل بھی ہے وہ یہ کہ پیوند کی عمر بہ اعتبار تختی کے کم ہوتی ہے۔ اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ تختی پیوند سے قوی ہوتا ہے۔ مگر وہ ام کا یہ خیال کہ تختی شیریں و سبے ریشہ و خوش ذائقہ پیوند کے برابر نہیں ہوتا ہے محض غلط ہے۔ آم کی عمدگی تختی اور پیوند ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو حاجی پور کا اصل لنگڑا جو تختی ہے یا مالہ کا اصل فضل جو تختی ہے لطافت و عمدگی میں مشہور نہ ہوتا اگر بڑے درخت سے پیوند لیا جاوے تو بڑا پیوند نکلتے گا۔ امتحان کسی ترش ریشہ دار جو سے پیوند لیکر جو چاہے دیکھ لے۔

پس نجر و پیوند کا ہونا دلیل عمدگی متصور نہیں ہے۔ اگر آم خود عمدہ ہے تو اس کے تخم اور پیوند و نون میں عمدگی ہوگی بشرطیکہ قواعد کلیہ جو آم کی زراعت سے مستقل ہیں شائق کو ملحوظ رہیں حالات پیوند کے لکھنے کے قبل لازم معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال ترتیب پہلے امور قابلِ عرضِ تخم کی نسبت حوالہ تسلیم ہوں

فصل دوم بیانِ انتہائی جسے اس ملک میں بچو کہتے ہیں

تخمی آم کے باغ اس صوبہ بہار میں بلکہ تمام ہندوستان میں بکثرت دیکھے جاتے ہیں لیکن اطرافِ غنیم آباد وغیرہ کے تخم درختوں کے پھل تو ایسے بُرے ہوتے ہیں کہ ذائقہ کیا جانا تو درکنار اونکا مصرف ہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خادم پھل توڑ کر یا کھٹائی بنا کر جاوین یا اون کے درخت کا ٹکڑا بطبخ و پزایہ میں کام آوین صوبہ بہار میں گنگا کے جنوبی طرف کے رہنے والے تخمی باغ لگانا گو یا جتنا ہی نہیں بہت کم لوگ ہیں جو کسی قاعدہ کی پابندی کے ساتھ باغ لگاتے ہیں۔ راتم الحروف نے اس اطراف میں کوئی تخمی باغ ایسا نہیں دیکھا کہ جسکی عمدگی معمولی پیوند باغ کے بھی برابر ہو۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ تخمی درخت کے پھل چھوٹے۔ ریشہ دار۔ ترش۔ بطعم ہوتے ہیں۔ بلکہ بیشتر ایسے ہوتے ہیں کہ اونکی طرف آم کی نسبت ستم ہی ستم ہے۔ بچو باغ کے لگانے والے بھی اشارہ اکثر ایسے ہی نا تعلیم یافتہ ہوتے ہیں جیسا کہ اکثر اون کے لگانے ہوئے شکار ہوتے ہیں۔

لے واضح ہو کہ پردیش اور تربیت کو ترقی انما میں غماضِ غفل ہو۔ اگر پیوند کی پردیش تربیت میں غفلت ملحق ہو تو چند سال میں بڑا ہو جاتا ہے۔ اکثر پیوند کے باغ بدل جانے کے باعث خراب ہو گئے ہیں جھونین ترشی آگئی ہے جلدیں ہٹی ہوئی ہیں مقدار کم ہو گیا ہے۔ ریشہ پیدا ہو گئے ہیں۔ اور طرح طرح کی مڑیاں لگے ہیں جب پیوند کا یہ حال ہے تو بچو کو کون پوچھتا ہے کہ اسے خبر گیری سے پیوند اور بچو دونوں قسم کے آم ترش کر جاتی ہیں۔ گو اس میں شک نہیں کہ پیوند کو باندھا بچو کے خود ترش کا موقع زیادہ تر حاصل ہے جیسا کہ سابق میں پیوند کے بیان میں درمیان میں تحریر ہو چکا ہے۔

لکھائیوا لے جیسا تخم پاتے ہیں لگا دیتے ہیں۔ اس سے اوکو کوئی بحث نہیں کہ کس طرح کے
 آم کا تخم ہے مجھ دختسم ہونا چاہئے زمین کا کوئی حصہ نیکر جس طرح چاہا نصب کر دیا اسکی
 کوئی فیور نہیں کہ ایک تھالے میں کتنے تخم نصب ہوئے یا کس فاصلہ پر درخت لگائے گئے۔ اسی
 ایسے گواروں کے باغوں میں ایک تھالے سے چند درخت نکل کر عشق و چان کی طرح آپس
 میں لپٹے ہوئے نظر آتے ہیں یا تھوڑی زمین میں بکثرت چلے چلے درخت سرو کی طرح
 اسنادہ دکھائی دیتے ہیں مختصر یہ ہے کہ جس طریقہ سے جو آم اس ملک میں لگائے
 جاتے ہیں وہ کبھی پسندیدہ نہیں ہے۔ اگر تخمی آم بہ طرز ذیل لگائے جاویں تو بیوند سے
 لطافت اور عمدگی میں کم نہوں گو تمام فائدہ جو بیوند سے منتج ہو سکتے ہیں سچے حاصل نہو سکیں
 اگر کسی کو تخمی باغ کا شوق ہو تو لازم ہے کہ پہلے عمدہ اقام کے آمون کے تخم
 دستیاب کرے بعد ازان بقدر ضرورت زمین صاف کر کے اسارٹھ یا سانون کی اہتدایں
 ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر تخم کو بوئے۔ جب اون تخمون سے امولے نکلیں تو اسی
 حالت میں کہ اون کے پتے سرخ ہوں اونھیں اوکھاٹک کے اوسقدر ایک دوسری زمین
 میں بجا کر نصب کرے۔ اونھیں وہاں تین ہفتہ چھوڑ دے۔ جب اون کے پتے سبز ہوجا
 اور ایسا معلوم ہونے لگے کہ وہاں اونھوں نے جگہ پکڑ لی تو اونھیں پھر اوکھاٹک کر تیسری
 جگہ نصب کرے۔ غرض اختتام کا تک تک چار دفعہ تبدیل مقام کرنا چاہئے۔ بعد ازان
 سال آئندہ میں سانون اور کاتک کے درمیان دوبار تبدیل مقام کرنا لازم ہے۔ آخر کار
 (بہ پابندی تو اعد کتاب ہذا) جس جگہ بطور مستقل نصب کرنا منظور ہو نصب کرے

۱۵ مثلاً کم عرصہ میں حسب مراد پھل دینا جیسا کہ عمولاً بیوند دیتا ہے۔

تخم دستیاب کرنے میں کسقدر لحاظ رکھا رہے۔ بعض حرفت آباء جنھیں کسی خاص آم کا تخم دینا منظور
 نہیں ہوتا ہے غم کو جو شش کر کے یا برا کر کے یا غم بد کر جان چھوڑاتے ہیں۔ یہ سب
 محکم نشی اور کج مواعظ کی باتیں ہیں۔

اس اہتمام سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ جب درخت بارور ہونگے تو غمراہوں کا اصل درخت سے بھی وزن و شیرینیت و ذائقہ و بے ریشگی وغیرہ میں غالب ہوگا۔
 واضح رہے کہ تبدیل مقام کے زمانوں میں سیرابی کا لحاظ ضروری ہے۔ ورنہ درخت کا تلف ہونا قریب قیاس ہے۔ علاوہ اسکے گھاس وغیرہ سے زمین کا پاک رکھنا ضروریات سے ہے۔

فصل سوم در بیان ائبہ پیوند جسکو اس ملک میں قلمی کہتے ہیں
 پیوند کے باغ کار و اچانچا لیس برس کے زیادہ ہو گیا ہے۔ اب جتنے خوشحال شائق ہیں جب آم کا باغ لگاتے ہیں تو بیشتر پیوند ہی کا باغ لگاتے ہیں۔
 پیوند کے باغ کے لئے زیادہ تر توجہ درکار ہے۔ ورنہ کمزور ہونے کے باعث پیوند کے درخت جلد تلف ہو جاتے ہیں۔

ابتدائی ہی سے ہر طرح کے اہتمام کی حاجت ہوتی ہے ورنہ حسب مراد درخت پھل نہیں دیتے۔ اچھے درختوں کا سامان کرنا یا پیوند کا خود اپنے انتظام سے تیار کرنا کی قدر و طلب امر ہے۔ اگر کسی باغ یا کارخانے سے پیوند کا درخت منگنا ہو تو ضرور ہے کہ اسکے حسن و قبح پر لحاظ کیا جاوے۔ علاوہ اسکے کہ درخت فصلی یا غیر فصلی کا پیوند ہے اس بات کو دیکھ لینا چاہئے کہ پیوند قاعدے سے تیار ہوا ہے یا نہیں۔ ایسا تو نہیں ہے کہ تخمی حصہ کمزور یا بیمار ہے۔ اکثر بچوں کی خرابی سے پیوند نقصان ہو جاتا ہے یا یہ کہ پیوندی حصہ میں کسی قسم کا مرض جسکا بیان آئندہ آئینہ لاحق تو نہیں ہے۔ اگر کسی قسم کا مرض لاحق ہے تو جتنے الوسع ایسے درخت کو نصب نہ کرے بلکہ ہر درخت جس میں کہ کسی قسم کی کمزوری یا خرابی لاحق ہو تو اس کے نصب کرنے سے احتراز کرے ورنہ بربادی محنت کا خوف ہے۔ اگر خود پیوند تیار کرنے کا خواہان ہو تو چاہئے کہ پہلے بچوں کے درخت اوسے قاعدے سے تیار کرے جیسا کہ

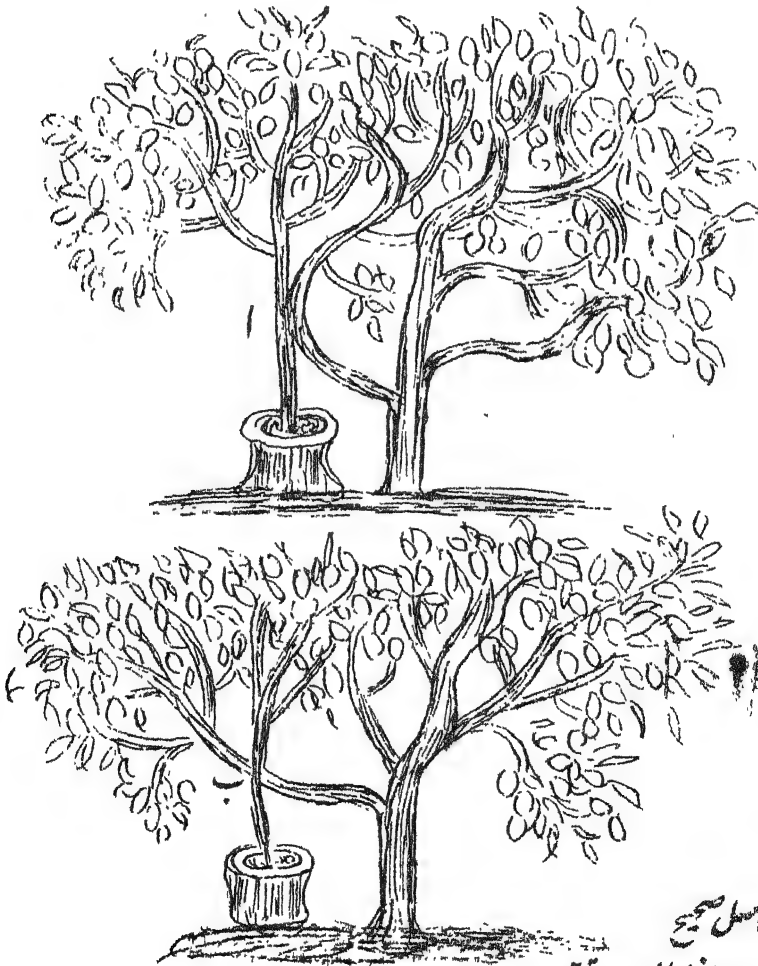
تختی آم کے تیار کرنے میں مذکور ہو چکا ہے اور بعد ازاں جب دو سال کا بیج ہو چکے تب اسارٹھ کے مینے بین جس درخت سے چاہے پیوند لگائے۔ آسن تک پیوند کے درخت تیار ہو جائیگے۔ پروردہ بیج کے درخت جو ہمیشہ سیراب رہے ہیں اون میں اس قدر صلاحیت رہتی ہے کہ اگر معقول پیوند کی بندش ہو اور سیرابی مناسب ہو کرے تو اندر پندرہ اوپر پچاس روز کے پیوند کے درخت تیار ہو جاسکتے ہیں لیکن اس میں شرط یہ بھی ہے کہ جس درخت سے پیوند لینا ہے وہ درخت بھی جوان ہو اور پہلے سے ثوب یہ بھرتا رہا ہو۔ اور نیز وقتاً پیوند باندھنے کے آخر میں اسارٹھ کا غیر تختی آم کے درخت تیار کرنے کا دوسرا طریقہ ہے۔ ایک بذریعہ پیوند کے یعنی بیج کی شاخ کو اس درخت کی شاخ سے وصل کرنے سے جس سے پیوند لینا ہے۔ اور یہ عام طور پر صوبہ بہار، اطراف لکھنؤ و مسرخ آباد و ملیج آباد و سہارنپور وغیرہ کے پیوند لینے لگتے۔ دوسرا طریقہ بذریعہ اسٹے کے ہے جیسا کہ لیچو و لیمون وغیرہ کی شاخوں سے درخت تیار کرتے ہیں۔ اس اطراف میں آم کی شاخ میں اٹا باندھنے کا روایہ بھی نہیں جاتا ہے مگر بنگالہ میں اس ترکیب سے بھی آم کے درخت تیار کرتے ہیں۔

وانح رہے کہ پیوند باندھنے کا یہ قاعدہ ہے کہ جب بیج کے درخت تیار ہو چکے اور مینا اسارٹھ کا آیا اور ایک اچھاڑ پانی ہو چکا تب بیج کی قوت و جسمانت کا اندازہ کر کے اس درخت کی (جس سے پیوند لینا ہے) ایسی شاخ سے جسکو قوت و جسمانت میں بیج کی قوت و جسمانت کے ساتھ مناسبت ہو وصل کرنا چاہئے اور وصل کر کے کاہم طور سے کہ تیز چاقو سے پہلے بیج کے تنے کو جس مقام پر وصل کرنا منظور ہے نصف چھیلے ہیں اور بعد ازاں درخت کی شاخ کو نصف چھیل ڈالتے ہیں پھر فوراً دو کو ایک دوسرے سے وصل کر کے مضبوط رسن سے ثوب بکسر باندھتے ہیں یہ دونوں

لے دیکھو نقشہ آلات باغبانی کی جیسا کہ ذکر آچکا ہے۔

نہا نہیں کچھ نہ اس کے بعد ایسی وصل ہو جاتی ہیں کہ چھوڑانے سے بھی نہیں چھوڑتی ہیں
 اگر وصل بطور شرط مقیم ہو اسے تو چوند ضرور قوی ہوگا۔ اور تھوڑے عرصہ میں
 فوت کے ساتھ بڑھ چلے گا۔ لیکن اگر بسبیل تقاطع یا ناہموار طور پر وصل ہوا ہے
 تو اول تو خود دیز میں شاخیں وصل قبول کر نیگی۔ دوم یہ کہ اگر وصل قبول کر بن بھی تو
 چوند قوی نہ ہوگا بلکہ قرینہ غالب یہی ہے کہ تھوڑے عرصہ میں خشک ہو جائیگا۔ نہ سمرنا
 کی شدت برداشت کر کے گانہ حدت گر ماکامتخل ہو سکیگا۔

یہ دونوں تصویریں ذیل میں صحیح اور غلط وصل سے خبر دیتی ہیں۔



۱۔ وصل صحیح

۲۔ وصل غلط بسبیل تقاطع

اساڑھ کے مہینے میں آگے دو ختر میں شیر و نظر گونہ کے بہت ہی آگے
 اس زمانہ کا وصل قوی ہوتا ہے۔ ساتھ ان کے بھاؤں میں بھی یہ ہوتا ہے۔ یہی مگر
 تجربہ کے رو سے اساڑھ کا مہینا مناسب ہے۔ یوں تو بغیر نہ راستہ انحراف
 نے کام میں بھی پیوند لگائے ہیں اور بھاگن ٹانگ اوتار لئے ہیں لیکن غیر موسم کے وصل
 و پیوند میں سیرابی وغیرہ کا تردد زیادہ ہوتا ہے اور غیر موسم کا پیوند اساڑھ کے پیوند کے برابر
 قوی نہیں اوترتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ جب پیوند کے واسطے بچہ اور درخت قدیم کی شاخیں تراشی جا دیں
 تو بچہ کے تراشے جانے کے مقام کو لحاظ کے ساتھ تجویز کرنا چاہئے۔ وصل کا مقام نہ ایسا
 اعلیٰ قرار پاوے کہ گویا بچہ کا سر ہو نہ یہ کہ بالکل ہی بچہ کا اسفل حصہ ہو۔ بچہ کا درمیانی
 حصہ پیوند باندھنے کے واسطے بہترین مقام متصور ہے۔ پیوند کے درخت جو حاجی پورا
 جروہ وغیرہ سے آتے ہیں اکثر بے قاعدہ بندھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان مقاموں میں
 بچہ کے اس قدر اعلیٰ حصہ میں پیوند لگایا جاتا ہے کہ نہ صرف دیکھنے میں بُرا معلوم ہوتا ہے
 بلکہ پیوند کی کمزوری سے بھی خبر دیتا ہے۔ ایسا پیوند تیز ہوا میں اکثر ٹوٹ جاتا ہے۔
 بخلاف اسکے اطراف بھاگلیو رکھتے اور لکھنؤ کے پیوند پابندی اصول کے ساتھ ترا
 کئے جاتے ہیں اور ضائع کم ہوتے ہیں۔ لیکن خاص اس شہر بیٹن کے پیوند تو ایسے خراپ
 اور مہمل ہوتے ہیں کہ اونکا خرید کر نا ہی ایک امر لغو ہے۔ یہاں کے اکثر باغبانوں کو
 اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ بچہ شاخ قدیم سے آیا قوی ہے یا کمزور ہے جیسی شاخ پاگیا
 وصل کر دی نہ پیوند کی راست قاتنی کا کچھ خیال نہ ترکیب وصل پر کسی طرح کی توجہ۔
 جب بچہ کا شہ اور درخت قدیم کی شاخ وصل کر کے باندھی جا چکے۔ تو لازم ہے کہ تمام
 مقام وصل کو کیلے کے پتے سے پلیٹ دین تاکہ بنظر دریافت کھو لکر موضع پیوند کو دیکھ
 کہ پیوند و براہ ہے یا نہیں یا یہ کہ تیار ہو کر شاخ درخت قدیم سے جدا ہونے کے قابل

ہوا ہے یا نہیں جب معلوم ہو کہ وصل کامل طور سے ہو گیا ہے اور اگر اسلئے نہیں پیوند
باندھا گیا ہے اور آسن کا زمانہ آپونچا تو پہلے تیز چا کو سے خفیف زخم درخت قدیم
کی شاخ میں مقام وصل کے اسفل حد سے کچھ نیچے دینا چاہئے پھر بعد دو ہفتہ کے
اوسے مقام پر کچھ اور بھی اس قدر تراشنا چاہئے کہ گویا درخت قدیم کی نصف شاخ
کٹ جاوے۔ پھر ہفتہ یا عشرہ کے بعد پورے طور سے قطع کر کے جائے مناسب میں
پیوند کے درخت کو رکھنا چاہئے۔ اس ترکیب کا پیوند کم ضائع ہوتا ہے۔ لیکن اگر آسن کا
میں پیوند باندھا گیا ہو تو ایام سرما کی شدت کے زمانے میں خاص کر اس وقت میں کہ
جب پھو ہوا چلتی ہے زخم نہیں لگانا چاہئے نہ تراشنا چاہئے اسوجہ سے کہ بیشتر
اکی ٹیجا بت سرد ہوتی ہے۔ نئے تراشے ہوئے پیوند کے درخت اکثر خشک ہو جاتے ہیں۔
اکثر نا تجربہ کار اس امر کا خیال نہیں کرتے ہیں اور دھوکھا کھاتے ہیں۔

جب ایسے قدیم درختوں کی شاخیں جن سے قلم لینا ہے ایسے ہوتے ہیں کہ زمین پر
لوٹتے ہیں تو پیوند کے بندھنے میں آسانی ہوتی ہے اور ہواے تیز کے صدمے سے پیوند
امن میں رہتے ہیں ایسی صورت میں بیجو کے درخت یا گملہ میں رکھے ہوئے ہوتے ہیں یا زمین
میں نصب رہتے ہیں۔ اگر گملہ میں بیجو رکھے گئے ہوں تو قبل پیوند باندھنے کے دیکھ لینا چاہئے
کہ بیجو کے درخت گملوں میں جگہ کر چکے ہیں یا نہیں اور اگر بیجو زمین میں نصب کئے گئے ہوں
تو بھی تحقیق کر لینا چاہئے کہ زمین پر کڑھکے ہیں یا نہیں۔ پیوند باندھنے کے قبل اس بات کا
دریافت کر لینا ضروریات سے ہے کہ کس واسطے کہ اگر بیجو میں کسی قسم کی خرابی رہیگی جس
بجو کے تلف ہونے کا گمان ہو گا تو پیوند کے بھی خراب ہونے کا گمان یقینی ہے۔ لیکن
اوس حالت میں کہ قدیم درختوں کی شاخیں زمین سے ملی نہیں ہوتی ہیں پیوند لگانے
کے لئے مچان باندھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ لازم ہے کہ مچان نہایت مضبوط باندھا جاوے
اور جب مچان باندھا جا چکے تب جس قدر گملے اوپر لیجانا ہو لیجا کر ایک ہفتہ چھوڑ دینے

اس سے غرض یہ ہے کہ جس قدر مچان کو دبنا ہو گا گلگون کے وزن سے دب جائیگا۔
 اور بعد ازاں جب پیوند باندھے جائینگے تو نہیں دسینے کے باعث قدیم درخت کی شاخیں
 اپنی حالت پر رہینگیں اور اسوجہ سے ٹوٹ جانے سے محفوظ رہینگیں۔ جب مچان نہیں
 باندھنا ہو اور درخت قدیم کی اونچی شاخوں سے پیوند لینا ہو تو کبھی موقع سے گلے
 کو درخت قدیم کے کسی شاخ سے باندھ کر پیوند کا سامان کرتے ہیں یا موخجر کے ذریعہ
 سے پیوند اتارتے ہیں موخجر عبارت ہے بچو کو گلے کے عوض گھاس میں باندھ کر
 رکھنے سے۔ لیکن یاد رہے کہ جب موخجر کے ذریعہ سے پیوند لینا ہو تو ضرور ہے کہ ابتداً
 ایام برشکال میں پیوند لگا دین تاکہ پیوند جلد تیار ہو جاوے ورنہ دیر ہونے سے موخجر
 کے مٹ جانے کا خوف ہے۔ جسکی وجہ سے بچو کے صنایع ہونے کا یقین ہے اور جب
 بچو صنایع ہوا تو پیوند کا حسب مراد اور ترنا معلوم۔

بحث امور کلیہ جو تخمی اور پیوندی و نون طرح کے آمون تعلق رکھتے ہیں

اس بحث میں چند فصلیں ہیں جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔

واضح رہے کہ قبل میں آم کی تقسیم تخمی اور پیوندی ہونے کے اعتبار سے ہوئی ہے
 اور جو امور خاصہ کہ دونوں سے جدا جدا تعلق رکھتے ہیں عرض کئے جا چکے۔ اب
 ان امور عامہ کا بیان پیش ہوتا ہے جو دونوں سے یکساں تعلق رکھتے ہیں۔

فصل اول اقسام انہ کے بیان میں

دنیا میں تخمی آمون کی جتنی قسمیں ہیں اوسے قدر ان کا پیوند ہونا بھی ممکن ہے
 تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آم کی ہزاروں قسمیں ہیں خواہ تخمی ہوں خواہ پیوند۔ تخمی
 درختوں سے پیوند تیار کئے گئے ہیں۔ لیکن یہ برب تراکب مختلف کے مقدار ثمرد ذائقہ و ہوا

ہونے لگا۔ تاہم میں اکثر پیوند آمون کے۔ ایسا فرق کیا ہے کہ قدیم تختی و زخون سے اون کا
 نسب ^{نکلتا} ایک و شدار اس معلوم ہوتا ہے۔ اس ^{تہ} پہلے پہل نظر مثال نہرست ابنہ پر جو
 اس نسل کے آخرین شاہ کر دی جاتی ہے۔ اس غرض سے حوالہ کیا جاتا ہے کہ حضرت
 شاہنشاہین اوسکی سیرت لطیف اور بڑی تھیں اور جو حضرات ناواقف ہیں اون کو معلوم
 ہوگا کہ سیرت اوس نہرست بن تمام اقسام کے آم کا ذکر نہیں ہے تاہم اس قدر
 اقسام کا ذکر آیا ہے کہ جو ایک جگہ پر اس قدر کم مجتمع ہوتے دیکھے جاتے ہیں۔
 راقم امحور و فنانے ان اقسام کو سعی بلیغ کے ساتھ دستیاب کیا ہے۔ آخر کچھ
 تو ایسے ہونگے کہ ارباب شوق کے قابل توجہ نہ ہونگے۔ یوں تو آم کی اس قدر قسمیں ہیں
 کہ اگر ہزار کہئے تو بچا ہے اور دو ہزار کہئے تو بھی کوئی مبالغہ نہیں۔ تجربہ سے معلوم
 ہوتا ہے کہ آم کو ترقی و تیزی کے قبول کرنے کی بڑی صلاحیت حاصل ہے۔ یعنی کبھی
 کا اثر آم پر بہت ہوتا ہے۔ اگر ترکیب عمدہ ہے تو ترقی منتج ہوتی ہے اور اگر بد ہے
 تو تیزی ترکیب کے ذریعہ سے ثمر کا وزن بڑھ سکتا ہے۔ پوست باریک یا گندہ ہو سکتا
 ہے۔ و من قبیل انکاک طرح طرح کے انقلابات پیدا ہو سکتے ہیں۔ انقلاب پیدا
 ہونے کی یہ حالت ہے کہ مثلاً اگر ایک پیوندی آم کا تخم لیکر بوسے تو یہ درخت مقدار
 ذائقہ وغیرہ میں اوس پیوندی درخت کے پھل سے علیحدہ طور کا پھل پیدا کرے گا۔
 اور جب اس تختی درخت سے پیوند لیجئے تو اس پیوند کا پھل پہلے پیوند کے پھل سے
 بالکل جدا ہوگا۔ اگر مناسب ہوگی تو جلد تمیز میں نہیں آئیگی بلکہ ہر شخص ان دونوں
 پیوند کے پھل کو بعد ملاحظہ کے دو قسم کے آم خیال کریگا یہ کوئی نہیں کہیگا کہ دونوں
 ایک ذات ہیں۔ حالانکہ دوسرا پیوند اپنا واپا پہلے پیوند کے نسل سے ہے اور
 صرف دو کرسی کا فرق رکھتا ہے۔ لیکن یہ فرق بہت کبھی نہ ہوتا اگر اول پیوند اور دوم
 پیوند کے درمیان میں تختی درخت حایل نہ ہوتا۔ اس درمیانی بیجو کے سبب سے ایک

قسم خاص پونڈ کی پیدا ہوئی۔ اس مثال سے معلوم ہو گا کہ جب انقلاب قبول کرنے کی ایسی وسیع صلاحیت آم کو حاصل ہے تو آمون کا نسب نامہ درست کرنا بھی ایک دشوار اور ہے خاص کر اس حالت میں جب تک تراکیب انسانی کے علاوہ اختلاف آب و ہوا و تقاضاے دیار و امصار کے اثر پر خیال دوڑائے۔

صوبہ بہار میں مالہ اور بمبئی و مشہور و مطبوع عام کی قسمیں ہیں بلاشبہ یہ دونوں قسمیں صورت میں جھٹنا اور عمدگی سے خالی نہیں ہیں۔ بڑی عمدگی ان کی یہ ہے کہ کثرت سے اس دیار میں یہ دونوں قسمیں دیکھی جاتی ہیں۔ اور اس وجہ سے تمامی آمرا اور اکثر عہدہ با بھی ان کے ذائقہ اور لطیف سے اطلاع رکھتے ہیں بخلاف اور اقلام عمدہ کے کہ غیر معروف ہونے کے باعث کمتر اس دیار کے باغون میں دیکھے جاتے ہیں۔

فہرست انبہ

نمبر شماری	نام انبہ	ذرائع جھٹنا	نام باغچین	کیفیت
۱	مٹھوا نیورہ	کور مار	پکنا ہے	نہایت عمدہ ایسا مٹھوا کم دیکھا جاتا ہے
۲	مٹھوا حاجی پور	رور مار	✓	مشہور و مطبوع و عمدہ آم ہے
۳	سلطان پسند	کور مار	✓	نہایت خوبصورت۔ بویا آم ہے
۴	زردا دانا پور	رور مار	✓	خوش ذائقہ خوش رنگ۔ بے ریشہ۔ بویا ممتاز آم ہے
۵	جیٹھوا صید پور	رور مار	✓	نہایت شیریں خوش مزہ اور بے ریشہ
۶	جیٹھوا حاجی پور	رور مار	✓	ایضاً
۷	گوپال بھوگ	کور مار	✓	خوش مزہ
۸	بمبئی ۱۰۱۰ صاحب	کور مار	✓	خوب مزہ ۱۰۱۰ تمام قسمیں

نمبر شمار	نام انبہ	شمار تخمیناً درین	نام و صفت کمی	کیفیت
۹	بمبئی زرد آمیز	۱۰ مار	اسارہ	نہایت شیرین جیسے عموماً بمبئی ہوتا ہے
۱۰	بمبئی سبز	۱۰ مار	کرمار	"
۱۱	بمبئی کودیا	۱۰ مار	"	"
۱۲	بمبئی نمبر ۱	۱۰ مار	"	نہایت شیرین خوش مزہ سوا کے
۱۳	بمبئی خرد	۱۰ مار	کرمار	بمبئی زرد ماوا صاحب کے اقسام بمبئی سے عمدہ
۱۴	بمبئی سیاہ کلان	۱۰ مار	"	مثلاً دیگر اقسام بمبئی
۱۵	رنترا	۱۰ مار	"	ممتاز بمبئی ہے
۱۶	توٹوا	۱۰ مار	"	نہایت خوش رنگ خوش مزہ بے ریشہ
۱۷	باجھنوان	۱۰ مار	"	ہلکی شیرینیت کے ساتھ خوش مزہ خوش رنگ
۱۸	چکچکیا	۱۰ مار	"	بے ریشہ
۱۹	شیرانبہ	۱۰ مار	"	شیرین خوش مزہ بے ریشہ
۲۰	گدگاگر	۱۰ مار	"	اعلیٰ درجہ کی بمبئی کی طرح عمدہ بہت کچھ قابل
۲۱	پران کولا	۱۰ مار	"	نہایت بڑی ریشہ بغایت شیرین خوش مزہ
۲۲	چینی شکر گول	۱۰ مار	"	بہت کچھ قابل توجہ
۲۳	چینی شکر چٹا	۱۰ مار	"	بے ریشہ شیرین خوش مزہ
۲۴	بیل خاص	۱۰ مار	"	"
۲۵	بنسی گھوس	۱۰ مار	"	بے ریشہ بیل کی طرح بویا

نمبر شمار	نام انبیہ	وزن تخمیناً	نام و کمین	کیفیت
۲۶	در اس	ک مار	اساٹھ	نہایت بڑی ریشہ۔ لذیذ شیرین بہت قابل توجہ
۲۷	کوچر	ک مار	۷	بے ریشہ۔ لذیذ۔ شیرین
۲۸	امام پسند	ک مار	۷	نہایت بڑی ریشہ نہایت شیرین۔ خوش مزہ بہت قابل توجہ
۲۹	آشو کرجی	ک مار	۷	شیرین۔ بے ریشہ۔ خوش مزہ
۳۰	سند شاہ	ک مار	۷	ایک قسم کا سیندور پر ہی کوکف مطبوع ہے
۳۱	سیندور یہ قاضی صاحب	ک مار	۷	بڑی ریشہ شیرین۔ لذیذ خوش رنگ۔ قابل توجہ
۳۲	غریب نواز	ک مار	۷	ایک قسم کا بھٹی ہے۔
۳۳	کھڑیا	ک مار	۷	حالت خامی میں کیقد شیرین ہوتا ہے
۳۴	پیری	ک مار	۷	نہایت بے ریشہ۔ لذیذ قابل توجہ
۳۵	نیر فرہنگی	ک مار	۷	بے ریشہ۔ لذیذ شیرین۔ قابل توجہ
۳۶	بند رابی	ک مار	۷	شیرین۔ خوش مزہ مطبوع
۳۷	میٹھیم	ک مار	۷	شیرین خوش مزہ مطبوع۔ دخت اسکا بٹھا پست قد ہوتا ہے۔
۳۸	کچی میٹھا	ک مار	۷	نہایت شیرین۔ بڑی ریشہ۔ خوش مزہ حالت خامی میں بھی میٹھا ہوتا ہے۔
۳۹	مرشد آباد	ک مار	۷	شیرین بے ریشہ۔ خوش مزہ قابل توجہ۔
۴۰	گوا	ک مار	۷	شیرین۔ نہایت بڑی ریشہ میٹھا و خشک عرق کا نام نہیں۔
۴۱	کالا پھاٹ	ک مار	۷	نخر شد آباد ہی بہت کچھ قابل توجہ ہے۔

نمبر شمار	نام ابنہ	نمبر تخمیناً درجہ	نام و کھیت	کبھیت
۴۲	کپاٹ بھانگا	— مار	اسٹھ	بہت شیریں۔ بڑی ریشہ خوش مزہ۔ عمدہ
۴۳	کشن بھوگ	— مار	—	بہت شیریں۔ بڑی ریشہ خوش مزہ۔ قابل توجہ
۴۴	گلاب گند	— مار	—	شیریں خوش مزہ۔ بڑی ریشہ۔ بویا۔
۴۵	نواب پسند	— مار	—	اچھی شیریں کے ساتھ خوش مزہ۔ بڑی ریشہ
۴۶	الفاز (Alphonse)	— مار	—	نہایت بڑی ریشہ بغایت شیریں خوش مزہ۔ لا جواب
۴۷	آر بھدناٹ (Arbhadhat)	— مار	—	نہایت قابل توجہ
۴۸	کھر سا پات کلان	— مار	—	عمدہ قابل توجہ
۴۹	کھر سا پات خرد	— مار	—	بعد الفاز کے اسیکا درجہ بہت کچھ
۵۰	گلاب خاص	— مار	—	قابل توجہ ہے۔
۵۱	سفیدہ لکھنؤ	— مار	—	نہایت خوش مزہ۔ بہت شیریں مگر انفرادی
۵۲	دودھ مونگیر	— مار	—	ادھر کھر سا پات کی برابر بڑی ریشگی میں نہیں
۵۳	سویا فرخ آبادی	— مار	—	نہایت خوش مزہ مشہور و معروف یا دروہا
۵۴	سویا نیورہ	— مار	—	نہایت شیریں بغایت بڑی ریشہ رقیق شیرہ
۵۵	کھر سا پات دو فصلہ	— مار	—	سفیدہ سے بھر اصل بہتر
۵۶	ہیم ساگر	— مار	—	حرف مرلے کی مصرف کا ہو لیکن غیر الانا ہوتا ہے
				بہت خوش مزہ۔ شیریں خوش مزہ۔ بہت عمدہ
				دو بار ٹھہراتا ہے کھر سا پات فصلی کی طرح انا
				عمدہ لاتا ہے
				آپم الفاز کے برابر یا اس سے بھی بہتر ہے۔ لا جواب

نمبر شری	نام انبہ	روز و تہ	نام و قیمت	کیفیت
۵۷	زرد آلو	مار -	اساڑھ	اس آم کا درجہ کھرسا پات وغیرہ کے برابر ہے لاجواب
۵۸	سرفا	مار -	۷۰	اعلیٰ درجہ کے آمونے سے نہایت قابل توجہ ہے
۵۹	درما	مار ۰	۷۰	بے ریشہ ہوتا ہے مگر مولف کو چندان مطبوع نہیں
۶۰	مہر پندت جی	مار ۰	۷۰	نہایت شیرین بے ریشہ خوش مزہ بہت قابل توجہ
۶۱	مالدہ نیورہ زرد	مار ۰	۷۰	اسکی عمدگی مشہور خاص و عام ہے۔
۶۲	مالدہ بھاگلپور سبزر	مار ۰	۷۰	۷۰
۶۳	مالدہ پٹنہ سبزر	مار ۰	۷۰	۷۰
۶۴	مالدہ پٹنہ زرد	مار ۰	۷۰	۷۰
۶۵	مالدہ نیورہ زرد آلو	مار ۰	۷۰	۷۰
۶۶	مالدہ پٹرا	مار	۷۰	تمام اقسام مالدہ سے بزرگ تر
۶۷	مالدہ لالاج	مار -	۷۰	اقسام مالدہ سے عمدہ تر لاجواب آم ہے
۶۸	مالدہ سنگھاپور	مار ۰	۷۰	مالدہ پٹنہ کی طرح اچھا ہوتا ہے
۶۹	کیلوانجی الدین نگر	مار -	۷۰	شیرین - بے ریشہ
۷۰	پیشال	مار ۰	۷۰	بے ریشہ مگر صرف مر بل کے معر کا
۷۱	جائسن (Jaisan)	مار -	۷۰	شیرین خوش مزہ مطبوع
۷۲	انتاسی قاضی صاحب	مار -	۷۰	مثل معمولی مالدہ کے بے ریشہ شیرینیت کم کی قدر
				انتاسی کی طرح ہوتا ہے۔
۷۳	کلان لکھنؤ	مار	۷۰	نہایت شیرین خوش مزہ اور بے ریشہ بہت کچھ قابل
				توجہ شائقین لاجواب آم ہے
۷۴	مہین بھگت گندا	مار	۷۰	نہایت شیرین خوش مزہ اور بے ریشہ بہت کچھ قابل

نمبر شمار	نام انبہ	وزن تخمیناً	تعداد جملہ کتابیں	کیفیت
۷۵	موہن بھوگ نمبر ۲	۱۰ مار	سانون	نہایت بڑی ریشہ شیرین خوش مزہ قابل توجہ
۷۶	پتیر (peters)	۱۰ مار	۷	مثل الفا نزد اور کھر سا پات کی نہایت قابل توجہ
۷۷	بابس	۱۰ مار	۷	لا جواب
۷۸	بنگلور	۱۰ مار	۷	بغایت قابل توجہ
۷۹	مہاراج پسند	۱۰ مار	۷	کوئی لطف خاص نہیں لکھا ہے مگر مشہور خلائی ہو رہا ہے کافور کی طرح بو یا ہوتا ہے۔
۸۰	شاہ جگمگ نمبر ۱	۱۰ مار	۷	خوش مزہ۔ بے ریشہ۔ شیرین۔
۸۱	شاہ جگمگ نمبر ۲	۱۰ مار	۷	۷
۸۲	داسودر	۱۰ مار	از ۱۰ تا ۱۵	مالدہ سے شیرینیت میں کم مگر کثیر الا شمار
۸۳	کشن جھوگ	۱۰ مار	سانون	نہایت شیرین خوش مزہ اور بے ریشہ
۸۴	بانکا	۱۰ مار	از ۱۰ تا ۱۵	نہایت خوش رنگ نہایت خوش مزہ شیرین بڑی ریشہ بہت کچھ قابل توجہ
۸۵	دوار کا نمبر ۱	۱۰ مار	سانون	نہایت بڑی ریشہ خوش مزہ شیرین قابل توجہ
۸۶	دوار کا نمبر ۲	۱۰ مار	۷	ایضاً
۸۷	جالی بندھا گول	۱۰ مار	۷	ایضاً
۸۸	جالی بندھا لانا	۱۰ مار	۷	ایضاً
۸۹	سپیا	۱۰ مار	۷	نہایت بڑی ریشہ خوش مزہ بغایت شیرین قابل توجہ
۹۰	شریف جگمگ	۱۰ مار	۷	۷
۹۱	زرد آلو آره	۱۰ مار	۷	شیرین بے ریشہ خوش مزہ
۹۲	لنگڑا حاجی پور	۱۰ مار	۷	نہایت بڑی ریشہ لذیذ شیرین لا جواب آم ہو رہا ہے

نمبر شمارتی	نام انبہ	وزن تخمیناً	نام و جسمین	کیفیت
۹۳	نگہ اسید پور	۱۰ مار	سانون	نہایت بریشہ لذیذ شیرین لاجواب آم ہی نہایت اعلیٰ درجہ کے آمون سے ہے
۹۴	شاہ دولہ	۱۰ مار	۱۰ مار	لذیذ شیرین بے ریشہ بہت قابل توجہ
۹۵	کدوا	۱۰ مار	۱۰ مار	سرف مربے کے مصرف کا
۹۶	روشن طباق	۱۱ مار	۱۱ مار	مشہور آم ہے مگر مولف کو مطبوع نہیں ہے
۹۷	کٹھنہ امبی حاجی پور	۱۰ مار	بھادون	بے ریشہ شیرین خوش مزہ قابل توجہ
۹۸	کٹھنہ امبی مید پور	۱۰ مار	۱۰ مار	۱۰ مار
۹۹	لوبا جناس	۱۰ مار	۱۰ مار	نہایت شیرین خوش مزہ بے ریشہ بہت کچھ قابل توجہ
۱۰۰	کلوا بھکاری را	۱۰ مار	۱۰ مار	شیرین خوش مزہ بے ریشہ
۱۰۱	بھدیا لکھنؤ	۱۰ مار	۱۰ مار	نہایت شیرین خوش مزہ بے ریشہ
۱۰۲	مالہ بھدیا	۱۰ مار	۱۰ مار	نہایت شیرین خوش مزہ بے ریشہ بہت کچھ قابل توجہ
۱۰۳	مالہ سیندوریہ	۱۰ مار	۱۰ مار	نہایت خوش رنگ بغایت شیرین خوش مزہ
۱۰۴	شیرین دھن	۱۰ مار	۱۰ مار	بے ریشہ بہت کچھ قابل توجہ
۱۰۵	تھڑا	۱۰ مار	۱۰ مار	نہایت شیرین خوش مزہ مشہور معروف آم ہے
۱۰۶	کیلوا محبوب	۱۰ مار	۱۰ مار	نہایت بے ریشہ شیرین خوش مزہ
۱۰۷	خر بزد	۱۰ مار	۱۰ مار	شیرین بے ریشہ مشہور آم ہے
۱۰۸	مٹھو گول	۱۰ مار	۱۰ مار	نہایت بے ریشہ شیرین خوش مزہ قابل توجہ
۱۰۹	باغ ڈوگی	۱۰ مار	۱۰ مار	شیرین بے ریشہ خوش مزہ قابل توجہ
۱۱۰	۱۱۰ مار	۱۰ مار	۱۰ مار	۱۱۰ مار

نمبر شمار	نام انبہ	وزن تحفینا	نام صاحب مکمل	کیفیت
۱۱۱	بیدری نمبر ۲	۱۰ مار	بہادون	نہایت شیریں بے ریشہ خوش مزہ بہت کچھ قابل توجہ
۱۱۲	سوختہ	کر مار	۱۰	نہایت بے ریشہ شیریں خوش مزہ خشک غریب بہت کچھ قابل توجہ
۱۱۳	بجھوٹ	۱۰ مار	۱۰	شیریں نہایت بے ریشہ بہت کچھ قابل توجہ
۱۱۴	لانا بھدیا	۱۰ مار	۱۰	بغایت شیریں نہایت بے ریشہ خوش مزہ بہت کچھ قابل توجہ
۱۱۵	خاتمہ بانجیر	کر مار	۱۰	نہایت بویا نہایت شیریں بے ریشہ عمدہ آم ہے بہت کچھ قابل توجہ شائقین ہے
۱۱۶	شوکل جی کا بھدیا	۱۰ مار	۱۰	شیریں آم ہے
۱۱۷	لالین والا	کر مار	۱۰	شیریں خوش مزہ قابل توجہ
۱۱۸	کالین والا	کر مار	۱۰	نہایت شیریں بغایت بے ریشہ خوش مزہ بہت کچھ قابل توجہ
۱۱۹	فجری نمبر ۱	۱۰ مار	۱۰	آمنو نکا بادشاہی مراد پرانے سے لا جواب ہے
۱۲۰	فجری نمبر ۲	۱۰ مار	۱۰	ایضاً
۱۲۱	فجری نمبر ۳	۱۰ مار	۱۰	ایضاً
۱۲۲	فجری نمبر ۴	۱۰ مار	۱۰	ایضاً
۱۲۳	گول بھدیا	۱۰ مار	۱۰	بے ریشہ شیریں خوش مزہ بہت کچھ قابل توجہ
۱۲۴	راڑھی	کر مار	۱۰	ایضاً
۱۲۵	دودھیا	کر مار	۱۰	نہایت بے ریشہ نہایت خوش مزہ نہایت شیریں بہت کچھ قابل توجہ

کیوال میں بلکہ میری دانست میں اس دیار پٹنہ میں آم کا باغ لگانے کے لئے مناسب ترین زمین گوری مٹی آمیز کیوال ہے۔ پسندری زمین اس قسم کی جیسا کہ گنگا پار دیکھی جاتی ہے پٹنہ کی اطراف میں کم ہے۔ لیکن بعض جگہ ندیوں کے قرب میں پائی جاتی ہے۔ ایسی جگہوں میں آم کے باغ کے جلد تیار ہونے کا زیادہ قرینہ ہے۔ مگر عموماً اس وضع کی نرم اور مرطوب زمین نہیں ملتی ہے۔ ایسی صورت میں گوری مٹی آمیز کیوال کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ اس معنی کر کے بھی کہ اگرچہ ایسی زمین میں کیقدر دیر کے ساتھ بالیدہ ہوتی ہیں مگر درخت شاداب رہتے ہیں اور پھل دیتے ہیں۔ وہ زمین جس میں آم کا درخت بالیدہ نہیں ہوتا بلکہ بیشتر مر جاتا ہے۔ سنگ آمیز ہوتی ہے یا اس میں ٹھکری یعنی پارہائے سفال کی انیرش کثرت سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ آبادی کے قریب کی زمین دیکھی جاتی ہے۔ ان قسموں کی زمین میں آم کے درخت بالیدہ نہیں ہوتے بخلاف درخت لیمون۔ کولا و ماہتابی کے کہ ان کے واسطے ایسی ہی اراضی درکار ہوتی ہیں۔

تجویز اقسام اراضی کے علاوہ باغ لگانے والے کو لازم ہے کہ موقع اراضی پر بھی خیال کرے۔ یعنی اراضی کے نشیب و فراز کا بھی لحاظ درکار ہے مثلاً اگر زمین اس قدر نشیب ہے کہ ایام بارش میں اس کے تہ آب ہونے کا یقین ہے تو ایسی جگہ میں زمین کے عمدہ ہونے کے ساتھ ہی درخت نصب نہ کرے اس وجہ سے کہ پانی میں ڈوبنے سے بیشتر آم کا درخت ضائع ہو جاتا ہے یا زمین ایسی بلند ہے کہ درختوں کی سیرابی بلند کی کی وجہ سے دشوار ہوگی تو قصد درخت لگانے کا نہ کرے یا یہ کہ اس زمین میں کنواں کھودنے سے پانی نہیں نکلتا ہے۔ اور اس پاس کی زمین کی بھی کیفیت یہی ہے۔ یا کسی خاص وجہ سے سیرابی کی کوئی صورت معقول اس جگہ میں معلوم نہیں ہوتی ہو تو بھی درختوں کے لگانے سے احتراز کرے اسے اس طرح اگر کسی اراضی میں کوئی کہنہ باغ آم کا ہو تو فوراً اسے باغ لگانے کا خیال نہ کرے بعد کاٹے جانے کے جب تک درختان کہنہ کا

جڑوں کے مڑ جانے کا یقین نہ ہو لے باغ تازہ کی آراستگی کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔
 نا تجربہ کار اکثر ایسا کرتے ہیں کہ باغ کہنہ کو کاٹ کر فوراً نئے درخت نصب کر دیتے ہیں
 اور پھر درختان نو کی غیر بالیدگی کی شکایت کرتے ہیں۔ باغ لگانے والے کو یہ بھی
 لازم ہے کہ قبل درخت نصب کرنے کے یہ دیکھ لے کہ اراضی تجویز کردہ کی اطراف
 میں کہنہ درخت اسے سایہ دار تو نہیں ہیں اگر ہوں تو درخت تازہ لگانے کا قصد
 نہ کرے۔ کہنہ درختوں کے سایہ اور جڑوں سے نئے درختوں کو ضرر پہنچتا ہے۔

فصل سوم در بیان اصلاح زمین

ظاہر ہے کہ موضوع زمین کو موضوع بنانا آسان کام نہیں ہے۔ سرشت کا بدلنا
 دشوار امر ہے۔ لیکن جہاں تک اصلاح ممکن ہو کرنا چاہئے۔ درخت لگانے کے قبل لازم ہے
 کہ زمین گنتی یا پھوڑی ہو۔ خوب کھودی جائے تاکہ گھانس کی جڑیں بالکل اوکھڑ جائیں بعد
 ازاں اہل سے زمین کو خوب جو تنا چاہئے۔ اور بعد جو تنے کے برابر کرنا درکار ہے۔ اس تردد
 سے جتنے خود رو نباتات ہیں سب غائب ہو جائیں گے۔ اور جب درخت آم کے نصب ہونگے
 تو پورا تغذیہ زمین سے آم کے درختوں کو نصیب ہوگا۔ جس قدر زمین کوڑی اور جوتی
 جائیگی اور گھانس جڑ سے نکالی جائیگی اوس قدر آم کے درختوں کو قوت ملیگی۔ ایک قسم
 گھانس کی ہوتی ہے جسے اس ملک میں کتر اکتے ہیں اور شکل اوسکی مثل کاس کے ہوتی ہے
 اس گھانس کی جڑ بہت دور تک زمین میں چلی جاتی ہے۔ جس زمین یہ گھانس ہوتی ہے اوس
 میں آم کے درخت بالیدہ نہیں ہوتے اور اون کے پتے ہمیشہ زرد ہا کرتے ہیں۔ اس گھانس
 کے دفع کرنے میں کوشش بلیغ درکار ہے۔ جب تک یہ گھانس غائب نہوے لازم ہے
 کہ درخت نصب کرنے سے احتیاط کی جائے۔

جب زمین خشکی زیادہ ہوتی ہے تو اوس میں کدوے شیریں پورا کا بونا آم
 نصب کرنے کے لئے چنا ہوتا ہے۔ چند سال ہا اگر کدوے شہرہ، السہ خشک زمین

میں بونا جاسے تو زمین میں آسمان کے بالیدہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اصلاح
 کو یہ انتہا کرنا کہ یہ سیت خیر ہے دوسری ترکیب یہ ہے کہ جہاں جہاں پر درخت نصب کرنا
 منظم رہو وہاں کنوآن کے طور پر گڑھے کھود کر اچھی قسم کی مٹی بھری جائے اور بعد ازاں
 رقتہ بہ مناسب میں درخت نصب کئے جائیں۔ اس ترکیب کی اس حالت میں بڑی ضرورت
 ہوتی ہے کہ جب عمارت میں مین سنگریزے یا ٹھکری کا شمول ہوتا ہے۔ ٹھکری ملی ہوئی زمین
 بیشک آسمان کے درخت، عمارت کے میں اور اگر زندہ بھی رہتے ہیں تو ہمیشہ اون پر مردنی سوار ہوتی

ہو۔ دریاں کنوآن کے پیکلے ترکیب دارہ مٹی بھونا چاہئے اور تب درخت نصب کئے جائیں۔ اس صورت
 میں درختوں کا البید ہونا ممکن ہے۔ بعض حالت میں مجرد خارجی مٹی بھرنے سے کوئی فائدہ حاصل
 نہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ نقل ذیل چشم دید مولف کی ہے۔

ایک شائق ذی رتبہ نے ایک ایسی اراضی میں باغ لگایا کہ جس میں سنگریزوں کا شمول کثرت سے
 تھا۔ درخت نصب کرنے کے بعد درخت خشک ہونے لگے تب اون خون نے عمیق گڑھے کنوآن کے
 طور سے کھودوائے اور دور دور سے مٹی منگو کر اون گڑھوں میں بھرے اور پھر درخت نصب
 کئے۔ اس دفعہ درخت البیدہ ہونے لگے۔ لیکن چند سال کے بعد پھر خشک ہونے لگے اب معلوم
 ہوا کہ تب درختوں کی جڑیں بھراؤ مٹی سے ٹھکڑا قدیم مٹی میں پہنچیں تو موت بھی آ حاضر ہوئی
 تھی اس وقت سے سر نو سے گڑھے کھودوائے اور پھر دوسری جگہوں سے مٹی منگو کر اون گڑھوں
 کو بھرا اور درخت نصب کئے۔ پھر درخت بطور سابق خشک ہوئے۔ مگر شائق صاحب باز نہ آئے
 اسی طور سے پھر کار بند ہوئے۔ ہوتے ہوتے آخر کار ایک خزان صورت باغ مرتب ہوا۔ لیکن اس
 کے دو کاوش میں تیس سال سے زیادہ گزر گئے اور باغبانی کا سلسلہ تا آخر عمر اون کے قائم رہا
 راستہ محسوس جب صاحب باغ سے باغ کی خیریت پوچھتا تھا تو ہمیشہ ہنس کر فرماتے
 تھے کہ منظر شغل ہے آداسی باغ نہیں ہے۔ اس قدم سے سنگریزہ آمیز زمین کی صلاحیت

ایسی زمین میں درخت لگانا ہی فضول ہے۔ کو سے کٹدین و کا ہے بر آوردن کا مضمون ہے
 بہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ درخت نصب کرنے کے قبل زمین کی نشیب و فراز
 کو دور کر لینا چاہئے کہ سیرابی کے وقت تردد لاحق نہو اور جریان آب آسانی سے ہو سکے
 جہاں بلند ہو وہاں سے زمین بقدر ضرورت کا لنگر دور کرنا چاہئے اور جہاں نشیب ہو وہاں
 جگہ سے اچھی مٹی لاکر بھرنا چاہئے۔

بعض شخص کا یہ تجربہ ہے کہ جس جگہ درخت لگانا ہو وہاں دو تین مہینہ قبل سے
 زمین کھود کر گو بر بوسیدہ بھرنا چاہئے مگر اس زمین میں جہاں دیمک کی کثرت ہو اس
 طریقہ سے احتیاط لازم ہے۔ اگر زمین مناسب ہے تو خارجی اصلاح کی کوئی حاجت
 نہیں صرف کھودنے اور جوتنے سے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اصلاح کامل طور سے
 ہو جاتی ہے

فصل چارم درخت نصب کے نیکے زمانے کے بیان میں

میشتر اشخاص اس ملک میں اسٹارٹھ کے مہینے میں آم کے درخت نصب کرتے ہیں
 اس زمانے کو مناسب ترین زمانہ اس کام کے واسطے سمجھتے ہیں لیکن راسم الحروف کے نزدیک بہتر
 زمانہ اس کام کے واسطے کاتک آگھن کا زمانہ ہے لیکن چلے کے جاڑے میں آم کا درخت نصب
 نہیں کرنا چاہئے۔ کاتک آگھن کے زمانہ کو ترجیح اس وجہ سے ہے کہ برسات نکل جانے کے
 بعد زمین میں ایک مناسب درجہ کی رطوبت رہ جاتی ہے اور گرمی کا اثر بالکل باقی نہیں رہتا
 اسی لئے آگھن کاتک کے لگائے ہوئے درخت بہ اعتدال اسٹارٹھ کے لگائے ہوئے
 درختوں کے کم خشک ہوتے ہیں لیکن ایسا کھچھٹھ میں درخت نصب نہیں کرنا چاہئے
 بدین وجہ کہ زمین میں رطوبت بقدر ضرورت باقی نہیں رہتی ہے اسی لئے نصب کرنے
 سے درخت خشک ہو جاتے ہیں۔ پھاگن میں اگر بارش ہو گئی ہو تو بضرورت درخت
 لگانا چندان مضائقہ نہیں رکھتا۔ مختصر یہ ہے کہ رطوبت کافی کے موجود رہنے کے بغیر

درخت نصب کرنا مناسب نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ پھر آسے بغیر رطوبت پیدا نہیں ہوتی ہے۔ مگر جیون جیون بارش ہوتی جاتی ہے رطوبت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ کثرت جمع ہوتی بھی آم کے درخت کے واسطے مضر ہے اس واسطے کاکمک۔ انگن کا انتقال درخت نصب کرنے کے واسطے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ سب زمانہ سے بہتر زمانہ اس کام کے واسطے کاکمک اور انگن کا ہے۔ حتیٰ الوسع اسی زمانہ میں درخت نصب کرنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی کو بیا کھ جھٹھ میں کسی جہ کر کے درخت لگانا چاہئے تو لازم ہے کہ جس جگہ پر درخت لگانا ہے وہاں درمی کھنڈ اور اس درمی میں ہفتہ روز تک شام کے وقت پانی خوب دیا کرے۔ اس ترکیب سے زمین وہاں کی مرزا مرطوب ہو جائیگی تب غروب آفتاب کے وقت اس میں درخت بیٹھا کر پانی دیوے شب بھر کی ٹھنڈک سے درخت شاداب ہوگا اور آئندہ دن کی سوچ کا مستعمل ہو سکے گا۔ پھر شام ہوتے پانی دیوے اور اگر ضرورت دیکھے تو دن کو آفتاب سے بچانے کے لئے اوس پر کسی چیز کا سایہ کر دے اور رات بھر کھلا رکھے کہ شبنم سے تری ہو چکی کرے اس ترکیب سے درخت کے سلامت رہنے کا گمان کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ یہ پڑائی سے درخت کامر جانا ایک یقینی امر ہے۔

فصل پنجم آم کے درخت نصب کرنے کے بیان میں

جب زمین تیا کی جا چکے تب چاہئے کہ زمین کو پیايش کر کے درمی کھودیں پڑی کیلک دوسرے سے چالینکس فٹ کے فاصلے سے کم نہو اگر ۵۰ فٹ کے فاصلے پر ہو تو اور بھی بہتر ہے بہر حال یہ بات ملحوظ رہے کہ ایک بیگہ میں ۲۰ سے زیادہ درخت لگائے نہ جائیں یعنی فی ٹھہ ایک درخت اگر بیس سے فی بیگہ کم پڑیں مثلاً شترو ۱۰ درمی عبادت اوس گڑھے سے ہے جس میں درخت نصب کیا جاتا ہے۔

یا اٹھارہ تو اور بھی خوب ہی۔ لیکن بیس سے زیادہ ہونا مناسب نہیں ہے۔ زیادہ فاصلہ پر درخت نصب ہونے سے درختوں کو بالیدہ ہونیکا موقع ملتا ہے اور پھل بھی حسب مراد ہوتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ ہوا اور دھوپ درختوں کی بالیدگی اور حسب مراد ثمر دینے کے واسطے اشد ضروریات سے ہیں۔ جب تک مناسب فاصلے پر درخت نہیں لگائے جائینگے تب تک انکو ہوا اور دھوپ حسب مراد نصیب نہیں ہو سکتی۔ اکثر نا تجرب کار مسعد در قریب قریب درخت لگاتے ہیں کہ تھوڑے عرصہ میں ایک درخت دوسرے درخت سے بچا ہے اور ایک دوسرے کو دبا کر خراب کرتا ہے۔ اسی لئے اس طرح کا باغ جسمین درخت قریب قریب لگائے ہوئے ہوتے ہیں۔ حسب مراد پھل نہیں دیتا ہے۔ آخر صاحب باغ کو درختوں کو موقع موقع سے کاٹنا ہوتا ہے۔ اکثر اس تلاش خواہش میں باغ کا باغ بد صورت ہو جاتا ہے اور پروردہ درختوں کے کاٹے جانے کی حسرت دل میں رہ جاتی ہے۔ پس باغ لگانیوالے کو فاصلہ مناسب کا ملحوظ رکھنا ضروریات سے ہے ورنہ بالآخر تیرے پروا کا شرمیلخ پھکنا ایک امر ضروری تصور ہے۔

جب دربان کھودی جا چکیں تو لازم ہے کہ زمین خشک رہنے کی حالت میں اوس میں دو تین روز شام کے وقت پانی علی الانصال دیا جائے تاکہ زمین کی خشکی دفع ہو جائے اور زمین کے تر رہنے کی حالت میں دو تین روز در یون کو بحالت خود چھوڑ دیں کہ زمین کی گرمی بھل جائے اور بھی اگر ضرورت سے زیادہ رطوبت ہو تو حالت اعتدال پر آجائے بعد از ان صبح یا شام کے وقت درخت نصب کئے جائیں اگر گرم موسم کی آمد ہو تو شام کو نصب کرنا ضروریات سے ہے۔ وقت درمی کھودی جانے کے لحاظ کرنا چاہئے کہ زمین سخت ہو یا نرم۔ اگر سخت ہے تو پہلے کمین سے نرم مٹی لاکر اوس زمین بھرین اور پھر نرم مٹی سے درخت کا تھالہ بناویں۔ کیوال مٹی میں جب درخت لگانا ہو تو ضرور دوسری مٹی منگا کر در یون میں ڈالی جائے۔ اور بعد از ان پھر اوسی دوسری مٹی سے تھالہ بنایا جائے

اس عمل سے یہ پختہ ہوتا ہے کہ درختوں کو جڑ پکڑنے میں دشواری نہ ہوگی۔ اور جب سیراب
 کرنا ہو تو سیراب نہ ہونے کی آسانی ہوگی۔ آسانی کی وجہ یہ ہے کہ دوسری مٹی گریبون کے
 نیچے لکڑی کی مٹی کی طرح ٹھنی نہیں ہو جاتی ہے۔ ہر فصل میں بستہ رہتی ہے جس قدر
 کھالے میں پانی وقت سیرابی کے پہنچتا ہے کھالے میں قائم رہتا ہے بخلاف کیوال
 کے کہ گریبون کے دن میں شق در شق ہو جاتی ہے۔ اور جس قدر سیراب کیجئے کھالے میں
 رہنے کے عوض پانی اور ہوا ہر موقع طور سے زمین میں سما جاتا ہے اور درخت حسب
 مراد سیرابی سے محروم رہ جاتے ہیں

دریوں میں درخت بیٹھانے کے وقت یہ امر قابل لحاظ ہے کہ درخت جو گھلون میں ہوں
 یا مونچر میں ہوں انھیں اس طور سے نصب کرنا چاہئے کہ ان کی جڑوں کی مٹی بحال خود رہے
 اکثر جڑوں کی مٹی کے منتشر ہو جانے سے نصب کئے جانے کے بعد درخت خشک ہو جاتے
 ہیں پس جڑوں کی مٹیوں کا لحاظ ضروری ہے۔ کسی صورت سے جڑوں کی مٹی منتشر
 ہونے نہ پادے تاکہ درختوں کی جڑوں کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچے۔ نصب کرنے کے
 وقت جڑوں کی مٹی کو نہ نہایت خشک رہنا چاہئے نہ نہایت تر زیادہ خشک ہونے سے
 منتشر ہو جانے کا خوف رہتا ہے۔ اس طرح نہایت درجہ کی تری کی حالت میں مٹی کا جڑوں
 سے علیحدہ ہو جانا قرین قیاس ہے۔ اسی لئے نصب کرنے کے وقت گیلے یا مونچر کو پانی
 سے سیراب نہیں کرنا چاہئے۔

فصل ششم درختوں کی تختہ بندی کے بیان میں

واضح ہو کہ درختوں کی تختہ بندی بھی ایک امر لحاظ طلب ہو۔ اور درستگی باغ کے
 لئے ضروریات سے ہے۔ آسمان کے پختہ ہونے کی فصلوں کے اعتبار سے تختہ قائم کرنا
 چاہئے مثلاً جتنی قسمیں آم کی جیسٹہ میں پکتی ہیں ایک طرف لگاے جاویں۔ اس طرح

جو اساطیر، سانوں، بھادون، آسن، کاکس، مین پکتے ہیں ان کے تختہ موقع موقع سے
 علیحدہ علیحدہ تیار کئے جاویں۔ اس ترتیب کے اختیار کرنے میں پھلون کی نگاہداشت
 کا انتظام عمدہ طور سے ہو سکتا ہے۔ اکثر نا تجربہ کار میچی کے ساتھ والدہ لگاتے ہیں
 اور پھر اس میں فخری راڑھی لگتا۔ میر جعفر شاہ شامل کر دیتے ہیں۔ تختہ کا ہیکو ہوا فقیر کا
 کچھگوں ہو کہ پیسہ جو سب کچھ اوس میں ہے۔ اس بے قرنگی کی وجہ سے مختلف فصلوں
 کے آم کو اکثر بیک وقت توڑ لیتے ہیں۔ جب ایک ہی فصل میں سا فو تیان، بھدیان، کتکا کو
 توڑ لینا ہے تو مختلف فصلوں کے آم لگانیکی حاجت کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر آم اپنے
 پختہ ہونے کی فصل میں توڑے جانے سے لطف دکھلا سکتا ہے۔ بہر حال تختہ بندی
 کا خیال ایک امر ضروری ہے۔ جس شخص کو منظور ہو کہ مختلف فصلوں کے آموں کا لطف
 اوٹھائے او سے لازم ہے کہ تختہ بندی کی طرف پوری توجہ کرے۔ ورنہ پھلون کی
 نگاہداشت کے انتظام میں دشواری لاحق ہوگی اور بدترینی کا نتیجہ بے لطفی ہے۔

فصل نمقم تیار ی نقشہ رستہ باغ کے بیان میں

جب درخت نصب کئے جا چکین تب باغ کا ایک نقشہ صحیح تیار کرنا چاہئے اور
 اس نقشہ میں جس مقام پر جو درخت نصب ہوا ہو اس کا نام درج کرنا چاہئے۔ جب ایسا
 نقشہ تیار رہیگا تو اس حالت میں کہ جب کوئی درخت خشک ہو جائیگا یا کسی درخت کو بدلتا
 ہوگا تو اس نقشہ کو دیکھ کر نئے درخت کی تجویز کرنے میں آسانی ہوگی۔ مثلاً کہ اگر کوئی درخت
 خشک ہوا اور یہ امر خیال میں نہیں ہے کہ کون قسم کا درخت خشک ہوا ہے تو نقشہ کو دیکھ کر
 معلوم ہو جائیگا کہ فلاں قسم کا درخت خشک ہوا ہے۔ پھر اوس خشک شدہ درخت کی جگہ
 اوسی قسم کا نیا درخت لگایا جاسکتا ہے۔ ایسا کرنے سے تختہ بندی میں کوئی غلط واقعہ
 نہیں ہوگا۔ ظاہر ہے کہ جس باغ میں سیکڑ وں قسم کے آم نصب کئے گئے ہوں

انسان حافظہ پر تکیہ نہیں کر سکتا ہے۔ تحریری کارروائی کے بغیر کام چل نہیں سکتا ہے۔ اکثر باغ لگانے والے باغ کا نقشہ نہیں رکھتے اگر اون سے پوچھئے کہ فلان فلان کون قسم کے درخت ہیں تو اکثر درختوں کو تمیز نہیں کر سکتے۔ جب کوئی درخت خشک ہو جاتا ہے تو لحاظ فصل کے بغیر جس قسم کا درخت ملا خشک شدہ درخت کی جگہ پر نصب کر دیتے ہیں جب باغ پھل دینے لگتا ہے تب یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بھدیان میں اسٹار می کی آمینا ہو گئی ہے۔ اسٹار می میں بھدیان مل گیا ہے اور اسپلرٹ ہر تختہ فقیر کا کجکول ہو گیا ہے ظاہر ہے کہ بے ترتیبی تختہ بندی کا لطف پیدا نہیں کر سکتی۔ اسپلرٹ لازم ہے کہ اس بے عنوانی سے بچنے کے لئے کیقادر تحریری کارروائی پر عمل پلہ۔

جب کوئی نیا درخت نصب کیا جائے تو لازم ہے کہ باغ کے نقشہ میں صحت مقام کو ملحوظ رکھ کر نام او سکا درج کیا جائے۔ اور ایک مختصر کیفیت او سکی نسبت نقشہ کے حاشیہ پر بالک کسی رجسٹر میں حوالہ متسلم کر دیا جائے۔

تحریری کارروائی کی پابندی سے انسان دھوکھا اوٹھا نہیں سکتا ہے۔ اکثر لوگ درختوں میں اون کے نام لکھ کر تختہ بان آدین ان کر دیتے ہیں۔ مگر اون درختوں کے نام اور حالات مسند رج دفتر نہیں کرتے۔ اس بد تدبیری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب تختہ گم ہو جاتی ہے۔ تو درخت کا نام بھی دفتر نسیان میں داخل ہو جاتا ہے ظاہر ہے کہ جو شخص دس پانچ درخت لگاتا ہے وہ اپنے سینہ کو سفینہ بنا سکتا ہے۔ مگر جہاں مسیکڑوں کا حساب ہو وہاں تحریری کارروائی کے بغیر کام نہیں چل سکتا ہے۔

نقشہ کے علاوہ ایک رجسٹر بھی رکھنا چاہئے کہ جس میں درختوں کے نام مع تفصیل حالات مسند رج کئے جا دیں اور جوں جوں درخت مٹتے جاتے جا دیں اون کے کیفیات مسند رج رجسٹر ہونے جا دیں۔



فصل ہشتم سیرابی اور کوڑن کے بیان میں

واضع ہو کہ صحنہ دی اور بالیدگی کے واسطے سیرابی اور کوڑن کے برابر کی

شے سودمند نہیں ہے۔ آم کے درخت کے واسطے لوہا اور پانی درکار ہے۔ لوہا عبارت ہے
کھربے سے۔ موقع سے کھربے اور موقع سے پانی پانا درختوں کے حق میں نہایت فائدہ بخش
متصور ہے۔ سیرابی اور کوڑن کے بغیر نہ درخت بالیدہ ہو سکتے ہیں اور نہ اون میں بی رنگی
اور لطافت پیدا ہو سکتی ہے۔ واقعی یہ ہے کہ اگر زمین مناسب ہے تو درختوں کے
بالیدہ کرنے کے واسطے کھربے اور پانی کے ساتھ کوئی دوسری شے درکار نہیں ہے اقسام
مصالح اور دیگر ترکیبوں کی ضرورت درحقیقت اس وقت میں ہوتی ہے۔ جب زمین
میں صلاحیت معقول درختوں کے بالیدہ کرنے کی حاصل نہیں رہتی ہے۔

سیرابی مختلف فصلوں میں مختلف انداز سے عمل میں آئے۔ ظاہر ہے کہ سانوین بھادون
میں سیرابی کی حاجت نہیں ہوتی ہے۔ برسات مناسب ہونی کی حالت میں آسن۔ کاکٹ
میں بھی سیرابی کی حاجت نہیں ہوتی۔ انگن میں ایک بارگی سیرابی کافی ہوتی ہے۔ سبج
پوس مانگہ میں بھی دو تین بار کا سبجنا خالی از نفع نہیں ہوتا۔ لیکن بعض حالت میں چنے
کے جاڑوں میں جب ہو اچھو اچھو چلتی ہے اور بشرطیکہ درخت کم عمر ہوں تو موقع موقع
سے سیچنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جیسا کہ فصل آئندہ میں مذکور ہو گا۔ بہر حال چھاگن
سے سیچنے کی ضرورت شروع ہوتی ہے۔ اور چیت میں درخت سیرابی کے خاصے محتاج
ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ بیٹھ اور کبھی اسٹھ میں سیرابی کی حاجت بہت بڑھ جاتی ہے۔
جیون جیون پش کو ترقی ہو سیرابی کی طرف زیادہ توجہ رکھنا چاہئے۔ یہی زمانہ درختوں
کے خشک ہونے کا ہے۔ اگر مناسب طور سے گرمی کے مہینوں میں درخت سیراب نہیں
کئے جادیں تو با فصل گرا دیں مر جاتے ہیں یا برسات میں مرنے لگتے ہیں۔ اگر زندہ بھی رہے
تو بالیدہ نہیں ہوتے۔ ہر دم مرونی اون پر سوار رہتی ہے۔ اور جوان ہونے پر سب

مراد شرنین دیتے ہیں۔ ایسے درختوں کی کیفیت اور اطفال سے مناسبت رکھتی ہے جو بہ سبب تپانے شیر مار کے سیانے ہونے پر بھی ضعیف و ناتوان رہتے ہیں۔

درختوں کی عمر لمحوں پر گھل کر اونیھیں سیراب کرنا چاہئے جو بچے درخت ہیں اور کو زیادہ سیراب کرنا چاہئے۔ چیت بیساکھ۔ جیٹھ اور بھی اس طرح مین بچے درختوں کو ایک روز درمیان دیکر سینچنا چاہئے۔ اور قد شیدہ درختوں کو ہفتہ وار سی بہترین وقت سیرابی کے لئے صبح یا شام ہے۔ اگر رات کو بعد غروب اور صبح کو قبل طلوع آفتاب کے درخت سینچے جائیں تو اور بھی سیرابی درختوں کو مفید ہوتی ہے مگر گرم وقت میں زینہار درخت کو سینچنا نہیں چاہئے۔ مثلاً دوپہر کو سیرابی سے بالکل احتراز کرنا چاہئے۔ مختصر یہ ہے کہ جب تک آفتاب کی گرمی تیزی پر ہے تب تک سیرابی کا قصد نہ کرے ورنہ فائدہ کے عوض ضرر مترتب ہوگا۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مختلف دیسوں میں مختلف انداز کی سیرابی درکار ہے۔ تقاضاے ملک و دیار کو خیال کر کے سیرابی کو عمل میں لانا چاہئے۔ بعض دیار کی زمین بہت مرطوب ہوتی ہے۔ اور آفتاب کی گرمی بھی اوس دیار میں کم محسوس ہوتی ہو ایسی حالت میں اوس قدر سیرابی کی حاجت نہ ہوگی جس قدر کہ ویسے دیار میں کہ جسکی زمین میں بیوست زیادہ اور آفتاب کی گرمی بھی تیز ہوتی ہے۔

سیراب ہونے کے بعد جب درختوں کے تھالے خشک ہونے پر ہوں تب اونیھیں کھڑی سے کھودنا چاہئے۔ جتنے بار درخت سینچے جاوین اوتنا ہی مرتبہ کوڑے بھی جاوین لیکن اگر ضرورت ہو تو زیادہ کوڑا جانا غیر مناسب نہوگا بلکہ اکثر فصلوں میں سیرابی کے عوض کوڑن ہی درکار ہوگی۔ کوڑن اس طرح ہو کرے کہ تھالوں میں کمین گھانسن باقی نہیں رہے۔ اور جو جالے وغیرہ کہ اوپر سے دکھائی دین دور ہو جاوین۔ علاوہ ایسی کوڑن کے سال میں ایک بار اس طرح سے بھی درختوں کی چڑیں کھولی جاوین کہ اندر کے جالے بالکل دفع

ہو جاوین اور درختوں کی جڑوں میں ہوا سے خارجی لگ سکے۔ بعد ازاں جڑیں پھس چھپائی جاوین۔ اس ترکیب سے پھل میں بیریشگی آتی ہے۔ اور ایسا نہیں کرنے سے رفتہ رفتہ بیریشہ پھل ریشہ مار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے سال میں دو بار باغ کی تمام اراضی پھوڑوں سے کھودی جائے کہ خود رو درخت گھانسل موتھا دور دفع ہو جاوین۔ اگر دوبار ممکن نہ ہو تو ایک بار کالٹک کے مہینہ میں باغ کے باغ کا پھوڑوں سے کھودا جاؤ۔ یہ ہے ایام برشکال کے خود رو نباتات کا دفع ہونا واجبات سے ہے۔ ورنہ درختوں کے نمویں خلل واقع ہوگا۔ مختصر یہ ہے کہ جس قدر اصلاح زمین بطور بالا ہو کرے گی اوس قدر درختوں کو نفع پہونچے گا۔ توجہ بلیغ کے بغیر باغ سے متمتع ہونا ناممکن ہے جو شخص پوری توجہ باغبانی کی طرف نہیں کر سکتا ہے لازم ہے کہ باغ لگانے کا خیال دماغ سے دور کرے اور جس اھر کی طرف توجہ رکھتا ہو اوس میں کوشاں ہو۔ بہت سے اشخاص ایسے ہیں جنکو خزان صورت باغ دیکھ کر نفرت ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو لازم ہے کہ درختوں کے بددعا سے اپنے کو محفوظ رکھنے کا سامان کریں یعنی یا مناسب طور پر خبر گیر ہوں یا درختوں کو کاٹ کر لکڑیاں کے ہاتھ فروخت کر ڈالیں۔

یا بکش یا دانہ دہ یا از نفس آزاد کن

فصل نہم استحفاظ درختان نصیبہ کے بیان میں

جب درخت نصیب کئے جا چکین تو سیرانی اور کوڑن کے علاوہ یہ امر بھی درکار ہے کہ جو زمانہ آفات سمادی وارضی درختوں کے برباد ہو جانے کا ہے اوس میں درختوں کی نگہداشت پورے طور سے کرنا چاہئے چلے کے چارٹے کے زمانہ میں درخت پانی سے اکثر مرتے ہیں۔ اوس زمانے میں لازم ہے کہ جن بوڑھے معلوم ہو کہ پھوٹا تیر چل رہی ہے۔ اوس زمانہ درختوں کو قریب رشام کے سینچیں۔ اس موقع کی سیرانی سے یہ فائدہ حاصل

ہوتا ہے کہ پانی کا اثر درختوں پر سیرابی کے ذریعہ سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ ورنہ کچھ اچلے سے جو پالاش کو پڑتا ہے۔ اکثر درختوں کو مارا جاتا ہے۔ پس چلے کے باغیچے کے زمانہ میں جس روز تیز کچھ اچلے تو سمجھنا چاہئے کہ شب کو پالا پڑنے کا ایسا ہی حالت میں شام ہی کو درختوں کو سیراب کر دینا چاہئے۔

اکثر اشخاص جڑوں کے دنوں میں پانی کے خوف سے درختوں پر سایہ کر دیتے ہیں۔ اس ترکیب سے درخت پالے کے صدمہ سے بچ تو جاتے ہیں لیکن بیکھ اور جھٹھ کی گرمی کے متحمل نہیں ہوتے ہیں۔ گرمیوں میں بھی ان ناز پروردہ درختوں کو سایہ کی حاجت ہوتی ہے۔ میری دانست میں سایہ کی ترکیب سے سیرابی کی ترکیب بہتر معلوم ہوتی ہے کہ جسکے ذریعہ سے درختوں میں ایسی قوت آجاتی ہے کہ بیکھ اور جھٹھ کی سختی کو بآسانی برداشت کر لیتے ہیں۔ اور ان گرمی کے مہینوں میں سایہ کے طلبگار نہیں ہوتے ہیں۔

کبھی نئے نصب شدہ درختوں کو زیادہ تری اور خاصکر کچھ بھی مضرت ہوتی ہے۔ خاصکر آسن بکالک کے زمانہ کی سختی الماسکان کچھ کے دفع کرنے کا سامان کرنا چاہئے۔ ایسی صورت میں تھالوں کی مٹی کا بدلنا ضرور ہو جاتا ہے۔ ورنہ درخت کی جڑیں کثرت رطوبت متعفنہ کے باعث سڑ جاتی ہیں اور درخت خشک ہو جاتا ہے۔

واضح ہو کہ بہت سی حالتوں میں استحقاق کے لئے یا عمدہ پختہ چار دیواری یا

سلاہ واضح ہو کہ جس ملک میں سردی کی شدت ہوتی ہے وہاں سایہ کرنا ضروریات سے ہے۔ قرب کو، مہالہ کے ملکوں میں سردی یا بہت ہاریدانی ملکوں کے سخت ہوتی ہے۔ اگر آرم کے نئے درختوں پر سایہ نہ کیا جاوے تو درخت بالکل تلف ہو جاتے ہیں۔ بخلاف گرم ملک کے کہ جان درختوں کو سایہ کی حاجت نہیں ہوتی ہے۔ مثلاً صنایع شاہ آباد پٹنہ و مونگیر وغیرہ وغیرہ جو قیمت

معتول احاطہ ہونے سے سیلاب وغیرہ کا خارجی پانی زمین آسکتا ہے۔ بعض سیلاب کا پانی ایسا خراب ہوتا ہے کہ سن رسیدہ درختوں کو بھی خشک کر ڈالتا ہے۔ نوعمر درختوں کا مر جانا تو ایک بات ہے۔ معتول احاطہ کے ہونے سے درخت چرندوں کی ضرر رسانی سے بھی امن میں رہتے ہیں۔ باغ کے بے قید ہونے سے بیل۔ بکری وغیرہ درختوں کی صفائی کر ڈالتے ہیں۔ بکری کو خاص کر باغ سے عداوت ہوتی ہے۔ اس جانور کے ہنہ میں درختوں کے واسطے ایسا زہر قاتل ہوتا ہے کہ جس شاخ تک اس کا منہ پہنچتا ہے وہ شاخ رفتہ رفتہ بالکل پوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اور پھر کبھی سرسبز زمین ہوتی۔ لازم ہے کہ جبوقت بکری کسی شاخ سے منہ لگاے فوراً وہ شاخ دو تین اوگل موضع آفت رسیدہ کے نیچے تیز چاقو سے کاٹ ڈالی جائے ورنہ درخت یقیناً برباد ہو جائیگا۔

فصل دہم درمعالجہ تقویت تغذیہ درختان بسیل تجربہ اہل ہند

واضح ہو کہ آم کے درختوں کو چند طرح کے عوارض لاحق ہو جاتے ہیں جنکی وجہ سے پادریخت خشک ہو جاتے ہیں یا اون کے ثمر میں فرق آ جاتا ہے یا قوت ثمرہ اونکی نقصان پہنچتی ہے۔ یا اون کے ثمر بے ذائقہ اور ریشہ دار ہو جاتے ہیں۔ یا اونکے ثمر مراد پر آنے کے قریب پھٹ جاتا کرتے ہیں۔ اور اون کے ثمر میں نیچگی کے وقت کڑا پڑ جاتے ہیں۔

کم عمر درخت اکثر دو عارضہ سے ہلاک ہوتے ہیں ایک یہ کہ اون میں یا یا ہنیا لگ جاتی ہے یا اون کے پتے سیاہ ہو جاتے ہیں۔ یا ہنیا ایک قسم کا کڑا ہے جو درخت مریض کے تمام برگ و شاخ میں رفتہ رفتہ چھا جاتا ہے اور درخت کی رطوبت صحیحہ جذب کیا کرتا ہے۔

یہاں تک کہ اول تو پتے درخت کے خزان کر جاتے ہیں اور بعد ازاں خود درخت بد شکل ہو کر مر جاتا ہے۔ جس درخت کو یہ عارضہ لاحق ہوتا ہے اس درخت پر سیاہ رنگ کے چونٹے اکثر بہ کثرت نظر آتے ہیں۔ ان چونٹوں کو درخت سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ یہ چونٹے اون کیڑوں کے کھلنے کو درختوں پر پھرا کرتے ہیں۔ اس طرح پالے کی وجہ سے پتے سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سیاہی پتوں کی پانی سے دھوئی جانے پر بھی نہیں جاتی ہے۔ اور کبھی کبھی اس سیاہی کی بیماری والے درخت پر بھی چونٹے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ دونوں عارضے نو عمر درختوں کے قاتل ہیں۔ اگر کچھ عرصے تک اپنی حالت پر یہ عارضے رہ گئے تو درختوں کی موت یقینی ہے اور اگر کسی وجہ سے زندہ بھی رہے تو اون کے نمونین خلل عظیم لاحق رہتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ باجھنیا اور سیاہی کے عارضے بیک وقت لاحق ہوتے ہیں اور درخت بیمار کو جلد ہلاک کر ڈالتے ہیں۔

ان عارضوں کا علاج یہ ہے کہ جس وقت کسی درخت میں کوئی ان دونوں عارضوں سے دریافت میں آوے تو باغبان کو لازم ہے کہ بلا لحاظ فصل کے ایسے مریض درخت کے پتے اور شاخ کو اس قدر جھانک کہ مرض ہائے بالاکا اثر محسوس ہو چرنے کے پانی سے اوسط طرح خوب پوچھا کرے جیسا کہ عموماً دیواروں پر سفید کرتے ہیں۔ اس ترکیب سے باجھنیا اور سیاہی دونوں دفع ہو جاتی ہے۔ اور درخت ان مرضوں کے ازالہ کے بعد بالیدہ ہونا شروع ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ آسان اور قوی العمل ان عارضوں کا کوئی دگر علاج نہیں ہے۔

بعض اشخاص باجھنیا اور سیاہی کے دفع کرنے کے لئے درخت مریض کی شاخ اور پتوں کو نیل کے رنگے ہوئے موٹے کپڑوں سے پوچھتے ہیں۔ مگر اس ترکیب کا نہ اتنا اثر قوی ہے اور نہ اس طرح کی مالش تردد سے خالی ہے۔ ہر روز کی مالش سے درخت

کے پتے خراب ہو جاتے ہیں۔ اور شاخون کو صدمہ پہنچتا ہے۔ لیکن اندرونی علاج (یعنی کھاد کے ذریعہ سے) جسکا فکرم اس فصل میں آئندہ آئیگا اس چوئے کی ترکیب کو بہت معین ہوتا ہے۔

باغبانیا اور سیاہی کے علاوہ ایک عارضہ آم کے درخت کو یہ بھی ہوتا ہے کہ درخت یک یک یا خشک ہو جاتا ہے یا ہوا سے تیز بین گر جاتا ہے اور سوت او کی بیماری کا حال کھلتا ہے۔ مگر جو درختوں کی بیماریوں سے مطلع ہیں پہلے ہی سمجھ جاتے ہیں اور از الہ مرض کی طرف کوشاں ہوتے ہیں۔ اس طرح کے بیمار درخت کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اس درخت سے سرخی مائل پانی بہتا رہتا ہے۔ لازم ہے کہ باغبان جس وقت کسی درخت سے سرخی مائل پانی آتے دیکھے فوراً اس جگہ سے تیز جا تو لے کر درخت کو چھیلنا شروع کرے۔ چھیلنے ہی پر جلد جو ف معلوم ہوگا۔ آخر چھیلنے چھیلنے ایک بڑا کٹرا نظر آئے گا۔ کسی درخت سے دو کٹرے اور کسی سے چار کٹرے نکلیں گے۔ فوراً اس کٹرے کو درخت سے دور کرے اور درخت کے زیادہ چھیلے جانے سے خوف نہ کرے۔ اگر خوف کرے گا تو بعض حالت میں یہ پیرائین ملیگا۔ اور دستور اس کٹرے کا یہ ہے کہ اعلیٰ سے اسفل کی طرف اندر اندر درخت کو کھاتا ہے۔ اور جب کھانے کھاتے جڑ کو پہنچ جاتا ہے تو درخت مردہ ہو کر خشک ہو جاتا ہے یا جڑ سے اوکھڑ کر گر جاتا ہے۔ نوجوان درختوں کو یہ عارضہ اکثر لاحق ہوتا ہے اور باغبان کی غفلت و کاہلی سے موجب ہلاکت درختوں کا ہوتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ درخت کے پتے سبز رہنے کے عوض ہمیشہ زرد رنگ رہتے ہیں۔ یہ زردی درخت کی کمزوری اور علالت کے خبر دیتی ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ نیل سیٹی نیل کے کارخانوں سے منگا کر ایسی درختوں کی جڑوں کو دیا جائے۔ تھوڑے عرصہ میں درخت کے پتے سبز ہو جائیں گے اور

درخت کی کمزوری جاتی رہیگی۔ اگر ٹیل کی سیٹھی نہ لے تو باغبان کو لازم ہے کہ کسیدہ نیل کو سفوف کر کے گڑ میں شامل کر کے اور پانی میں گھول کر دو مہینے تک ہفتہ وار درختوں کو سیراب کیا کرے۔ اندر دو مہینے کے پتے نہایت سبز ہو جائیگے اور درختوں کی مردنی بالکل ختم رہیگی۔

سرسبز درختوں کو باندے کا عارضہ اکثر لاحق ہوتا ہے۔ باندہ عبارت ہے ایک قسم کی نباتی روئیدگی سے جو درختوں کی شاخوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اصل درخت کے پتوں سے دوسری قسم کی پتی نکالتی ہے اور اصل درخت سے تغذیہ پاتی ہے اور رفتہ رفتہ اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ تمام درخت پر پھیل جاتی ہے اور درخت کو ضعیف کر ڈالتی ہے۔ لازم ہے کہ باغبان اس روئیدگی کے دفع کرنے میں فوراً کوشاں ہو اسکا علاج یہی ہے کہ آرمی سے اس روئیدگی کو کاٹ ڈالنا چاہئے۔ اگر اصل خبت کی شاخ بھی کبیدہ رکٹ جاے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر باندے کا دفع ہونا نہایت امر ضروری ہے اکثر نا تجربہ کار اس مرض کی ازالہ میں غفلت کرتے ہیں اور انکی غفلت سے آخر کار درخت خراب ہو جاتا ہے۔

کبھی درختوں کے نمونین بھی نقصان لاحق ہو جاتا ہے۔ سبب مرض کو دریافت کرنا چاہئے اور بعد ازان ازالہ سبب کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ ازالہ سبب سے ازالہ مرض ہوتا ہے۔ نمونین خلل لاحق ہونے کے بہت اسباب ہوتے ہیں مثلاً کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خود زمین میں بالیدہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔ خاصکر اوس حالت میں کہ جب زمین میں سنگریزوں کی آمیزش ہوتی ہے۔ یا درخت پر کسی قسم کا خارج سے صدمہ پہنچ جاتا ہے۔ یا سیرابی معقول اور کافی طور پر نہیں کی جاتی ہے۔ بہر حال نامیہ کی انفرایش کے لئے بلکہ ہر قسم کی تقویت کے لئے لازم ہے

کہ درخت کی جڑ میں برادہ استخوان نہایا جائے۔ اگر برادہ آہن کی آمیزش کی جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ عموماً برادہ استخوان درخون کے جن میں نہایت مفید ہے۔ مگر برادہ آہن کا شمول زیادہ تر نفع بخش ہوتا ہے۔ تقویت و تغذیہ کے علاوہ

برادہ آہن کے شمول سے پھل دیر پا۔ شیریں۔ لذیذ اور بے ریشہ ہوتا ہے۔ اور مقدارِ ثمر میں بھی انہماک ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر باغ کی زمین کو خود اعلیٰ درجہ کی ایسی صلاحیت حاصل ہے کہ کسی قسم کی خارجی تقویت کی حاجت نہیں کہتی ہے تو واقعی یہی ہے کہ تقویت یا اصلاح کی حاجت بھی نہیں ہے۔ مضمون کی کٹون اور سیرانی سے درخت بالیدہ ہو جاتے ہیں اور کسی قسم کی کھاد وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ مگر بیشتر اراضی ایسی ہوتی ہے کہ جسکو خارجی تقویت کی حاجت رہتی ہے اور درخون کی بالیدگی و استحفاظِ صحت وغیرہ کے لئے معمول ترکیبیں درکار ہوتی ہیں۔ پس بنظرِ اطلاع عام نسخہ ذیل درج کتاب نہا ہوتا ہے۔ جس سے درختانِ انہ کو اسامِ فوائد مرتب ہو سکتے ہیں۔ اور وہ نسخہ یہ ہے۔

تماکو ہینگ کھلی سرسف مٹی تیلی کے کوٹھوکی

سب کو خم میں انہ اسے اگھن میں باقی دیکر چھوڑ دین کہ نصف پوس۔ ایک سڑ جاو بعد از ان ہر درخت کی جڑ میں بقدر انداز عمر درخت ان سڑی ہوئی اجزا کے بقدر دیا جائے کسی حال میں ایک سیر سے زیادہ نہیں دینا چاہئے لاکہ بہت بہت قدیم ہو اور زیادہ تقویت و تغذیہ کی حاجت رکھتا ہو۔

بیمار اور صحیح دونوں طرح کے درخون کے واسطے یہ نسخہ نہایت نفع بخش ہے۔ انہ

سے واضح ہو کہ سابق میں لکھا جا چکا ہے کہ کاربن سے درخون کا تغذہ ہوتا ہے۔ نسخہ بالا کے استعمال سے جو تغذیہ کی صورت ہوتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ کاربن کا سامان اجزائے نسخہ مذکورہ سے ہوتا ہے۔ عین اسی خیالی

اور ضعیف کو زیادہ تر اسکی حاجت ہوتی ہے۔ اس نسخہ کے استعمال سے اقسام کرم مر جاتے ہیں۔ درخون کو عجب بالیدگی اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ اون کی قوت مشمرہ بڑھ جاتی ہے۔ اون کے ثمرین ذائقہ داری اور بے ریشگی پیدا ہوتی ہے۔ اور پھل مراد پر آنے کے وقت نہ پھٹ جاتا ہے نہ او اس میں کیرے پیدا ہوتے ہیں۔ ہر شائق کو لازم ہے کہ سال میں ایک بار ہر درخت کو اس نسخہ کے استعمال سے نفع پہونچانے کا سامان کیا کرے۔ بہت لوگ موے کا سفل دیتے ہیں۔ مگر رقم الحروف کو یہ کھا دوسند نہیں ہے۔ نسخہ بالائے کوئی نسخہ استحفاظ صحت و تغذیہ درختان کے واسطے بہتر نہیں ہے۔ اس نسخہ کے علاوہ اگر برادہ استخوان سے بھی اجانت کی جائے تو اور بھی بہتر متصور ہے۔

ایک ترکیب درخت کو مشمر کرنے کی یہ بھی ہے کہ جب معلوم ہو کہ کوئی درخت ثمر نہیں لاتا ہے یا دوسکا پھول گر جایا کرتا ہے۔ یا حسب مراد بارور نہیں ہوتا ہے تو چاہئے کہ دو تین چھینے قبل پھول دینے کے درخت کے تنے میں او اس مقام پر جہان سے موٹی موٹی شاخیں شروع ہوتی ہیں ایک یا دو میخ آہنی ٹھونک دیں۔ اگر دو میخیں ٹھونکی جاویں تو ایک ہی جگہ پر دونوں کو نہیں ٹھونکنا چاہئے۔ ایک کو وسط میں اور ایک کو او اس سے نیچے او تر کر۔ اور اگر درخت بہت کلان ہو تو ایک میخ درخت کی جڑ کھود کر سب میخیں ٹھونک دینا چاہئے۔ اور بڑے بڑے سنگ چند عدد شاخون سے مضبوط رستیوں میں باندھ کر آویزان کرنا چاہئے۔ اس نسخہ ہو گا کہ جب

خیال ناد اقصیت علم کشری کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ جند رکابین اگر طین ہے اوسے قدر ٹرے ہوئے برگ و شاخ نورستہ اشجار میں ہوتا ہے۔ یعنی گڑ کے عوصن اگر بوسیدہ برگ و شاخ نورستہ کا جزو نسخہ میں داخل کیا جائے تو یہ کھا دوی فصل

پھول لائیکا زائد ہوگا تو وقت پھول لاکر حسب مراد بادور ہوگا غرض یہ ترکیب نامرلوب معلوم ہوتی ہے
مگر تجربہ سے اس ترکیب کی صحیحی ثابت ہو چکی ہے یہ ترکیب انگریزی نہیں ہے ہندوستانی باغبان
جو فن باغبانی میں دخل رکھتے ہیں اس ترکیب سے واقف ہیں اب اس ترکیب کے قوی اصل ہونیکے
وجہ سمجھنا چاہئے

واضح ہو کہ تمام درختوں کے لئے ایک زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ اوس زمانے میں عرق شجری اعلیٰ کی طرف
مصوبہ کرتا ہے اس عروج عرق شجری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ درخت پھول لاتے ہیں اور حسب مراد پھل پڑھتا ہے
لیکن قبل از وقت اگر عرق شجری پھر اسفل کی طرف اوترنا شروع کرے تو درخت کی شاخیں پیید
نہیں باقی رہنے عرق شجری کے پوشش پر نہیں آسکتی میں اور پھول پھل نہیں لاسکتی میں جتنے درخت کہ
حسب مراد پھل نہیں لاتے میں غنیمت اگر کوئی اور سبب نہ ہو تو اونکی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ عرق شجری بعد عروج
قبل از وقت اوترنا شروع کرتا ہے اور شاخیں بے مادہ ہو کر پھول پھل لانے سے محروم ہو جاتی ہیں
پس ایسے درختوں کے شمر کر نیکے واسطے لازم ہے کہ کوئی ایسی تدبیر کھجوادے کہ بعد عروج کے قبل
از وقت عرق شجری اسفل کی طرف اوترنے نہ پاوے جب اوترنے نہ پاویگا تو شاخیں پر مادہ ہونیکے
باعث پھول پھل دیگی پس ترکیب بالا کی کاربندی سے عرق شجری بعد عروج کے فوراً اوترنے نہیں
پاسکتا ہے بدین وجہ کہ پتھروں کے وزن سے شاخیں چکی رہیں گی اور عرق شجری آخر حصہ کی طرف
شاخوں کے مائل رہیگا اس طرح میخیں مانع سیلان عرق شجری ہونگی بدین وجہ کہ تقاضا
آہن انجام دے آہن کے اثر سے عرق شجری غلیظ ہو جائیگا جس باعث سے اسفل کی طرف عرق
شجری سرعت کے ساتھ نہیں اوتر سکیگا بالتحضر ان سبب باتوں کا یہ نتیجہ ہوگا کہ شاخوں میں
بہ سبب موجود رہنے عرق شجری کے مادہ موجود رہیگا اور شاخیں پھول پھل حسب مراد لا دیگی۔

فصل مزید مہم اصل یورپ کے طریقہ تقویت و تغذیہ اشجار بیان میں

واضح ہو کہ ہم کا پیوندی درخت پانچ برس میں با مراد پھل دینے لگتا ہے اور اس طرح

پہل دینے سے درخت کو کوئی سہرج نہیں پہنچتا ہے لیکن بعض درخت درمیان تین اور پانچ سال کے پہل دینے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں مگر اس قوت کے درخت کم ہوتے ہیں کم عمر درخت سے پہل لینا درخت کو ضائع کرنا ہے بہترین طریقہ یہ ہے کہ پانچ سال تک پہل لینے میں انتظار کیا جائے اور جب تو عمر درخت پھول دے جسکو اس ملک میں ٹکڑاؤ سبخر کہتے ہیں تو لازم ہے کہ ٹکڑاؤ لگنے کے قبل اسے توڑ دیں لیکن توڑنے سے بھی کبھی ضرر متصور ہے اس واسطے کہ توڑنے کے وقت جو عرق نکلتا ہے وہ بھی کبھی درخت کو ضعیف کرتا ہے اس لئے سب سے بہتر طریقہ پھول کے روکنے کا یہ ہے کہ دو مہینے قبل پھول آنے کے درختوں میں پانی دیا جائے تاکہ جسکے سبب سے درخت کی حرارت کم ہو جائیگی اور درخت پھول نہ بگاڑے درختوں کو بھی پھول دینے کے قبل سیراب کر دینے کے باعث پھول نہیں آتا ہے اس لئے جس درخت سے کہ پہل لینا ہو اسکو پھول آنے کے زمانہ کے کچھ روز پہلے سیراب کرنا نہیں چاہئے یعنی ابتداء سے مایچ سے سیرابی بالکل موقوف کر دینا چاہئے تاکہ درخت میں حرارت موجود رہے اور درخت پھول دے سکے اکثر نا تجربہ کار ہی موقع درختوں کو سیراب کر دیتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ درخت عدم حرارت سے پھول نہیں دیتا ہے اور پہل سے محرومی نصیب ہوتی ہے۔

آم کے بارور کرنے کا یہ عمدہ ترین طریقہ ہے کہ ماہ نومبر میں درختوں کے تھالوں کو کوڑا لیں اور اون کی جڑوں کو تین چار سہفتہ تک کھلی رکھیں تب جڑوں میں خوب لکھا دھردین اور نئی مٹی سے اسے چھپا دیں پھر ماہ اپریل میں رقیق کھاد سے جڑوں کو تر رکھیں۔

آم کے درخت ہندوستان کی اکثر جگہوں میں فروسی اور مایچ میں پھول لائے ہیں مگر پنجاب میں دیر لگتی ہے جب پھول آتا ہے تو ہفتہ دو ہفتہ تک ایک خاص قسم کی خوشبو آم کے باغوں میں ہوتی ہے بنجالہ میں نصف ماہ مئی میں آم پکنے لگتا ہے مگر دلی کے

اور جون جولائی میں پکنا شروع ہوتا ہے شلہ کے اوتر کے پہاڑوں میں ستمبر تک
نہیں پکنا ہے پہاڑی آموں کی شکل ناشپاتی کی سی ہوتی ہے ان ناشپاتی نما آموں کو
دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے آموں کی اصل جابے پیدائش کوستان ہے
جہاں ناشپاتی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔

آم کی گٹھلی میں بہ مقدار کثیر گوند اور کساؤ کا جزو ہوتا ہے چمڑے اور سندھ میں
تیل کا جزو موجود رہتا ہے جسکو آم کا ٹرنٹائن (Jesperntone) تیل کہتے ہیں
اور نئے سرخ رنگ کے پتوں کے رس میں سکفوریک ایسڈ (Sakuric acid)
اور کثرت سے درہما ہے ان اجزا کو بہ کثرت پیدا کرنے کے لئے نسخہ ذیل کو
استعمال کرنا چاہئے جسکے ذریعہ سے درخت خوب بالیدہ اور حب مراد بارور ہوگا
نسخہ گھاو

سرخ چھل پیچھانا ہوا چونا شورہ کیس کہلی سرسف کہلی کو
سفوف کرنا چاہئے اور تھوڑا تھوڑا کر کے چوئے میں ملانا چاہئے پھر شورے کو میکس
اڈائی سرسرخ میں شامل کرنا چاہئے بعد ازاں اوپر سے تھوڑا پانی دیکر خوب آمیختہ کرنا چاہئے
جب یہ سوکھ جائے تب اس سرخی اور شورہ ملے ہوئے مرکب کو چوئے کے ساتھ ملانا
چاہئے جب یہ سوچکے تب ایک گھڑے سرد پانی میں کیس کو آمیختہ کرنا چاہئے بعد ازاں
اس کیس ملے ہوئے پانی کو اجڑاے بالا پر تھوڑا تھوڑا چھڑکنا چاہئے کہ سب نم ہو جائے جب
سب اجزا خوب مرکب ہو جاویں تب اس مرکب کو دو مین روز سایہ میں چھوڑ دینا چاہئے
تاکہ مزاج پکڑے جب یہ مرکب مزاج پکڑ چکے تب چھ حصہ گھوڑے کی لید یا بیٹری یا کربوئی
مینگی اور ایک حصہ اس مرکب کو دھتور کی جڑوں میں ڈالکر مٹی سے چھپا دینا چاہئے دوسرے
روز دھتور بچے اور دو بچے کے درمیان پانی دینا چاہئے اور بعد ازاں ہفتہ وار پانی دینا
درکار ہے مگر اس قدر نہیں کہ کچھ ہو کر زمین سرخا دے جب درخت پُرانا یا باغ ہو تو جقدر

وزن ترکیب بالا میں لکھا گیا ہے سب ایک درخت میں دینا چاہئے ورنہ جیسا درخت ہو اسی
 ازار سے دینا مناسب ہوگا جب درختوں میں پھول آوے تو تھوڑا تھوڑا پانی درختوں کی
 جڑوں میں دینا چاہئے کسی حالت میں تین گھنٹہ پانی سے زیادہ نہو جب پانی برسے تب پانی
 دینا بھی موقوف کر دینا چاہئے اور جب زمین پھر خشک ہو جائے تب بطور سابق کے پانی
 دینا درکار ہے درختوں کو کھاد کی ضرورت ہر سال ہوگی مگر جس قدر کہ سال اول دیا جائے
 اوسکا چھٹا یا آٹھواں حصہ ہر سال کے لئے کافی ہوگا جب درخت پھل ملائے تو سہنا چاہئے کہ اوسے
 کھاد کی حاجت ہے اور کھاد میں کمی نہیں کرنا چاہئے اس نظر سے کہ آئندہ سال سو مہینے
 درخت پھل لانے میں کمی نہ کرے بلکہ دوسرے ہی سال نقصانے سال اول کے بعد
 جس میں شکر بالا کے مطابق کھاد دی جا چکی ہے رفق کھاد بطور ذیل دینا چاہئے

نسخہ کھاد رشتیق

چونا شورہ کیسے پانی پہلے شورے کو ایک ٹانہ میں رکھیں اور اوپر سے پانی
 دین جب شورہ گھل جائے تب کیسے کو ملائیں اور آخر میں چوے کو داخل کر کے سب کو
 آمیز کر ڈالیں جب یہ مرکب تیار ہو جائے تو کھلی ہوئی جڑوں میں ڈال دین ان سب کو کھانا
 بنو یہ ہوگا کہ ہر سال درخت حسب مراد پھل لائے گا اور ہر طور کا نفع عظیم بھی حاصل ہوگا شاید
 لازم ہے کہ ان اخراجات سے نہ ڈرے جس قدر خرچ ہوگا اسی حساب سے نفع عظیم بھی حاصل
 ہوگا اکثر لوگ باغ لگاتے ہیں لیکن نہ درختوں کی حفاظت کرتے ہیں اور نہ اونکی تقویت
 اور تغذیہ کا سامان کرتے ہیں اور جب اونکے باغونکے درخت حسب مراد پھل نہیں لاتے تو
 درختوں کا شکوہ اول اپنی بد قسمتی کا لگہ کرتے ہیں کہ وہ خویش آیدیش -

جب شکرے لگ چکیں تب لازم ہے کہ درختوں کی سیرابی معقول طور سے کی جائے یعنی
 تین روز درمیان دیکر جو تھے روز درخت سیراب ہو کر میں اس سیرابی سے یہ فائدہ حاصل
 ہوا کہ شکرے مضبوط ہو گئے اور شکرے کے اثر سے محض نظر نہیں آئے اور سوا کرتے تھے سے زیادہ

نہ کریگے اس وقت کی سیرابی سے آم کی سندھی مین قوت آجاتی ہے ٹکڑے جلد بڑھتے ہیں۔
فصل دوازدهم بیان استحفاظ اشجار و طریقہ شریطی و طریقہ تخت یعنی
 جو وقت ٹکڑے کوڑی برابر کے ہونے لگیں اس وقت سے لازم ہے کہ اونکی نگاہداشت شروع
 ہو ٹکڑے لگتے ہی ٹوطوں کی آلودہ خون پر شروع ہوتی ہے یہ جانور جس طرح اوروہ و غیرہ کا بڑا
 دشمن ہے اسی طرح آم کے پھلون سے بھی اسکو ہلاوت ہے ٹکڑے کے زمانہ سے پکنے
 کے زمانہ تک یہ جانور پھلون کو ضائع کیا کرتا ہے سب سے پہلے آم کا پھل بھی جانور نقصان
 کرتا ہے اگر ایک پھل کہاتا ہے تو میں پھل کا ٹکڑا دیتا ہے جب ٹکڑے اور بڑے ہو جاتے ہیں
 تب گھری کی فوج درختوں پر حملہ کرتی ہے اور ٹوطوں کی ناراضی کی شریک ہو جاتی ہے ایسی
 گھری کے ساتھ کوٹے کی بھی یورش شروع ہوتی ہے اور جب پھل کچھ اترے ہو جاتے ہیں
 تب ہوکھا اور کوئل اور غوغالی بھی مال غنیمت سمجھ کر پہلو کو کھانا شروع کرتے ہیں جب آم
 پختگی پر آتا ہے تب شغال کا لشکر بھی آپہنچتا ہے لیکن چونکہ یہ جانور درخت پر چڑھ نہیں سکتا اسلئے
 صرف اون پختہ آموں کو کھاتا ہے جو ٹکڑے مین پر گر جاتے ہیں یا یہ کہینچے کی شاخوں مین پکے ہوئے
 لگے رہتے ہیں اس وقت مین ایک اور جانور حوالی بھی آپہنچتا ہے کہ جسکو اس دیار واک
 مویش بلاؤ کہتے ہیں یہ جانور بلی کے قدر کا ہوتا ہے اور دم اسکی بہت لمبی ہوتی ہے یہ
 جانور گوشت خوار ہے اور جب اسکو موقع ملتا ہے تو بھڑ اور مرغ کو کثرت سے ضائع
 کرتا ہے چونکہ یہ جانور درخت پر بھی چڑھ سکتا ہے اس سبب سے باعث بارشغال کے
 زیادہ ضرر رسان ہوتا ہے جس درخت پر چڑھ جاتا ہے اوسکے پھل بہت کاٹ کاٹ کر
 گرا دیتا ہے اور جس قدر پختہ انار پانا ہے کھانا ہے باوانت مار کر خراب کر دیتا ہے شب کے
 ضرر رسان جانور و غنیمت زیادہ تر قابل لحاظ ایک قسم کا بڑا شہیو ہے جسے اس ملک مین
 بادری کہتے ہیں اس جانور کی یہ عادت ہے کہ ایک درخت سے اتر کر دوسرے درخت پر
 جاتا ہے اور جس قدر چاہتا ہے اوس قدر پھل کاٹ کر گرا دیتا ہے اور باغ کا باغ غارت

کر ڈالتا ہے جن اطراف میں یہ جانور رہتا ہے وہاں پہلون کا حسب مراد نصیب ہونا شروع
 ہو جاتا ہے یہ شبہ کہ کلان ذکوہ درختوں سے آویزاں رہتا ہے اور شام ہوتے
 ناز و زعفران کی طرح اڑتا ہے اور باغوں میں آہو پختا ہے جس درخت پر یہ رہتا ہے
 وہاں اسکی جماعت ایسی ہماری ہوتی ہے کہ وہ درخت اسکی کثرت سے گویا چھپا ہوا معلوم
 ہوتا ہے شام کے وقت جماعت کی جماعت چرائی کے لئے پڑاں ہوتی ہے اور باغوں پر
 آفت لاتی ہے علاوہ ان ضرر رساں جانوروں کے چند اقسام کے کبڑے بھی ہیں جو
 پہلو نکونیش مار کر خراب کر ڈالتے ہیں ان کبڑوں میں سے بڑا اور سویرا سیاہ ہیں جو پہلو کو
 ضائع کرتے ہیں ان آفات سے پہلو کو بچانے کے لئے لازم ہے کہ ٹکورا لگتے بقدر ضرورت
 آدمی از قسم باغبان وغیرہ نگہداشت کے لئے تعین کئے جائیں جو بندوق اور غلیل اور
 تاشہ وغیرہ کے ذریعہ سے موذی جانوروں کو پہلکاتے رہیں جہاں تک ممکن ہو درختوں پر
 جال ڈالے جائیں اور ہر درخت سے تاڑ کے خشک پتے لٹکائے جائیں اور اوس میں
 رستیان باندھے جائیں جنکے کپڑے کھڑے سے دھوئیں اور طیور جو آم کو خراب کرتے ہیں
 مفرد ہو جائیں اکثر بندوق سے کوئے مار کر درختوں سے لٹکائے جائیں کہ عموماً اقسام
 طیور کو عبرت ہو جائے یا شغال بھانے کے پیچھے اور ڈھیر لگائے جائیں جس سے شکاری
 یورش کم ہو کبڑوں سے پہلو کو بچانے کے لئے جس قدر ممکن ہو پہلون پڑاں کی تہلیاں
 چڑھانی جائے اگر پڑاں کی تہلیاں ممکن نہ ہوں تو تہتیوں کو چاروں طرف لپیٹنا چاہئے
 محافظین کو لازم ہے کہ شب بیداری کریں اور جس قدر ممکن ہو اوس قدر لائٹیں
 باغ میں روشن رکھیں کہ جسکے ذریعہ سے رات کے جانوروں کو دہشت پیدا ہوگی اور
 محافظین کو نگہبانی میں آسانی ہوگی اور جو پہل کہ شب کو گرینے فوراً چٹے جا سکیں گے
 اور شغال کے منہ میں پڑنے سے بچیں گے۔
 واضح ہو کہ امور بالا کی تعمیل غیر فصل آسون کی نگہداشت میں ضروری متصور ہے اگر ان

اسور کی پابندی نہ ہوگی تو اگست یعنی بہادون کے عینے کے آسون کا دستیاب ہونا
 دشوار ہو جائیگا ظاہر ہے کہ بہادون کے عینے میں بعض ہی باغون ہیں آم رہتے ہیں اس
 وجہ سے جس باغین آم رہتے ہیں وہیں تمام اطراف کے جانور رجوع ہو جاتے ہیں
 ایسی صورت میں زیادہ تر لگا ہداشت کی حاجت ہوتی ہے اسی پر آسن اور کاکٹ کے
 آمون کو بھی تصور کرنا چاہئے۔

درختوں سے اٹار قبل از وقت نہیں توڑے جاوین یعنی جو آم جس زمانہ میں مراد پر
 آتا ہے اس زمانہ میں اسکو توڑنا چاہئے قبل از وقت توڑنے سے نہ صرف پھل برباد
 اوترتا ہے بلکہ اوسکا درخت بھی کمزور ہو جاتا ہے نا تجربہ کار اکثر ایسا کرتے ہیں کہ ہتھیا
 آمون کو جیٹھ یا اسٹڑہ کے آمون کے ساتھ توڑ لیتے ہیں پھر اوسکی بد مزگی کی
 شکایت کرتے ہیں چنانچہ راقم الحروف نے ایک صاحب باغلو تک وقت مختلف
 اقسام کے پہلوں کو نصف جون میں توڑ لیتے دیکھا ہے اس ناپسندیدہ کارروائی
 نتیجہ یہ ہوا تھا کہ فجری اور راتھی اور میر جعفر شاہ وغیرہ کے پہلوں کو لوگ عرصہ تک پالیں
 رکھا کئے اور جب نہ پک سکے تب انکو بیل کی طرح دھوان دیکر پکانا چاہا اسپر بھی جب
 نہ پکے تو آمون کا قصور سمجھ کر آپس میں یہ کہنے لگے کہ سوائے میٹھی اور میٹھا کو
 جسقدر آم کے درخت اوس باغین میں سب پھل اور کاٹ ڈالنے کے قابل ہیں۔
 لیکن اگر یہی آم اپنے وقت تک درختوں میں رہتے تو مراد پر پہونچکر اپنا پورا لطف
 دکھلاتے مختصر یہ ہے کہ قبل از وقت آمون کا توڑنا ایک اعلا درجہ کی حماقت ہے۔
 میں مالکان باغ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر اپنے باغ کے پہلوں کو کسی خریدار
 ہاتھ فروخت کریں تو اوس سے یہ بھی معاہدہ کر لیں کہ کوئی پھل قبل از وقت نہ توڑا جاوے۔
 واضح ہو کہ پال پر آم کو رکھنے سے رطوبت کے خشک ہو جانے کے باعث آم کی قدر
 شیریں اور دیہ پا بھی ہو جاتا ہے۔

پال دینے کا یہ طریقہ ہے کہ جب آم درخت میں پکنے پر آتا ہے تو اس وقت اس کو اس طور سے توڑتے ہیں کہ زمین پر گر کر صد نہ نہ اوٹھائے جب توڑ کر گھر لے آتے ہیں تب سب پہلو کو آب سرد سے دھو کر چائے محفوظ میں پیال کے درمیان انتظام سے رکھ دیتے ہیں دو چار روز میں پختہ ہو جاتا ہے اس ترکیب سے وہ آم جو جلد تر کر کے لطف ہو جاتا ہے اوسمیں بھی دیر پائی آجاتی ہے مثلاً میٹھی آم جو فوراً مزے سے اوتر جاتا ہے پال میں رکھ کر دیر پا ہو جاتا ہے یہ آم کو بالو میں پال دینا چاہئے اس ترکیب سے بہت روزوں تک ٹھہر سکتا ہے اور خراب نہیں ہوتا ہے بلکہ بہتر آما کو خزانہ کے طور پر بالو میں رکھنا چاہئے اور جب خرچ کرنا مقصود ہو تو اس بالو سے نکال کر خرچ کریں پال ایسی جگہ آمو کو نہیں دینا چاہئے کہ جہاں رطوبت ہو زمین یا فرش پر پڑے رہنے سے آم کی شیرینیت جاتی رہتی ہے اور فوراً آم سڑنے لگتا ہے۔

فصل سیزدہم در بیان آداب خوردن انہ

آم جیسا نفیس میوہ ہے اوسکی نقاست بطرز نفیس ذائقہ کئے جانے سے ترقی کر جاتی ہے یوں تو بد تمیزی ہر حال میں معیوب امر ہے مگر بد تمیزی کے ساتھ آم کھانا اچھے فعل ہو جاتا ہے اہل فرنگ معاملات دسترخوان میں نہایت خوش تمیزی میں اس میوہ کو بھی نہایت سلیقہ کے ساتھ استعمال کرتے ہیں عمدہ عمدہ چربان عمدہ عمدہ کائے عمدہ عمدہ چھہ عمدہ ظروف چینی و تقرنی اس میوہ کے لطف خاص کو افزون کر دیتے ہیں تمام ہندوستان میں اور باب مرشد آباد سے بہتر اس معاملہ میں زیادہ تر سلیقہ مند کوئی لوگ نظر نہ آئے اُن کے دعوتیں ایسی ہوتی ہیں کہ شاید وہ بایہ اقسام ماکولات کے ساتھ اقسام طرح کے آمو کو جویز کر کے ذائقہ کرنا اون کی حالی مذاقی سے خبر دیتا ہے اول تو اون کے ملازم اور گھو اس طور پر جلد جلد چیلے میں کہ یہ معلوم ہوتا ہے گویا کسی کل پر آم چیلے

جابر ہے مین ہر طرف سے برابر پھیلنے لگا ایسی خوبصورت اونکی شکل ہو جاتی ہے کہ گویا خدا سے
سر دانہ چھلکھ کر اترتا ہے کہ کہیں فراز و نشیب کا اثر چلے ہو سے آم کی سطح پر پایا نہیں جاتا ہے
اور پھر قاش بھی اس انداز سے تراشتے ہیں کہ اگر چاہیں تو ایک آم سے دس حاضرین
دس تیرن کو برابر ذائقہ کرادیں اس قدر نفاست سے چھلنا اور نفاست سے حاضرین ترخوٹا
آگے پیش کرنا اور نفاست سے ذائقہ کرانا کسی دوسرے ملک کے خدام نہیں جانتے ۔
سچ یہ ہے کہ ارباب لکھنؤ بھی جو عموماً بہت خوش سلیقہ مین آم خوری کے آداب
ارباب مرشد آباد کے برابر نہیں معلوم ہوتے مین بہر حال خوش سلیقہ لوگ کم و بیش
خوش سلیقگی کے ساتھ ہر شہر و دیار مین اسر میوہ کو استعمال کر سکتے مین مگر خوش
سلیقگی سے معذور مین آم کھاتے وقت اپنے کپڑوں کو اوس کے عرق مین رنگتے مین
اور اونکی ہتھون سے اوسکے عرق کی بہٹی چوتی جاتی ہے کہ شو کا وہ ہجوم کہ لکھنؤ
چونکہ آم خود عمدہ میوہ ہے اس سبب سے ایسی بد سلیقگی کا اثر کھانے وانے کے مزاج
ہوتا ورنہ ایسی بد سلیقگی کا تقاضا استفراغ مقصود ہے

واضح ہو کہ آم باعث بار مغز و شیرہ بے ریشگی کے مختلف اقسام کا ہوتا ہے بعض کا مغز نہایت بستہ ہوتا ہے جیسے فوجی بعض بہت خشک ہوتا ہے جیسے سوختہ اور بعض نہایت رقیق ہوتا ہے جیسے شربتی بعض کی بے ریشگی بہت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے جیسے فوجی اور الفاظ و بعض کی بے ریشگی کم درجہ کی ہوتی ہے جیسے والدہ اور مستہوا۔

پس جانتا چاہئے کہ چھری اور چمچ سے دسی آم کھانے کے قابل ہوتا ہے جس کا مغز خوب
بستہ اور نہایت بے ریشہ ہوتا ہے جس آم میں شیرہ زیادہ ہو اور سکو چھری چمچ سے
کھانا نہیں چاہئے اگر شیرہ نہایت رقیق ہے تو آم کا سیکچٹ کر ایک بار منہ سے لگا لینا
خوب ہوتا ہے مگر بعض آم جن میں شیرہ اور مغز دونوں زیادہ سے مثلاً کالا بہار
تو اسے ہاتھوں سے کھانا مضائقہ نہیں رکھتا مگر اس آم کو کہ تانتہ اور زلیخہ

لڑنا چاہئے کسواسطے کہ دیر کرنے سے کالا پہاڑ کا میٹھ شیرہ ہو کر جلد بن جاتا ہے۔
 آم کا نیا وقت اہل ہند کے نزدیک طعام روز و طعام شب کے بعد مناسب سمجھا
 اکثر اہل ہند اس قاعدہ کے پابند ہیں۔ ہمارے آم کھانا مضر جانتے ہیں مگر اترالم کو
 ڈاکٹر جکسن سول سرجن کہتے تھے کہ ہمارے آم کا کھانا مفید ہوتا ہے چونکہ یہ میوہ سرخ لہضم
 اور نافع ہے۔ میری دانست میں قبل از طعام بھی و بعد از طعام اس میوہ کا استعمال
 خالی از نفع نہیں ہے۔

آم کا مزاج گرم و تر ہے خون صالح پیدا کرتا ہے جید الکیموس ہے ارباب گردہ و بواسیر کو
 نہایت نافع ہے امربامین بہت قوی ہے اور اگر سچ بچپے تو صبح المزاج کے واسطے
 بہترین غذائی قوت رکھتا ہے دل و دماغ و دیگر تمام اعضا سے ریسہ کو اس سے
 قوت پہنچتی ہے اور سرخ لہضم ایسا ہوتا ہے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتا جس کثرت سے
 یہ میوہ کھایا جاسکے آہے اگر کوئی دوسرا میوہ کھایا جائے تو بدہضمی کا ہونا امر یقینی ہے
 یہ میوہ نہ صرف خود جلد ہضم ہو جاتا ہے بلکہ اور غذا کو بھی اپنے ساتھ ہضم کر ڈالتا ہے
 واقعی یہ ہے کہ اس میوہ کی صفات شمار سے بیرون میں کسی میوہ کو اسکی برابری
 نصیب نہیں ہے۔

چونکہ اس میوہ میں کینقدر حرارت ہے لازم ہے کہ فوراً درخت سے توڑ کر ذائقہ
 نہ کیا جائے بلکہ اسے پانی میں کچھ دیر تک چھوڑ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے خاص کر
 اوس زمانہ کے آم کو پانی میں چھوڑ دینا ضروری ہے کہ جب تک بارش نہیں پڑی ہے
 ہندیا آموں کو کھانے کے وقت دھو دینا کافی ہوتا ہے اس میوہ کا مصلح پانی
 اور برف کا پانی ہے اور اوپر سے شیر کا استعمال اسکا مصلح ہوتا ہے مگر آم
 براؤں کے اوپر برف کا پانی تھا جب سلسل البول اور صاحب ذیابیطس کو مضر

فصل لت والے آم کی تربیت پرورش کے بیان میں

واضح ہو کہ آم کی ایک قسم ہوتی ہے جسے لت والا آم کہتے ہیں اس قسم کے آم کی شاخیں دیگر اقسام انہ کی شاخوں کے برخلاف پتلی اور لابی ہوتی ہیں اور ایسی صلاحیت رکھتی ہیں کہ لت والی نباتات کی مانند دیواروں پر چڑھ سکتی ہیں لیکن اس ملک میں دیواروں پر لت والے آم کی شاخوں کو یا ناداقیت کے باعث نہیں چڑھاتے ہیں یا چڑھائی میں غفلت و اہمال کرتے ہیں ایسا نہیں ہے کہ لت والے آم کا وجود مفعول ہے لیکن ان کی تربیت و پرورش اچھی طور پر نہیں کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کی تنخوا لطف ظاہر نہیں ہوتا ہے جس باغ میں یہ لت والا آم دیکھا جاتا ہے اس کا طو جی دیکھا جاتا ہے کہ یا وہ معمولی آم کی طرح زمین پر پڑا رہتا ہے اور شاخیں اس کی زمین پر گر کر خراب ہو کر تھیں یا کبھی اس کی شاخوں کے نیچے لکڑی وغیرہ دیکر اسے ایستادہ رکھتے ہیں یہ دونوں طور محل میں ان صورتوں سے لت کا کوئی لطف نہیں ظاہر ہوتا ہے بلکہ ان و اہیات طریقوں سے لت والے آم کی قوت نامیہ میں نقصان پیدا ہوتا ہے اور ان کی لتیں حسب مراد پیلنے سے قاصر ہوتی ہیں اگر اہل یورپ کی تربیت و پرورش کا طور اختیار کیا جاوے تو لت والے آم میں کچھ ندرت دکھلا سکتے ہیں۔

جو حضرات اہل یورپ کے طریقہ باغبانی سے واقف ہیں ان سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اہل یورپ درخت ہائے ناشپاتی و شفتالو وغیرہ کو یا ایستادہ شکل پر تیار کرتے ہیں یا ان کو لت والے درختوں کی طرح دیوار یا چٹان پر چڑھاتے ہیں پہلی شکل کو بزبان انگریزی

۱۔ فرسٹ انہ میں ذکر لت والے آم کا آیا ہے لت والے آم بھی چار قسم کے ہیں مگر بہترین وہی قسم ہے جو مندرجہ

اسٹینڈرڈ (Standard) اور شکل ثانی کو ایسپلیر (Espalier) کہتے ہیں شکل ثانی کے فوائد بہت ہیں اول تو کم جگہ میں درخت تیار ہو سکتے ہیں دوم یہ کہ خوش نما بہت معلوم ہوتے ہیں سوم یہ کہ ٹرسب مراد دیتے ہیں۔
اگر ایسپلیر کے قواعد کی پابندی کے ساتھ لٹ والے آم کی پرورش اور تربیت ہو تو اونکی لطافت ترقی کر سکتی ہے ترکیب بل قابل لحاظ ہے۔

جب قصد یہ ہو کہ لٹ والے آم بطرز ایسپلیر پر درودہ ہوں تو اون کی لتیں یا دیوار پر چڑھا جا سکتی ہیں یا ٹریلس (Trellis) پر ٹریلس عبارت ہے آسنی یا سہمی جھگے سے۔ دونوں کا قاعدہ واحد ہے یعنی دونوں پر لٹ والے آم ایک ہی طور سے چڑھ سکتی ہیں اگر دیوار پر چڑھانا منظور ہو تو چاہئے کہ دیوار پختہ کر قریب ایسی طرف جہاں آفتاب کی روشنی پہنچ سکے لٹ دار آم کا درخت نصب کیا جاوے جب شاخیں اوس سے نکلیں ہر شاخ دیوار پر آسنی کھڑیوں کے ذریعہ سے چڑھائی جاوے جو ان شاخیں بڑھتی جائیں کھوٹیاں موقع موقع سے دیوار میں گاڑی جائیں اور شاخیں اون پر چڑھائی جائیں اسطورہ دیوار پر تمام شاخیں چڑھ جاوے گی اور جب درخت ٹھیک کام شمار دیوار سے آویزان معلوم ہونگے اور عجب قدرت معلوم ہوگی ٹریلس پر بھی چڑھانے کا بھی قاعدہ ہے لیکن باغبان کو یہ بات ملحوظ رکھنا چاہئے کہ جو بیوقوف شاخ ہوں وہ موقع سے تراشی جائیں اور جو امور تربیت و پرورش درختان انہ کے لئے درکار ہیں اونکی تعمیل میں غفلت واقع ہو

atahaite apple

ولائیٹی امرا

ریوزنڈ فرمنجی (Red Firminger) کہتے ہیں کہ اس درخت کا وطن اوٹاہائیٹ (atahaite) اور جزیرہ ہائے فرنڈلی (Friendly Island)

پہلے جزیرہ بحر ابل جنوبی میں واقع ہے اور فرانس کے متعلق یہ اس جزیرہ کی زمین بہت زرخیز ہے پڑھوٹ اور جیل

یہ درخت کوتاہ قامت لیکن خوبصورت اور سایہ دار ہوتا ہے ماہ مارچ میں اس میں پھول آتے ہیں پھول کی رنگت زرد ہوتی ہے اسکے پھولوں کے مراد پر آنے کا زمانہ ماہ ستمبر سے اسکے پھل کے اندر ایک تخم مقدار میں مرغ کے کھلے برابر اور ترکیب میں ریشہ دار اور متخلخل پایا جاتا ہے پھل کا رنگ طلائی ہوتا ہے مگر بالائے جلد تانبے کے رنگ کے داغ بھی کثرت موجود رہتے ہیں پھولوں کی صورت خوش نما ہوتی ہے پختہ پھولوں سے خوش آئند بو خارج ہوتی ہے پختہ ہونے پر بھی پھولوں کی ترشی نہیں جاتی ذائقہ میں دلائی امڑوں کا پھل بد ذائقہ آمون سے مشابہت رکھتا ہے مگر بعض سیاحین یورپ مثلاً ڈان (Dan) لکھتے ہیں کہ اپنے وطن میں یہ درخت خوش ذائقہ انار پر اگرتا ہے سلطان اوتا ہیٹ و جزیرہ مائے فرنگی اسکے پھولوں کو برعزت تمام ذائقہ کرتے ہیں ان ملکوں میں اسکے انار انسان کی طرح بویا ہوتی ہیں وہ ان کے لوگ اس میوے کو مشکینہ عطرش عانی ہیں اور بہ نظر علاج بیماروں کو کھلاتے ہیں۔

راقم الحروف نے امرٹے کی ایک قسم دیکھی ہے جسے اہل بنگالہ دلائی امڑا کہتے ہیں۔ اس درخت کا پھل بھی قریب قریب درخت سابق الامڑوں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے مگر ترش ہونے کی عوض اس میں کسیدہ ریشہ نی پائی جاتی ہے ہر جذبہ درخت بھی دلائی امڑا کے نام سے ملک بنگالہ میں معروف ہے مگر پھولوں کے ذائقہ کے اعتبار سے وضوح کے بیانات کا مصداق نہیں معلوم ہوتا ہے بلکہ اس امرٹے کی حالات ڈان (Dhan) کی بیانات کے ساتھ تطابق رکھتے ہیں۔

بقول فرنگی صاحب دلائی امڑے اور آم کی نص مانہ واحد ہے آم سے دلائی امڑے

اور کیلہ وغیرہ کے درخت کثرتاً سمیں بارور ہوتے ہیں اور بانس اور جوت جس سے کپڑا بناتے ہیں خوب پیدا ہوتے ہیں۔

سے یہ جزیرہ بھی بحر کابل جنوبی میں واقع ہے

کسی قدر مناسب ہے۔ ولایتی امڑے کا درخت پیوند کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے پیوند کے واسطے سچو (Stack) دیسی امڑے کے تخم سے پیدا کرتے ہیں پیوند کا وہی طریقہ ہے جو آم وغیرہ کے پیوند کے واسطے درکار ہے تمام اقسام کے امڑے آم ہی کے ساتھ پہول لاتی ہیں اور ان کے پہولوں کو آم کے پہولوں کے ساتھ مشابہت حاصل رہتی ہے لیکن کچھ روز پہول لانیکے قبل آم کے برخلاف ولایتی امڑے کا تمام درخت پتیاں خزان کر جاتا ہے جب پہول لا چکتا ہے تب خوش نما پتیاں نکالتا ہے اس حالت میں اس کا درخت قابل دید ہوتا ہے۔

Hog - Plum

دیسی امڑا

اس کا درخت ولایتی امڑے کے درخت کی طرح خوش نما نہیں ہوتا ہے۔ بہرہ ہندوستان کا ایک جنگلی درخت ہے گو باغوں میں اکثر دیکھا جاتا ہے اس کی پتی اخروٹ کی پتی کے ساتھ مشابہت رکھتی ہیں۔

ابام سراب میں دیسی امڑے کے پتے خزان کر جاتے ہیں اور دو تین مہینے تک یہ درخت بالکل برس نہ رہتا ہے اس کا پہل جو ولایتی امڑے کے پہل سے بڑا ہوتا ہے ماہ اکتوبر میں مراد پر آتا ہے پہل کی رنگت زرد آمیز سیاہ ہوتی ہے دیسی امڑے کا پہل ولایتی امڑے کی طرح بویا نہیں ہوتا۔ اہل ہند دیسی امڑے کے پہولوں سے آچار بناتے ہیں۔ اس درخت کو بھی آم سے کسی قدر مناسب حاصل ہے عموماً دیسی کا درخت تخم سے تیار کیا جاتا ہے۔

Bilighia Sapind

الکی

الکی کے مغربی حصوں میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کا

اصل وطن بھی یہی افریقہ مغربی ہے مگر ہندوستان میں بھی پروردہ کرنے سے یہ درخت تیار ہو سکتا ہے چنانچہ سرکاری بوٹانیکل باغ کلکتہ (Calcutta Botanical Gardens) میں اکی کے دو عظیم الشان درخت اس وقت میں موجود ہیں اور اس طرح ہندوستان کے اور بھی بعض مقاموں میں جب مراد بالیدہ دیکھے جاتے ہیں اکی کا درخت نہایت قد آور اور اسکا پہل مقدار میں چوٹے ٹیمون کے برابر ہوتا ہے پختہ ہونے پر ٹرکی رنگت نہایت خوش رنگ سرخ ہو جاتی ہے اہل افریقہ اس پہل کو کثرت سے کھاتے ہیں مگر ہندوستان میں تاواقیت کے باعث اس میوے کو کوئی ذائقہ نہیں کرتا حالانکہ یہ میوہ مزے میں چاشنی دار اور خوشگوار ہوتا ہے اور خوبانی کے ساتھ کیتھر مناسب رکھتا ہے اہل ہند کی عدم واقفیت کے باعث ابھی تک اس میوے کے درخت نے اشاعت نہیں پائی ہے ورنہ اس درخت کو ہندوستان میں بالیدہ اور بار در ہونکی صلاحیت حاصل ہے چنانچہ جہان جہان: درخت موجود ہے دمان ماہ جون میں پھول لاتا ہے اور اکتوبر میں اسکے پہل مار بیگوتے ہیں۔

جس درخت کے اعتد کی نسبت محققان یورپ مختلف البیان میں فرم فرما رہے ہیں کہ جسے مانجی ہے اس کی کے درختوں کو مدراس کے سرکاری باغوں میں پہلے ہوئے دیکھے ہیں ہر درخت کا قد تخمیناً دس فٹ بلند ہوگا اور اس زمانہ میں ان درختوں میں سرخ رنگ کے پہل کثرت سے لگے ہوئے تھے پہلوں کی سرخی اور پتوں کی سبزی سب لطف دیکھا رہے تھے ہر چند دمان اکی کے چند درخت موجود تھے اور سب کو سب بارور ہو رہے تھے مگر عند تحقیق معلوم ہوا کہ کوئی شخص اونکے پہلوں کو کھانے کے صرف میں نہیں لاتا ہے۔

حضرات شایقان باغبانی کو اس درخت کی پرورش کی طرف متوجہ فرمانا نہایت مستحسن ہے یہ درخت شمر ہونکے علاوہ خوشنمائی اور خوبصورتی کے باعث زینت باغ بھی تھوڑے

اکلی کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار کیا جاسکتا ہے مگر تیار چوٹے درخت لکھتہ کی ترسری سے
مالکون کے ذریعہ سے آسانی کے ساتھ دستیاب ہو سکتے ہیں۔

Lichee

لیچی

اس درخت کا وطن ملک چین ہے مگر چین کے تمام صوبوں میں یہ درخت دیکھا نہیں
جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ چین کا صرف ایک صوبہ ہے جہاں لیچیاں پیدا ہوتی ہیں مگر
اب ہندوستان کے اکثر مقاموں میں خاص کر اضلاع بنگالہ و بہار وغیرہ میں کثیر الوجود
ہو رہے ہیں اور آئندہ یہ امید کی جاتی ہے کہ ان مقاموں میں بھی جہاں ابھی تک نہ تو
سکنتا سے اس درخت نے رواج پرورش نہیں پایا ہے رفتہ رفتہ لیچی کے بانگات
تیار ہو جائیں گے لیچی کی بالیدگی کے واسطے نرم اور مرطوب زمین درکار ہے شدت
سرمایا کا بھی تحمل اس درخت کو نہیں ہے اس باعث سے لیچیوں کی کاشت زیادہ تر
کامیابی کے ساتھ قصبہ بنگالہ میں ہوتی ہے جہاں نہ سرمایے سخت ہوتا ہے نہ زمین
گرت ہوتی ہے۔

لیچی کا درخت کہنہ ہو کر آم کے درخت کی قریب قریب قید اور ہو جاتا ہے اسکے پتوں کی
شکل انسانی صورت سبز رنگ خوش آئند ہوتی ہے یہ درخت سایہ دار ہونیکے
علاوہ خوش قطع ہونے کے باعث زینت باغ مقصود ہے۔ حالت غیر شماری میں

ترسری (Nurseery) لفظ انگریزی ہے اور اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں بچے درخت
تیار کئے جاتے ہیں اس طرح کے کارخانے لکھتہ لکھنؤ سمیت رپور لاہور وغیرہ میں موجود ہیں ان
کارخانوں کے ذریعہ سے اچھے اچھے درخت آسانی کے ساتھ دستیاب ہو سکتے ہیں اور
باغوں کے تیار کرنے میں بڑی اعانت ہوتی ہے۔

طرح کا جو بن رہتا ہے لیکن جبوقت اسکی شاخوں نے اسکے سرخ رنگ کے
 پرن رہتے ہیں تب اس درخت کا جمال بہت ترقی کر جاتا ہے لیچی کا درخت کثیر الاشکال
 ہوتا ہے جب حسب مراد آتا ہے تب اپنے پہلون سے قریب قریب چھپ جاتا ہے اسکے
 پہل کا رنگ پختہ ہونے ہی سرخ سبزی ہوتا ہے سبز پتوں میں سرخ رنگ کے پہلون کی
 کثرت نہایت دل فریب اور قابل دید ہوتی ہے پختہ ہونے پر لیچی کا پہل عموماً سرخ ہو جاتا ہے
 مگر لیچی کی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے کہ پختہ ہونے پر بھی سبز رہتی ہے لیکن یہ قسم قلیل الوجود
 لیچی کا پہل مختلف المقدار ہوتا ہے جو پہل سب سے بڑا ہوتا ہے مرغ کے چوڑے اڑنے کے
 برابر ہوتا ہے پہل کی بزرگی درخت کی عذگی سے خبر دیتی ہے اکثر بڑے پہل شیریں بھی
 ہوتے ہیں۔ چھوٹے پہلون کے جو درخت کی بد حالی سے خبر دیتے ہیں اور بیشتر
 ترش ہیں۔ تخلیک بھی مختلف طور کی ہوتی ہیں کوئی لیچی کا درخت بیضاوی
 شکل اٹھا رہتا ہے اور کوئی مدور و کوئی مخروطی لیکن بیشتر درخت بیضاوی شکل پہل لاتی ہیں۔
 ذائقہ کے اعتبار سے لیچی کی نسبت یہ بخوبی کہا جاسکتا ہے کہ دنیا کے عمدہ ترین میوؤں سے
 لیچی بھی ہے اسکی شیرینی قدرے چاشنی کے ساتھ ایسی خوش آئند ہوتی ہے کہ انسان
 وقت کہانے کے کچھ لکچرہ دو چار دانہ اعتدال سے زیادہ کھا ہی جاتا ہے مگر یہ میوہ
 خوش ذائقہ ہونے کے سواے اور کوئی وجہ فخر نہیں رکھتا ہے۔ بطی المضم اس قدر ہوتا ہے
 کہ سولف کی دانست میں دس پانچ پہل سے زیادہ اسکا استعمال جائز نہیں ہے اس
 میوہ کے استعمال سے اکثر اشخاص کو نفخ ہوتا ہے اور کبھی بد ہضمی بھی ہو جاتی ہے اسلئے
 لیچی کو بہت اعتدال سے کھانا چاہئے آم کی سرلیح المضمی کے ساتھ لیچی کو کوئی نسبت
 نہیں ہے جس زمانہ میں یہ میوہ پختہ ہوتا ہے اوس زمانہ میں اکل و شرب کا لحاظ انسان کو
 ضروری ہے بہر حال غذائیت کے اعتبار سے یہ میوہ جو کچھ ہو کوئی شک نہیں کہ اسکی
 خوشگوار شیرینی مطبوع چاشنی اور خوش آئند و باقی نہایت دلربا و دلکش ہوتی ہے

ہمیں وہون سے کوئی شخص لیچی کی غذائی نقصانات کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے
لیچی کا درخت وسط ماہ فروری میں پھول لانا ہے اور اسکے پھولوں کا رنگ زر
ابتدائی پھولوں کی رنگت سبز ہوتی ہے اور چون جیون زمانہ اوپر گزرتا ہے سر
حتی کہ آخر ماہ اپریل یا ابتدا سے تین پختہ اور شوخ سرخ رنگ ہو کر قابل دید اور
فرنیچر صاحب (Ferd Firminger) لکھتے ہیں کہ اطراف کلکتہ

اقسام کی لیچیاں پیدا ہوتی ہیں صوبہ بہار میں مظفر پور بھی عمدہ لیچی پیدا کرتے
حال یہ ہے کہ جہاں زمین مرطوب ہوتی ہے اور زمین میں آٹک کا شہہ
ہر طبعی شاداب اور شہیدین ہوتی ہیں صوبہ بہار میں گنگا کے جنوبی سمت
صوبہ پیدا نہیں ہوتا ہے اس نامرادی کی وجہ یہی ہے کہ صوبہ کا جنوبی حصہ
برابر مرطوب نہیں ہے چنانچہ خاص ٹپنہ اور ٹپنہ کے مفصل میں عمدہ لیچیاں پیدا
لیکن ٹپنہ میں جو باغات کہ گنگا کے دیاروں پر واقع ہیں مظفر پور کی مانند لیچیاں پیدا
اسکے عمدگی پیداوار کا سبب یہی ہے کہ گنگا کے دبارہ کی زمین مظفر پور کی زمین کے برابر
نرم اور مرطوب پائی جاتی ہے۔

لیچی کا درخت یا تخم سے یا انشا کی ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے تختی درخت چندان قابل توجہ
نہیں ہوتا ہے تخم سے لیچی کے درخت کے تیار کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ تخم کو مغز سے علی ہر گز
فوراً جاسے مناسب میں نصب کر دیتے ہیں اور انشا کی تدبیر وہی ہے جو موکلہ میں بحث ہو چکی ہے
لیچی کی قسمیں چند ہیں بعض انہیں سے درج ذیل ہوتی ہیں۔

(۱) امرسن

(۲) بمبئی

(۳) سلطانی

(۴) بالکن

(۵) گولا

(۶) مین

(۷) چکٹی

(۸) اطمین

(۹) بیدانہ

(۱۰) سبز دانہ

(۱۱) سیاہ دانہ

واضح ہو کہ امور کلیہ کے بیان میں پہلوں کے بیدانہ بنانی کا ذکر آچکا ہے مگر وہ ان بیدانہ بنانے کی ترکیب نہیں لکھی گئی اس جگہ پر عرض کر دی جاتی ہے اور آئندہ جن دختوں کو بیدانہ ہو جائیگی صلاحیت دیکھی جائیگی اور ان کا حوالہ اسی مقام پر کر دیا جائیگا تاکہ اس ترکیب عام پابندی کے ذریعہ سے بیدانہ اشجار تیار ہو سکیں۔

ارباب واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ بعض اشجار ایسے ہیں کہ جن کو بیدانہ ہو جائیگی ^{جیت} حاصل ہے منجملہ ایسے اشجار کے لچھی بھی ہے اور جو طور لچھی کے بیدانہ بنانے کا ہے وہی ^{اور} اشجار کے بھی بیدانہ بنانے کے لئے کافی ہے ترکیب ذیل قابل توجہ ہے۔

جس پہل کو بیدانہ بنانا ہو اس کے درخت کی ایک پختہ شاخ کو ایک ما ^{میں} طول میں وسطاً تیز جا کو کے ذریعہ سے شق کر ڈالنا چاہئے اور ^{دو} شاخوں کو

جو کچھ مغز دار ^{ہو} وہ دور ہو سکے وہ کنڈے کے درخت کے ہر موضع

شکاف کو بسنے ^{پر} یہی وہی ہے کہ ان میں آچکا ہے۔ لپٹنا چاہی

حفاظت کی نظر سے اگر دو چیرہ سے بھی بسہ ^{ہو} این تو خوب ہو بہر حال کچھ عرصہ میں اس

شاخ زخم کردہ کا زخم اچھا ہو جائیگا اور جب یہ شاخ پہل لائیگی تو اس شاخ کے

پہلوں میں سابق کے اعتبار سے بہت چھوٹے تخم پائے جائیگے تب اس شاخ سے

اٹا یا پیوند لیکر ایک نیا درخت تیار کرنا چاہئے اور جب یہ درخت نو تیار ہو چکے تب اس درخت کے کسی پختہ شاخ کو بطور بالاشتق کر کے ترکیب بالا کا عمل ہونا چاہئے جب اس شاخ سے اٹا یا پیوند لیکر پھر ایک درخت نیا تیار کیا جائیگا تو اس درخت کے پہلوں کے تخم نہایت خفیف ہونگے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ تخم نذر دھو جائیں لیکن دو ایک بار اور بھی ایسا کرنے سے یقیناً تخم کا اثر بھی باقی نہیں رہیگا۔ بلاشبہ یہ عجیب ترکیب ہے مگر بے تخمگی کی توجہ اسکے سوا کسے اور نہیں ہو سکتی کہ اسوجہ کی کارروائی سے شاخ شق شدہ ختمہ جاتی ہے اور تخم جو نسل کی چیز ہے غائب ہو جاتا ہے بعض اہل فرنگ نے بھی توجہ لکھی ہے والد علم باہوا لیچی مین اٹا یا نہ ہنیکا زمانہ ماہ مئی ہے فصل برشکال کے ختم ہوتے اٹا تیار ہو جاتا ہے درخت سے اٹا اوتا کر سایہ مین رکھنا چاہئے۔

لیچی کے نصب کرنا مناسب ترین زمانہ آخر فصل برشکال ہے جاڑے مین بھی نصب کرتے ہیں مگر آخر فصل برشکال کے لیچیاں لگائی ہوئی کم ضائع ہوتی ہیں نصب کرنے کے وقت اگر اشخاص دریون مین گھوڑوں کی لیدنا زہ دیتے ہیں اور لیڈ کو لیچی کے واسطے بہترین کہا دسمتے مین مگر لیچی کو چونا اور استخوان سوختہ بھی بہت نافع ہوتا ہے اگر لیڈ شامل ان دونوں اجزاء کو افزود کر لیں تو اور بھی بہتر ہو ہر سال درختوں کی بھڑوں مین غلیظ کھاد آم کے درختوں کے طور پر دینا چاہئے۔ ایام گرمیاں مین درختوں کو ہر روز سیراب کرنا چاہئے مگر میون مین کھاد رقیق نہایت نفع بخش ہوگا جاڑوں کے زمانہ مین ہفتہ واری سیرابی کافی ہوگی ان ترکیبون کو ملحوظ رکھنے سے لیچی کے درخت ہر سال حسب مراد بارور ہونگے۔

واضح ہو کہ اغراض حاصل کے لئے لیچی ایک نہایت نفع خیز میوہ ہے محاصل اعتبار سے لیچی کو آم پر بھی فوق ہے۔

Lan-gan

آتش پھل

ہند کا درخت ہے مگر چین اور کوچین میں بھی ہوتا ہے اس درخت کو لچھی سے مناسبت ہے ہر چند اس کا پھل کسی قدر شیرین ہوتا ہے مگر لچھی کی لطافت اور عمدگی کو نہیں پہنچتا ہے اس پھل کا رنگ پختگی کی حالت میں ہو رہا ہوتا ہے اطراف کلکتہ میں اسکے پختہ ہونے کا زمانہ آخر ماہ جون ہے مقدار میں بندوق کے گولی کے برابر ہوتا ہے ہر چند عمدہ پھلون سے نہیں ہے تاہم باغ کو اس سے خالی ہونا نہیں چاہئے خاص کر جب کہ باغ بڑا ہو چونکہ اس کو لچھی سے مناسبت ہے جو ترکیبیں لچھی کے واسطے مناسب ہیں اس درخت کی واسطے بھی درکار ہیں شاید اس درخت کو صوبہ بہار میں امینج کہتے ہیں اگر آتش پھل اور امینج ایک سنی زمین میں تو بھی دونوں میں مشابہت ضرور ہے امینج کے لئے بھی وہی ترکیبیں جو آتش پھل اور لچھی کے لئے درکار ہیں کافی متصویر ہیں۔

Ramboutan

رامبوٹان

اس درخت کا وطن ملی (Malay) ہے ہر چند یہ بھی لچھی اور آتش پھل کے اقسام سے ہے تاہم ہندوستان میں اس کی نصب کرنیکا رواج نہیں ہے بلکہ عموماً اہل ہند اس سے واقف بھی نہیں ہیں کہتے ہیں کہ کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں اس کا درخت کیسوت میں موجود تھا مگر شاید اب نہیں ہے لیکن اس درخت نے وہاں بھی پھل نہیں دیا

ملی (Malay) ایک جزیرہ نام اور چند جزائر کا بھی نام ہے جو جزیرہ غامبی ہے وہ براعظم ایشیا کا ایک جزو ہے اور جو چند جزائر اس نام سے معروف ہیں انہیں سے مشہور جزیرہ مالے جزیرہ (Borneo) سیلیس (Celebes) مولکس (Maluccas) فیلیپائنس (Philippines) ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی آب و ہوا اس درخت کے سوانحی مزاج نہیں
بہر حال حضرات شائق اگر سرسوت سے اس درخت کا تجربہ فراہم تو خوب ہو۔

(*Pterardia Supida*)

لشکوا

اس درخت کا وطن ملک برما اور بنگالہ کا مشرقی حصہ ہے سلہٹ میں بھی یہ درخت کثیر الوجود
مگر اہل کلکتہ اس سے واقف نہیں ہیں۔ یہ درخت بھی لہجی کے اقسام سے ہے کلکتہ کے
سرکاری بوٹائیگیل باغ میں یہ درخت پہل لایا تھا وہاں کے باغبان اسکے پہل کی بہت
تعریف کرتے ہیں گو اب یہ درخت وہاں موجود نہیں ہے آخر جون میں اسکا ٹرخٹہ ہوتا
اسکا رنگ حالت پختگی میں زرد اور چمڑا لہجی کے برخلاف چمکنا ہوتا ہے۔ ایک تخم کی عرصہ
اسکے پہل میں تین یا چار تخم ہوتے ہیں یہ درخت مرطوب جگہوں میں بارور ہو سکتا ہے مگر
ناواقفیت کی وجہ سے کوئی انصب کر نیکی طرف توجہ نہیں کرتا ہے۔

(*Zizyphus Jujuba*)

ہندوستان کا مشہور درخت ہے اس درخت کا قد تیس فٹ تک بلند ہوتا ہے بیر کا
پہل مقدور ایک چوٹی گولی سے لیکر بیضہ مرغ تک بڑا اور شکل کے اعتبار سے کوئی
مدور اور کوئی بیضاوی ہوتا ہے فرنیو صاحب لکھتے ہیں کہ جس بیر کا پہل مدور ہو گا وہ
پتا بھی مدور ہوتا ہے۔ اور جب کا پہل بیضاوی ہوتا ہے اسکا پتا بھی بیضاوی ہوتا ہے
جن صاحبوں نے باغبانی کی طرف توجہ کی ہے اس قول کی صحت میں گفتگو نہیں کریں گے
پہل کا رنگ ابتدا سے پختگی میں کبھی زرد اور کبھی زرد آمیز سبز ہوتا ہے لیکن جب پختگی
ترقی کر جاتی ہے تب اس کا رنگ بالکل سرخ آمیز بہورا ہو جاتا ہے یا کوئی جزو اس کا
سرخ آمیز بہورا ہو کر رہ جاتا ہے جو عمدہ اقسام کے بیر میں اونکے پہل بہت شیریں اور خوش آئند

برہمین پہل کی بنا نہایت باریک ہوتی ہی اور استخوان یعنی تخم بہت چھوٹا ہوتا ہے۔
 سولف کے ٹھکان میں اس میوے کو بھی بیدار نہ ہونے کی صلاحیت حاصل ہے حضرات شایق
 اگر اسکا تجربہ فرما دیں تو خوب ہو بیدار نہ بنائی کی ترکیب وہی ہے جو لہجی کے بیان میں
 مذکور ہو چکی یہ درخت آسن میں پھول دیتا ہے پھول اسکا بہت چھوٹا ہوتا ہے بیر کا ذائقہ
 کثرت سے پھول لاتا ہے اور چند روز پھول لانی کے بعد چھوٹے چھوٹے سبز پھل کثرت سے
 شاخوں میں نمایاں ہونے لگتے ہیں اور آخر ماہ سہ ماہ میں پختہ ہو کر کھانیکے قابل ہو جاتے ہیں
 یہ کا ذائقہ بہت جلد تیار ہو جاتا ہے نصب کرنے کے بعد اول ہی سال میں چشمہ یا پوند ہونے کی
 حالت میں پھول دیتا ہے اور دو سال میں کسیدر پھل دینے لگتا ہے لیکن چھوٹی پختی کسیدر
 دیری سے مٹا لاتا ہے۔ خوش مزہ ہونے کے علاوہ اس درخت کا پھل اغراض محاصل کی
 نظر سے بھی بہت نفع خیز تصور ہے اور اس درخت کی لکڑی عمدہ ترین پیرمی کو بیہ پیدا
 کرتی ہے۔ یہ درخت پہلے جانیکے بعد چھانٹا جاتا ہے۔ بیر کا درخت تمام سندھ میں
 دیکھا جاتا ہے مگر بعض مقام میں اسکی عمدہ قسمیں پائی جاتی ہیں۔

کابل کی برہمیت عمدہ ہوتا ہے ہندوستان میں ہونچکر کسیدر لطف سے خالی نہیں رہتا ہے
 لاہور میں کابل نسل کے بر موجود ہیں اور عمدہ پھل پیدا کرتے ہیں۔ رام پور و خالص پور میں
 بھی عمدہ قسمیں موجود ہیں تو ہر شہر و دیار میں کم و بیش عمدہ قسمیں پائی جاتی ہیں اور
 اوتھامی سکنا سے ہند اس میوے سے واقف ہیں بعض مقام میں لوگ اسے خرا کی طرح
 خشک کر کے رکھتے ہیں اور غیر فصل میں استعمال کرتے ہیں لیکن خشک کرنے کے قابل وہی
 ہوتا ہے جو بڑا و شیرین ہوتا ہے ورنہ کم شیرین ہونے کی صورت میں خشک کھانیکے قابل
 ہوتا ہے۔ یہ میوہ باریک کسیدر لطفی المضم ہوتا ہے لیکن رفع عطش کرتا ہے حالت
 میں کہانی پیدا کرتا ہے نافع عروقین و مغز بہر و دین اس میوہ کا مریہ لذیذ و مطہج ہوتا ہے۔

بیر کا تنخی درخت اکثر بڑا پہل پیدا کرتا ہے لازم ہے کہ ارباب شوق چشمہ یا پیوند سے اسکے درخت کو تیار کریں چشمہ یا پیوند کی وہی ترکیب ہے جو سورکلیہ میں بیان ہو چکی ہے چشمہ اور پیوند کے لئے جو بیر کے اسٹاک (Stock) درکار ہوتے ہیں۔

بیر کی ایک قسم ہوتی ہے جسے چٹیر کہتے ہیں یہ ایک چھوٹا جھلی درخت ہوتا ہے اسکا پہل کہاٹکے قابل نہیں ہوتا اور باغ کے لئے یہ قسم موضوع نہیں ہے۔

Peach

شفتالو

اس درخت کا وطن ملک ایران ہے جہاں سے یہ درخت ہندوستان میں پہنچا ہے اب اس ملک میں اسکے درخت بکثرت دیکھے جاتے ہیں۔ اس درخت کا پورا قد بالیدہ ہو کر دو قد آدم بلند ہوتا ہے ہندوستان میں ہر چند شفتالو ایک معروف و مشہور میوہ ہے اور مطبوع خاطر و عام ہے تاہم ہندوستان میں یہ میوہ ایسا اچھا نہیں ہوتا جیسا کہ ملک ایران میں۔

اہل علم کا یہ بیان ہے کہ دلایتی شفتالو کے مقابل میں ہندی شفتالو کوئی لطف نہیں رکھتا اس قول کی تصدیق اہل یورپ بھی کرتے ہیں۔ یہ امر کوئی تعجب خیز نہیں ہے جس ملک کا جو درخت ہوتا ہے اسی ملک میں لطف نثر دکھلاتا ہے۔ آم ہر چند ایران کے صوبہ ہازندران میں ہوتا ہے تاہم ہندوستان کے آم سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہے بہر حال ہندوستان کا شفتالو ایران کے شفتالو کے برابر نہ سہی تاہم بحالت موجودہ یہی اس قدر عمدہ میوہ ہے کہ ارباب شوق کے بہت کچھ قابلِ توجہ ہے۔ یورپ میں بھی شفتالو ہندوستان کے شفتالو سے بہتر ہوتا ہے عجب نہیں کہ ایران اور انگلستان و فرانس کے شفتالو آپس میں ہم رتبہ ہوں شکل و مشرکے اعتبار سے ہند میں دو قسم کے شفتالو ہوتے ہیں ایک تو گداز

آم کو زبان ترکی لغز کہتے ہیں اور اہل علم آم سے واقف ہیں اور اسی لفظ کو گفتگو اور تحریر میں استعمال کرتے ہیں۔

اور دوسرا مدوجے چکیا کہتے ہیں نوکدار کے چند قسمیں ہیں بعض انہیں ملک ایران سے آئے ہیں اور بعض اطراف یورپ سے مولف کو مدور کی صرف دو قسمیں معلوم ہیں اور ان دونوں قسموں کا وطن ملک چین ہے فہرست ذیل لحاظ طلب ہے۔

شکل	کیفیت	نام انگریزی	نام اردو	نمبر
نوکدار	پر دخت ہندوستان کے میدانی حصوں میں بارہوتا	Huroui	ہر دوی	۱
"	"	Agra	آگرہ	۲
"	"	Hawabgunge	نواب گنج	۳
"	"	Seetapore	سیتاپور	۴
"	"	Sultane	سلطانی	۵
"	"	Peshwar	پیشور	۶
"	"	Kingston	کننگسٹن	۷
"	"	Royal george	ریل جارج	۸
"	"	Willington	ویلنگٹن	۹
"	ہندوستان کے کوہی حصوں کیلئے موضوع ہے	Alexandra	الکسانڈرا	۱۰
"	"	Barrington	بارنگٹن	۱۱
"	"	Cabul	کابل	۱۲
"	"	Dr. Hogg	ڈاکٹر ہاگ	۱۳
مدور	میدانی حصوں کے واسطے موضوع ہے چکیا شفا لو کی چند قسمیں ہیں	China Chukia	چینی چکیا	۱۴

واضح ہو کہ شفا لو کی وہ قسمیں جو ہندوستان کے کوہی حصوں میں بارہوتا میں بہت ہیں فہرست بالا میں خیال اختصار صرف چار قسموں کا ذکر کیا گیا۔

گوہ نیلگری (Kieghuri Nello) پر سابق میں شفا لو بارور نہ ہوتا تھا مگر اب اہل یورپ اس میوے کو اپنی حکمت عملی سے اس طور پر پیدا کرتے ہیں کہ شفا لو کے درخت کو نصف سایہ اور نصف آفتاب میں نصب کرتے ہیں یہ طریقہ ولایت کے شفا لو پیدا کرنے کے طریقہ کا ضد ہے کمال انجینی علی الواقفین۔

شفا لو کو اجر لے نسل کا تخم یا چشمہ یا پیوند کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ تخم کو کبھی چشمہ اور پیوند کے برابر عہدہ پہل پیدا کرتا ہے مگر ہمیشہ قابل وثوق نہیں ہوتا یعنی قہری چشمہ اور پیوند کے برابر ترکیب نہیں کیا جاسکتا ہے۔

شفا لو کا درخت چشمہ کے ذریعہ سے بیشتر تیار ہوتا ہے مگر موٹے کے باغون میں پیوندی درخت بھی چند میں اور چشمہ کے درختوں سے قوت اور شمری میں کسی طور پر کم نہیں ہیں چشمہ اور پیوند کے تیار کرنے کا وہی طریقہ ہے جو امور کلیہ کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے۔

واضح ہو کہ شفا لو کا درخت جلد بالیدہ ہو کر تیار ہو جاتا ہے اور اس سے حسب مراد پہل لینے کی ترکیب یہ ہے کہ جب برشکال کی فصل نکل جاوے تب اس کی شاخیں چھانٹ ڈالی جائیں مگر چھانٹا اس حالت میں ہاں ہو گا کہ شاخیں بہت گہنی ہو گئی ہوں اور درخت نے جسٹا بڑھتی کی ہو چھانٹنی کی ضرورت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ جب درخت بے انداز جھٹا تر تھی کہ جھٹا ہے تب اسے ٹھونے کی طرف سیلان نہیں ہوتا ہے چھٹا ڈالنے سے وہ مادہ جو شاخوں کی ترقی کی طرف صرف ہوتا ہے اس کا اداہ ٹھونے کی جانب نہ ہو جاتا ہے بہر حال چھانٹنی کی ضرورت محسوس ہو یا نہ ہو نہر حال میں لازم یہ ہے کہ وہ فٹ کے انداز سے درخت کے تہالہ کے چاروں طرف کی زمین اس طور سے کھودی جائے کہ جڑوں کو اس سبب نہ پہنچے جڑوں کے کھودنے سے اونٹا کھلا رہے اور چار پانچ ہفتہ تک جڑیں کھولی رہیں تاکہ اونکی رطوبت دویہ ہوا لگ کر خشک ہو جائے

ایام مذکور کے متعلق ہو جانے کے بعد نئی خشک مٹی جڑ نہیں بہر کر اونکو چپا دینا چاہئے۔ پھر مٹی
 شفا لو کے درخت پھول دینگے جب پہل لگ چو کہین تب پھر زمین کو بطور سابق کھود کر اور لید
 یا گو بر جڑ نہیں دیکر اونکے تھالون کو درست کر دینا چاہئے اور تھالون میں تھوڑا تھوڑا پانی کٹہ
 دینا چاہئے جیون جیون پہل بڑا ہوتا جاوے پانی کا مقدار بھی زیادہ کیا جاوے لیکن
 پہل کے مراد پر آنے کی قریب سیرابی یک فلم سو فوف کر دینی چاہئے۔ شفا لو کھپاؤ دار
 محاصل کے اعتبار سے بھی سودمند ہے۔

(Nectarine)

نکٹرائین

اس درخت کا وطن بھی ملک ایران ہے مگر سندوستان میں اسکا درخت کہیں نہ لکھا
 جاتا ہے کلکتہ اور اطراف کلکتہ میں یہ درخت تو بالکل معدوم معلوم ہوتا ہے مگر اضلاع مغربی
 و شمالی اور بھی ملک پنجاب میں قلت کے ساتھ موجود ہے۔ نکٹرائین کا پہل خوش گوار
 ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ میوہ اقسام شفا لو سے ہے اسلئے اسکے پیداوار کے لئے اون امور کو
 ملحوظ رکھنا چاہئے جکا مذکور شفا لو کے بیان میں آچکا ہے۔ نکٹرائین کی بہترین قسمیں درج
 ذیل کی جاتی ہیں۔

{ فہرست اقسام نکٹرائین }

جنگ	نام درخت	ایضاً بزبان انگریزی	کیفیت
۱	کابل	Cabul	قیم ہندوستان کے ایرانی حصوں میں بار بار ہو سکتی ہے
۲	کلیمانت	Clare mant	کوئی حصہ کے واسطے موزوع ہے
۳	مترنی	may	
۴	نیو دایٹ	ite	
۵	وایٹ ہاٹ	lios	

انگریز اس پر عہد شفا کو سے بہت مشابہ ہے لیکن اسکو نشوونما صرف کو ہی ملکوں میں ہوتی ہے
 مولف نے صوبہ بہار میں انگڑاؤ کے درخت کہیں نہیں دیکھے مگر تجربہ کی نظر سے انگڑاؤ میں
 کابل کے درخت اپنے باغوں میں لگائے ہیں ابھی تک درختوں نے پہل نہیں دیا ہے
 مگر سب کے سب شاداب ہیں۔ نہیں پہل نہ دینے کی وجہ ظاہر ابھی معلوم ہوتی ہے کہ
 ابھی پہل دینے کی عمر انہوں نے نہیں پائی ہے مگر مولف کو اونکی بار ورس ہونے کی امید
 تو ہے۔ بدینہ جو کہ اطراف پٹنہ کی آب و ہوا سے اونکو ابھی تک ضرر نہیں پہنچا ہے
 اور نہ اختلاف آب و ہوا سے اونکے مقفر ہونیکا کوئی قرینہ معلوم ہوتا ہے۔
 انگڑاؤ کا درخت بسیل چشمہ تیار ہوتا ہے اور پیوند کے ذریعہ سے بھی تیار کیا جاسکتا
 ہے مگر مولف کو صرف اسکے چشمہ کا تجربہ ہے۔

(Africant) تو بانی

اٹریکاٹ یعنی زرد آلو

یہ درخت بھی اقسام شفا کو ونگڑاؤ میں سے ہے اسکے پیاوار کی ترکیبیں بھی وہی ہیں جو
 شفا کو کے بیان میں ذکر پاچکین میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت بھی کوہ پند ہے۔
 تجربہ کاران فرنگ لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے میدانی حصوں میں بالیدہ نہیں ہوتا
 ہندوستان کے سرکاری باغ میں اسکے درخت موجود ہیں مگر شاداب نہیں ہیں اور
 حسب مراد پہل نہیں دیتے ہیں۔ یہ تحقیق مولف صوبہ بہار میں بھی اسکے درخت کہیں
 کہیں میں اور پہل بھی دیتے ہیں مگر پہل ایسے ترش ہوتے ہیں کہ مطبوع نہیں معلوم
 خت نفع کے ہیں مگر حسب مراد بالیدہ
 درخت کو بار ورس دیکھا ہے۔

(Ephalier) دیوار پر پڑی

مذاہب چلی ہے۔

ہوئے ہیں۔ الا ان آلوچہ کی بہترین قسمیں سرکاری باغخانے سہارنپور میں موجود ہیں۔
 درخان چب مراد بارور بھی ہوتے ہیں۔

سہارنپور میں دو قسم کے آلوچے دیکھے جاتے ہیں ایک کو سیاہ اور دوسرے کو زرد کہتے ہیں۔ دونوں قسمیں ہندوستان کے میدانی حصوں میں بارور ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اگر اور کسی وجہ سے ہنگامہ میں بارور نہ ہو سکیں تو یہ ممکن ہے ورنہ یقیناً یہ دونوں قسمیں کو ہی زمین کی طلبگار نہیں ہیں۔ چونکہ آلوچہ نہایت عمدہ میوہ ہے اور بجا بہ شوقی کو لازم ہے کہ اسکی تربیت و پرورش کی طرف توجہ فرمادیں۔ جو ترکیبیں شفا لوکی پروڑہ اور بارور کرنیکے واسطے سابق میں درج ہو چکی ہیں آلوچہ کے لئے بھی کافی مقصور ہیں بہ تجربہ مولف سیاہ اور زرد دونوں قسم کے آلوچے صوبہ ہریانہ شاداب رہتی ہیں۔

Bokhara Plum

آلوچہ نارا

یہ درخت ہندوستان کے اکثر حصوں میں دیکھا جاتا ہے لکھنؤ اگرہ دلی اور تمام پنجاب میں اسکے درخت کثرت سے موجود ہیں اور جب مراد بارور بھی ہوتے ہیں صوبہ ہریانہ میں بھی اسکے درخت کثیر الوجود ہیں اور خوب پھل لاتے ہیں کابل سے جو آلوچہ نارا آتا ہے اسکی ہر ابر ہندوستانی آلوچہ نارا نہیں ہوتا اس پر بھی ہم لوگ سکناے قصبہ کو آلوچہ نارا کی پرورش و تربیت کی طرف توجہ لانے سے کابل کی آمد پر تکیہ نہیں کرنا چاہئے۔ کئی آلوچہ نارا سے نہایت عمدہ مٹی تیار ہوتا ہے اور دوائ بھی اسکا استعمال بہ کثرت ہوتا ہے۔ آلوچہ نارا کی پرورش کی ترکیب وہی ہے جو شفا لو کے بیان میں لکھا چکی ہے۔ آلوچہ نارا سے درخت چشمدان بھی پختہ کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے۔

سب سے اون دونوں طریقوں کی نسبت تجربہ ذاتی حاصل ہے۔
اعراض حاصل کے لئے آکوجنرا کی پیداوار نہایت نفع بخش مسموم ہے۔

Green gage

گرین گیج (گرگانی)

یہ درخت بھی انواع شفا لو سے ہے اسکا وطن ایران ہے اس درخت کے بارے
ہونیکہ واسطے کو ہی زمین درکار ہے ہندوستان کے میدانی حصوں میں ایک
خاص قسم کی گرین گیج کے سوا اس درخت کی اور کوئی قسم نشوونما نہیں کرتی
مولف کو اس ایک قسم کی نسبت تجربہ ذاتی حاصل ہے اس خاص قسم کو قابل
کہتے ہیں جیسا کہ نقشہ ذیل میں مندرج ہوتا ہے۔

جگہ	نام شہر زبان	نام زبان انگریزی	کیفیت
۱	کابل	<i>Cabul</i>	ہندوستان کے میدانی حصوں میں بارور ہو سکتے ہیں
۲	برہمی	<i>Braky</i>	اسکے واسطے کو ہی زمین درکار ہے۔
۳	گوٹھری	<i>Gutherie</i>	"

گرین گیج نہایت خوش آئند اور لذیذ میوہ ہوتا ہے بہ نظر تجربہ اگر ہمارے
بہار اچھی اس درخت کی پرورش کی طرف کوشش فرماوین تو خوب ہو۔
پرورش کی ترکیب وہی ہے جو شفا لو کے بیان میں مذکور ہو چکی ہے۔

Cherry

چیری

اسکا درخت کہ قند رہند ہوتا ہے ہندوستان کے کوہی حصوں میں پایا جاتا ہے ملک کشمیر میں

بھی بارور ہوتا ہے مولف نے شملہ میں اسکے درخت دیکھے ہیں۔ کسولی کے باغوں میں
 بھی موجود ہیں ان پہاڑی مقاموں میں بے تکلف یہ درخت نشوونما پکڑتا ہے بلکہ
 اس بات کی تحقیق ہوئی ہے کہ جو قسمیں شملہ اور کسولی میں موجود ہیں اونکا وطن
 بھی شملہ اور کسولی ہے کہیں باہر سے وہ قسمیں نہیں منگائی گئی ہیں بقرینہ غالب
 کشمیر والی قسم بھی شملہ میں موجود ہے لیکن ہندوستان کے میدانی حصوں میں
 ابھی تک اس درخت نے رواج نہیں پایا ہے عدم رواج کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ ہندوستان کے میدانی حصے اس درخت کے بالیدہ کرنیکی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں
 لیکن تعجب ہے کہ کوئی مقاموں میں صرف چیری کے دو تین قسمیں دیکھی جاتی ہیں جب
 تین قسمیں پائی جاتی ہیں تو بخوبی ممکن ہے کہ بہت سی عمدہ قسمیں جو انگلستان میں شہور
 اور موجود ہیں اگر شملہ اور کسولی میں انگلستان سے منگاکر نصب کیجا دیں تو
 یقین ہے کہ بلا تکلف بالیدہ ہوں اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ بہ تحقیق
 جارج گینسی صاحب مترجم تصنیف ام ڈی برویل (Mr. de Breville) صاحب
 فرانسیسی کے اقسام جنگلی زراعت انگلستان میں ہوتی ہے اسی عدد سے کم ہونگی
 انہیں سے اعلیٰ قسمیں بھی بیٹل باتینٹل سے کم نہ ہونگی ان اعلیٰ اقسام سے
 می ڈیوک (May Duke) موریل (Morella) بیگارین (Bigarrean) ڈوٹن (Douton)
 وغیرہ وغیرہ ہیں کاریبار (Carter + Co) تجارت لندن جو درختوں کا دوبار کرتے ہیں بوقت درخت
 اور باب شوق کے پاس اقسام چیری کے درخت ارسال کر سکتے ہیں۔ چیری کے

صبر پایا جاسکتا ہے دیہولت والے آم کی بحث جو سابق میں درج کتاب ہذا ہو چکی ہے ۱۳
 کتاب کا نام فروٹ ٹریز (Fruit Trees) ہے ۱۴

درخت بدطعم میوہ پیدا نہیں کرے گا۔

بھی کا درخت قلم کے ذریعہ سے جذب تیار ہوتا ہے قلم کی ترکیب امور کلیہ میں مذکور ہو چکی ہے۔

(Apple)

سیب

اس میوہ کی بہت قسمیں ہیں اور اکثر قسمیں صرف گوہی مقاموں میں پہل لاتی ہیں مگر سندھ و ہندوستان میں میدانی خصوصیتیں بھی بعض مشہور ہوتی ہیں۔ حیدرآباد و اطراف مظفر پور ضلع ترہٹ و چوٹا ناگپور میں سیب کی درخت انگریزوں نے بہ نظر تجربہ نصب کئے تھے اور درخت حسب مراد بار و رہی سہ سب فروخت صاحب لکھتے ہیں کہ میرے باغ میں بمقام فیروز پور سیب کا ایک درخت تھا جو حسب مراد بار و رہتا تھا مجھے ایسا بھی معلوم ہوا ہے کہ ضلع پٹنہ میں ایک تریس نے اپنی باغ میں کچھ سیب کے درخت نصب کئے تھے جو حسب مراد پہل لاتے تھے۔ کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں سیب کی درخت امریکہ سے لا کر لگائے گئی ہیں لیکن پہل کے سوا کبھی پہل نہ لاتی بہر حال تمام حالات پر لحاظ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے بعض میدانی حصوں میں اس میوہ کی کاشت سرسبزی کے ساتھ کل میں آسانی سے بھی لگائی جاسکتی ہے۔

Fructification کی ہے انگلستان اور ایران میں یہ میوہ حد درجہ خوش ذائقہ اور لذیذ ہوتا ہے۔ ایسا ہندوستان میں پیدا ہونا دشوار ہے۔

اس میوہ کے اقسام بہت ہیں محققین یورپ لکھتے ہیں کہ وقت تحقیق سیب کی پانچ قسمیں پائی گئی ہیں ہندوستان میں بھی بہت قسمیں موجود ہیں نقشہ ذیل میں بعض قسموں کے نام مثلاً درج کئے جاتے ہیں۔

یہ درخت حالت استادگی اور بھی لت یعنی بسیل کے طور پر پرورش پاسکتا ہے دیکھو

جنگل کا نام	انگریزی زبان	کیفیت
۱	Leach	قیمت مند لکڑی کی خصوصیت بار و جوتی ہے
۲	Prickly	کوئی خصوصیت نہیں مخصوص ہے
۳	Scarlet Pear	"
۴	Butea bignam	"

اگر آب و ہوا اور زمین مناسب ہو تو سیب کا درخت ایک عرصہ دراز تک قائم رہ سکتا ہے چنانچہ لفظ آف باگن (Off Bagin) لکھتے ہیں کہ سیب کا درخت دوسو برس تک پہلے دینے کے قابل رہتا ہے۔

ہندوستان میں بیشتر دابے کے ذریعہ سے سیب کا درخت تیار کیا جاتا ہے مگر قلم کے ذریعہ سے بھی تیار ہوتا ہے لیکن قلم کے ذریعہ سے تیار کرنا سو تو بجاہ جنوری یا فروری تری زمین میں جب معمول سیب کی پختہ شاخ قلم کر کے نصب کرنا چاہئے اور اگر پیوند لینا ہو تو ماہ مارچ میں اسکا سامان کرنا چاہئے دابہ قلم اور پیوند کی ترکیبیں امور کلیہ میں ذکر کیا چکی ہیں۔

درخت سیب کی تقویت و تغذیہ کے لئے لازم ہے کہ ابام سر میں اس درخت کی جڑ کی مٹی کھود کر لگائی جائے اور کچھ روزوں تک اسکی جڑ کھلی ہوئی چھوڑ دی جاوے بعد ازاں نئی مٹی اور کھاد جڑوں میں ڈال دی جائے کھاد حسب مزاج ملک دینا جائے لیکن کیفیت اگر آٹک اور سفوف استخوان کا جزو شامل ہو تو بہتر ہے پہلے لگنے سے بعد ہفتہ والا و انداز کے ساتھ سیرابی درکار ہے لیکن جب پہلے پکنے پر آوے تب سیرابی ایک قلم موقوف کر دینی چاہئے۔

ناشیاتی

اس سوہ کا درخت ہندوستان کے اکثر حصوں میں دیکھا جاتا ہے کہ

پہل چھوٹا اور کمین بڑا ہوتا ہے مگر کر خلی سے اسکا منفر کمین بھی خالی نہیں ہوتا۔
ایران اور انگلستان میں ہم یہ وہ ایسا عمدہ اور لطیف ہوتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کی شہر کی
علاوہ اس پہل کا اندرونی حصہ غایت نرمی کے باعث منہ میں فوراً گہل جاتا ہے۔

واقعی یہ ہے کہ ہندوستان کی ناشپاتی عام اس سے کہ کوئی یا میدانی مرتبے اور
ترکاری کے سوا میوے کی طرح دسترخوان کے قابل نہیں ہوتی ہے۔ پٹنہ میں ناشپاتی
کم ہوتی ہے مگر ضلع ترہستان میں کثرت سے ہوتی ہے اور پٹنہ کے اعتبار سے اچھی بھی
ہوتی ہے مگر اسقدر اچھی نہیں ہوتی ہے جیسا کہ دلی دسہارن پور وغیرہ سے آتی ہے
اس پر بھی دلی اور دسہارن پور کی ناشپاتی اون لوگوں کے سامنے جو ایران گئی ہیں
اور وہ ان اس میوہ کو ذائقہ کر چکے ہیں کوئی حقیقت نہیں رکھتی میرے ایک عجمی دوست
مجھ سے یہ نقل کہی کہ جب ہم ایران سے دلی پہنچے تو دلی کے چوک میں ناشپاتی
بڑے بڑے دانے بکتے دیکھے ان دانوں کو دیکھ کر وطن یاد آگیا فوراً ہم نے بہت سے
دانے خرید کئے اور سمجھے کہ آج میوہ وطن کا ذائقہ نصیب ہوگا مگر جب ذائقہ کی نوبت
آئی تب مجھے اوسوقت جو بابوسی نصیب ہوئی بیان سے باہر ہے۔ مولف نے پنچور کے
باغ میں جو شملہ کی راہ میں واقع ہے بہت درخت ناشپاتی کے پہلون سے لڑی
ہوئے دیکھو تھے اور شملہ میں بھی ناشپاتی کے بڑے بڑے دانے نظر سے
گزرے اور ان کے ذائقہ کی نوبت بھی پہنچی ہر چند کہ وہی ناشپاتیان ہمارے پٹنہ
اور ترہستان کی ناشپاتیوں سے براہل بہتر تھیں تاہم ایسی نہیں کہ مولف ان کو ان کی شہرت کے
برابر عمدہ اور نفیس میوہ سمجھتا۔

میوہ ہر چند سب سے مناسب رکھتا ہے تاہم مدت بار آورسی کے اعتبار سے بطلان اثر
یعنی پانچ صاحب (پانچ صاحب) کہتی ہیں کہ ناشپاتی کا درخت سات یا آٹھ
کے بغیر پہل نہیں دیتا ہے پٹنہ میں شاید بارہ برس کے بغیر شہر نہیں ہوتا ہے

چنانچہ مولف کا تجربہ ذاتی بھی ایسا ہی ہے اس توقف کی وجہ یہ ہے کہ ضلع بٹنہ کی زمین
ناشپاتی کے واسطے مناسب نہیں ہے ضلع تربت میں بونٹپہ کے اعتبار سے زیادہ
مرطوب ہے سات آٹھ برس میں ناشپاتی کا درخت پھرتا ہے کاکٹہ اور اطراف کاکٹہ میں
اس سیوہ کے درخت میں گھر مٹھنیں ہوتے صرف پھول دیکر رہ جاتے ہیں اس سے بہت
ثابت ہوتی ہے کہ کسی ملک کا مجرد مرطوب ہونا بھی ناشپاتی کی بالیدگی اور بار آوری کے واسطے
کافی نہیں ہے۔

ناشپاتی کے درخت کا اجڑا نسل بہ تحقیق لفٹٹ موصوفہ تخم و دایہ و قلم و شمشیر و چھوٹے
وزیر سے ہوتا ہے۔

ناشپاتی کے تقویت و تغذیہ کا وہی طریقہ ہے جو سیب کے بیان میں مذکور ہوا۔
جب تک درخت جوان نہ ہو اسے چھانٹنا نہیں چاہئے اگر شاخیں بہت ہو جائیں تو موقع
موقع سے ایسی شاخیں جو ایک دوسرے کے نمونین خلل لائیکو ہوں تجویز کر کے
تراشنی چاہئے۔

ناشپاتی کے چھانٹنے کا زمانہ مارچ ہے مگر سٹریٹ (بھگوان سنگھ پور) کی
راسے میں جولائی کا مہینہ مناسب تر ہے۔ ڈاکٹر مولف تقاضا ہے آپ وہاں ملک کو
خیال کر کے چھانٹنے کا زمانہ تجویز کرنا چاہئے۔

ناشپاتی کی بہت قسمیں ہیں سب قسموں کو ہندوستان کے میدانی حصوں میں بالیدہ
ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ بہ تحقیق اہل فرنگ اس سیوہ کی ایسی دو سو عمدہ قسمیں موجود ہیں
جو مختلف زمانوں میں پختہ ہوتی ہیں بہ نظر اختصار صرف چند ضروری قسمیں مندرجہ ذیل ہوتی ہیں۔

نمبر شمار	نام ہر زبان	ایضاً زبان انگریزی	کیفیت
۱	ناشپاتی چینی	China Pear	بہت عمدہ قسم کی میدانی حصوں میں بار بار پختہ ہوتی ہے

۲	نانشانی پھولی	<i>Bhootan Pear</i>	"
۳	جار گونل	<i>Jarganelle</i>	اسکے واسطے کوئی زمین درکار ہے
۴	فلمش ہوئی	<i>Belmish beauty</i>	"
۵	سنت برین	<i>St. Germain</i>	"
۶	والڈنگ	<i>Walding</i>	"
۷	مسکٹل	<i>Muscudde</i>	"
۸	برڈ ای	<i>Burredie</i>	"
۹	ایسٹرب	<i>Easter Pear</i>	"

(*Eriobotrya japonica*)
لوکات

اس درخت کا وطن ملک چین و جاپان ہے یہ درخت خوش حال اور خوش قد ہوتا ہے اور اسکے پہلے چند دایک گچھ میں لکچر کی طرح شاخوں سے آویزان رہتے ہیں پہلے کانگ کہی ہلکا اور کبھی گہرا زرد ہوتا ہے بعض درخت کے پہلے بڑے اور بعض کے چھوٹے کوئی چاشنی دار شیرین اور کوئی محض ترش ہوتا ہے۔ بعض کا تخم بڑا اور بعض کا چھوٹا ہوتا ہے ہر پہلے میں دو یا تین سخت تخم ہوتے ہیں درخت پروردہ کا پہلے بکلا بہم لہذا ہوتا ہے۔ ہندوستان میں تقاضا آب و ہوا سے کہیں بارش کہیں اپریل اور کہیں جی کے مہینے میں یہ میوہ پختہ ہوتا ہے اس میوے سے مرتے اور اچار بھی بناتے ہیں گو علی العموم اس سے ایسی چیزیں کم بنائی جاتی ہیں اسکا پہلے عموماً لچھو کے پہلے سے چھوٹا ہوتا ہے لکچھو کی چھلکی صورت شبہات میں یہ میوہ کسی قسم کی مناسبت نہیں رکھتا ہے اس میوہ کے اوپر تھلا بار یک چمڑا رہتا ہے۔

فرنجر (Fringing) صاحب کہتے ہیں کہ لوکاٹ کا درخت دوبارہ پھول دیتا ہے۔ ایک بار اگست کے چھینے میں اور بار ثانی نومبر میں صرف بار ثانی کے پھول پہل پیدا ہوتا ہے پھول میں کسی قدر بوبائی اور سفید سی ہوتی ہے جب درخت میں پہل لگے کر کچھ بڑے ہوں تب اس درخت کو خوب سیراب رکھنا چاہئے اور اگر ممکن ہو تو اوسکے کہا ورتیقہ بھی جسکا نسخہ آم کے بیان میں ذکر پا چکا ہے کبھی کبھی دینا چاہئے اس ترکیب سے اسکا پہل بڑا اور خوش مزہ اترتا ہے۔

اس درخت کو حتی الامکان چھانٹنا نہیں چاہئے اگر کوئی بیوقوف شاخ ہو تو علیحدہ کرنا امر مجبوری ہے۔ لوکاٹ کا درخت تخم اور پیوند کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے۔

تخمی سے پیوندی بہتر ہوتا ہے۔ پیوند کی وہی ترکیب ہے جو آم کے پیوند کی ہے۔ آٹھ ماہ میں لوکاٹ کا درخت بہت بھلڑا ہوتا ہے۔ فرنجر صاحب لکھتے ہیں کہ ہم نے شہر گوٹھی میں لوکاٹ کا درخت عظیم الشان دیکھا تھا مگر وہ بارور نہیں ہوتا تھا۔

بدانت مولف اس ملک میں یعنی صوبہ بہار میں اگر کوئی درخت جتنا بہت ترقی کر جائے اور بارور ہو تو کسی قدر جاڑے کے زمانہ میں چھانٹنا خالی از نفع ہنوا مگر چھانٹنے کے وقت اس بات کا لحاظ درکار ہے کہ سال گذشتہ کی جو نئی شاخیں ہیں وہ نہ تراشی جائیں بدینوچہ کہ ایسی ہی شاخیں پھول دیکر پھل لاتی ہیں۔

چونکہ یہ میوہ ایام گرام میں پختہ ہوتا ہے اور اسکا مزاج بھی باز ہوا لئے اسی موسم میں اسکا استعمال اکثر فائدہ بخش ہوتا ہے اسکی چاشنی صفرا شکن ہوتی ہے اور صفراوی مزاجوں کو موافق مزاج ہوتی ہے۔

اقسام طرح کی کہا دجین آم وغیرہ کے لئے بیان ہوتی ہیں اگر اس درخت کی جڑوں میں ماہ فروری میں دی جاوے تو بہت کچھ نفع بخش ہو سکتی ہیں۔

استحفاظ انمار کی نظر سے درختوں پر چال ڈالنا مناسب ہوتا ہے اکثر طبیوں لوکاٹ کے

پہلے کو نشانہ کر دیا جاتا ہے۔

Mammee Apple

مامی اپیل

اس درخت کا وطن امریکہ جنوبی ہے۔ ڈاکٹر لنڈلی (Dr. Lindley) اسے (Mammee Apple) کہتے ہیں۔
 نسبت کتنی ہیں کہ اسکی شکل بڑے سرخ رنگ کے سبب کی سی ہوتی ہے اسکا پوست ہلا
 گندہ اور مضبوط ہوتا ہے مگر چوڑا آنے سے آسانی سے علیحدہ ہو جاتا ہے پوست زیرین ہوتا
 ہاریکہ اور غرس سے پیوستہ رہتا ہے اس پوست کو مغر میوہ کے ذائقہ کرنے کے قبل دفع
 کرنا چاہئے ورنہ ذائقہ کرنے کے بعد پوست کی تلخی منہ میں رہ جاتی ہے اس میوہ کے میان میں
 دو یا تین تخم ہوتے ہیں حالت پختگی میں اس کے مغز کا رنگ خوبانی کی طرح گہرا زرد ہوتا ہے
 اس میوہ میں بڑی بویائی ہوتی ہے اور ایک خاص طرح کی عمدہ لذت پائی جاتی ہے۔
 اس میوہ کو بیرونیہ کے طور پر کسی چیز کی آمیزش کے بغیر کھاتے ہیں اور کبھی چینی اور
 شراب بھی اسکی قاشونین ملا کر استعمال کرتے ہیں۔ اس میوہ سے مرے بھی تیار کیا جاتا ہے۔
 مسٹر فرنجو کہتے ہیں کہ مامی اپیل کا درخت بہت کشیدہ قامت ہوتا ہے۔

اور اسکی لکڑی عمارت کے کام کے قابل ہوتی ہے۔

صاحب موصوف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت عرصہ گزرا کہ اس میوہ کا درخت
 ملکیت کے سرکاری بوٹا نیکل باغ میں نصب کیا گیا تھا ہر چند پھول دبا گیا مگر کبھی بار نہ ہوا۔

Language

منگاسین

اس درخت کا وطن امریکہ جنوبی ہے۔ ڈاکٹر لنڈلی (Dr. Lindley) اسے (Mammee Apple) کہتے ہیں۔

باغون میں نصب کئے گئے مگر کبھی بارور نہیں ہوتے مولف نے اسکے درخت اطراف پٹنہ میں
 لگائی مگر ناموافق آپ وہاں سے بالیدہ میوے اسوقت پھو جو زمین اون پر مروئی ہو
 ہے۔ باروری تو درکنار اونکی زندگی دشوار معلوم ہوتی ہے مگر شہر پٹنہ میں ایک مالی کے
 باغ میں اسکا درخت چار سالہ موجود ہے۔ یہ درخت نہایت شاداب ہے اور حسب طور سے
 بالیدہ ہوتا جاتا ہے اوس سے یہ امید کی جاتی ہے کہ اگر بارور نہ ہو تو بھی شادابی کے ساتھ
 زندہ رہ کر حالت جوانی کو پہنچے گا۔ اور اگر بارور بھی ہو تو عجب نہیں ہے کہ واسطے کہ فرخوجی صاحب
 کہتے ہیں کہ محمد سے آر سولانا (R. Salana) صاحب نے (جسکی بڑی
 زندگی کی وجہ سے اونکا نام سے تمام سکنا سے آرہ و تمامی ضلع شاہ آباد واقعہ میں) اطمینان
 تمام کہتا ہے کہ میرے ضلع شاہ آباد کے باغ میں منجھتین درخت نکاسٹن کے ایک درخت
 بارور ہوتا ہے اگر ضلع شاہ آباد میں اس میوہ کا درخت بارور ہو اسے تو عجب نہیں کہ
 ضلع پٹنہ میں بھی جو ضلع شاہ آباد کا محض چاروی ضلع ہے یہ درخت بھی جیسا تذکرہ مولف
 بالا میں کیا ہے اپنے وقت میں بارور ہو بہر حال ارباب شوق سے امید کی جاتی ہے کہ اس عہد
 درخت کے نصب کرنیکی طرف امتحاناً توجہ فرما دیں گے۔ اور واقعی یہ ہے کہ اگر اس عہد میوہ کا
 درخت ہمارے صوبہ بہار میں بالیدہ اور بارور ہو سکے تو کمال جائے شادمانی ہے۔

اس میوہ کی عمدگی کی نسبت ڈان (DAN) کا یہ قول ہے کہ اس میوہ سے لذت
 کوئی میوہ دنیا میں نہیں ہے۔ مولف کو اگر اس قول سے تمام اتفاق نہیں ہے تو بھی اتنا تو
 اعتراف ضرور ہے کہ یہ میوہ اعلیٰ درجہ کی عمدگی رکھتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس میوہ کا لطف
 تب ہی ملو جاتا ہے جب اوسکو وطنی ملک میں اوسے ذائقہ کرنے ہیں۔ درخت کا تازہ ٹوٹا ہوا
 پہل ذائقہ خاص رکھتا ہے۔ انگور اور اسٹابری دونوں کا مجموعی مزا اس میوہ میں
 پایا جاتا ہے۔ حالت نازگی میں جو کیفیت اسکی ہوا دست مولف بخیر سے مگر کبھی
 کبھی یہ میوہ جو کلکتہ میں جہاز کے ذریعہ سے آتا ہے البتہ لطف سے خالی نہیں پایا جاتا۔

پہل کی مقدار اوسط درجہ کے سیب کو برابر ہوتی ہے اسکی جلد کسیدہ رنگندہ لیکن نہایت مسطح ہوتی ہے اور تہ جلد نہایت نرم سفید شفاف اور خوشگوار مغز پایا جاتا ہے یہ درخت چھانٹنے کا محتاج نہیں معلوم ہوتا ہے بہ نظر پرورش درخت خشک مچھلی کا سفوف کسیدہ را آمیزش آہک کے ساتھ خالی از نفع نہوگا واضح ہو کہ اقسام طور کی کہاوت جو آم کو نافع ہوتی تین بڑے بڑے درختوں کو عموماً کہا ہو چکا تھی تین۔ ارباب شوق مٹھاسٹن کے درخت کے لئے بھی اون کہا دون کو بلا خوف و خطر استعمال فرما سکتے ہیں۔

Crova mangasteen کروا مٹھاسٹن

اس درخت کا وطن ہندوستان جنوبی ہے ہندوستان کے اور کسی حصہ میں یہ درخت نہیں دیکھا جاتا ہے اس میوہ کا درخت نہایت خوشحال ہوتا ہے پتے کثیر اور عرض ہونے میں اسکا پہل شکل و مقدار میں نارنگی کے برابر اور رنگ میں سرخی آمیز پوری خوبانی یعنی اپریکٹ کی طرح ہوتا ہے اگر اس پہل میں کسیدہ رزشی ہوتی تو نہایت لذیذ ہوتا بہر حال اسکا مرتبہ خوب ہوتا ہے کروا مٹھاسٹن کا درخت تخم سے تیار ہوتا ہے اور ہر پہل کے درمیان تخم بکثرت ہوتے ہیں۔ اور اسکی تخم کی ساخت ریٹہ دار ہوتی ہے۔ اس درخت کی پرورش کے واسطے اگر آم کی کہا د استعمال کی جائے تو خالی از نفع نہوگا۔

Canthochymus Pictorius تومل

یہ درخت بھی ہندی وطن ہے قد میں چالیس فٹ تک بلند ہوتا ہے اسکی شکل خوبصورت اور خوشنما ہوتی ہے دیکھنے میں تومل کا پہل جو کڑے کے برابر ہوتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے

پہل کی جلد سطح اور چمکیلی زرد رنگ ہوتی ہے۔ یہ پہل اگر ترش نہوتا تو خوب ہوتا اسکے ذریعہ کی ترشی اس پہل کے تمام لطف کو ضائع کر دالتی ہے (Firminger) کہ حسب لکٹی میں کہ مرتبے بنانے پر بھی اس پہل کی ترشی زایل نہیں ہوتی۔ اگر تربیت و پرورش کے ذریعہ سے یہ درخت شیریں پہل پیدا کر سکے تو ایسی حالت میں یہ درخت اور عمدہ شہر درختوں کو برابر تصور کیا جاسکتا ہے۔

تو مل کا پہل نصف ستمبر میں مراد پر آنے لگتا ہے اگر اس وقت میں اسکے پہلوں کی حفاظت کافی نہ کیا تو بڑی چمکا ڈیں اسے ضائع کر ڈالتی ہیں۔

Calypaccian Longifolium دندی

اسکا درخت دکھن میں کثیر الوجود ہے بخار میں دو تین درخت کے سوا جوا طرف ملک میں موجود ہیں اور کہیں نہیں دیکھے جاتے ہیں اس درخت کا قد چوٹا مگر خوش جمال ہوتا ہے اور پتے خوش نما اور سبز رنگ ہوتے ہیں اسکا پہل تخم اوگ کے برابر ہوتا ہے اور یہ پہل پر اسے خود تخم ہوتا ہے یعنی اسکے تخم اور جلد کے درمیان محض خفیف سا مغز رہتا ہے جس میں عرق گلاب کی سی کیفیت ہو جاتی باقی جاتی ہے واقعی یہ پہل کوئی گھناہکی چیز نہیں ہے گو بعض اشخاص کہتے ہیں کہ یہ طعم میوہ جیٹے میں یہ میوہ پختہ ہونے لگتا ہے اور اسکا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے۔

Star apple اسٹار اپل

اس درخت کا وطن ملک امریکہ ہے اسکا پہل بڑے سیب کے برابر ہوتا ہے۔ پہل کے اندر دس خانے ہوتے ہیں ہر خانے میں ایک تخم ہوتا ہے ہر تخم کے چاروں طرف ہڈیاں

ہیں۔ اوک ملک انگلستان کا ایک بڑا درخت ہے جسکی لکڑی سے اہل فرنگ جہاز بناتے ہیں یہ درخت طویل ہوتا ہے داروک شایر (Shair) میں ایک درخت ہے جسکی عمر تین ہزار سال کہتے ہیں۔

شیرین اور خوشگوار ہنر لپٹا ہوا رہتا ہے۔ فرنیچر (Furniture) صاحب لکھتے ہیں کہ جو درخت کا ٹکٹہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں اسٹار اپیل کے نام سے مشہور ہو وہ کوئی اور درخت نہ ہوگا کہ اس کا پہن کر وندے کے برابر ہوتا ہے اور ذائقہ میں بھیکا محسوس ہوتا ہے لیکن جب اس کے پھلوں کو خشک کر کے رکھتے ہیں تو اوں کا مزاج خشک چیری کے طور کا ہو جاتا ہے یہ بیان ڈیمن اسٹار اپیل (Dendron ^{علم} ~~apil~~) کے حالات و تطابق رکھتا ہے اور درخت مذکور بالا سے بالکل بے سروکار ہے یہ میوہ نصف فوری میں پختہ ہوتا ہے۔

دو لون قسموں کے اسٹار اپیل کے پتے نہایت خوشنما ہوتے ہیں اور ان کے درخت زمین مکان و باغ کی نظر سے لگائے جاتے ہیں۔ اسکے پتے کے آخر کا حصہ چھلکا سوہرا رنگ ہوتا ہے اس واسطے اس درخت کا نام اسٹار اپیل ہوا انگریزی میں اسٹار ستار کو اور اپیل سب کو کہتے ہیں۔

(Namee Sapota)

مامی سیاٹو

اس درخت کا وطن امریکہ جنوبی اور بھی چند جزائر امریکہ ہے ان مقاموں میں اس درخت بکثرت پرورش کرتے ہیں اس درخت کا پہل بیضاوی شکل بزرگ مقدار اور ہوا رنگ ہوتا ہے پہل کی جلد گہری ہوتی ہے نہ جلد نہایت شیرین اور لذیذ مغز مرتبے یا ربڑی کی طرح موجود رہتا ہے یہ میوہ بچہ لذیذ ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ ہندوستان میں اس میوے کے پیدا کرنے کی طرف کسیکو میلان نہوا بقول ڈاکٹر وائٹ (Dr. White) اس میوہ کا درخت شش ماہ میں کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں نصب کیا گیا تھا مگر ۱۳۷۱ء تک بار بار نہوا تھا اور اب موجود نہیں ہے ارباب شوق کو لازم ہے کہ اس عمدہ میوہ دار درخت کی نسبت کچھ تجربہ حاصل کریں۔

Sapota

سیاٹو

اس نخت کا چیکا (Jamaica) وطن ہے اس کا قد درخت پھول کے قریب قریب بلند ہوتا ہے۔ اسکے پتے خوبصورت اور سایہ دار ہوتے ہیں جو شمس جمال ہونیکے باعث درخت بہت باغ و بہستان منسوب ہے۔ پیداوار مٹر کے اعتبار سے جس قدر محبوب و مطبوع سمجھا جاوے بجائے اس کا پھل اوسط درجہ کے کوٹکے برابر پھول رنگ ہوتا ہے۔ جنہاں کی اور باریک ہوتی ہے۔ مغز کا رنگ بھی پھول ہوتا ہے۔ تخم سیاہ رنگ ہوتے ہیں۔ لذت و ذائقہ کے اعتبار سے واقعی بہت میوہ فرد ہے۔ مولف کو یہ میوہ حد درجہ مطبوع ہے اور تمامی ابواب شوق جو اس میوہ سے مطلع ہیں اس کی اعلیٰ درجہ کی خوش ذائقگی اور عذگی سے تمام تر اعتراف رکھتے ہیں۔ مولف نے اس کی غایت عذگی کے خیال سے چند درخت اپنی باغ و عین لگاؤ میں۔ ایام گرمیاں میں بہت میوہ عجب لطف دکھاتا ہے۔ اس کی خشکی دفع حرارت کرتی ہو اور دل کو عجب طرح کی ٹھنڈک پہونچاتی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ ملک بنگالہ کے سوا اس میوہ کے درخت ہندوستان کے اور حصوں میں کتر دیکھو جلتے ہیں اطراف کلکتہ میں اسکے درخت بہت ہیں ہاگلیو تک اسکے درخت اکثر دیکھو جاتے ہیں اور خوب پلورہ ہوتے ہیں۔ مگر پٹنہ میں گویا نہیں ہیں اگرچہ بھی تو بہت کم ہیں ایسا نہیں ہے کہ پٹنہ اور اطراف پٹنہ کی اراضی کو اس درخت کے بالیدہ کرینکی صلاحیت نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو مولف کے لگائے ہوئے درخت بھی جو اطراف پٹنہ میں ہیں بالیدہ ہو سکتی ضلع شاہ آباد میں جو ضلع پٹنہ کا ہم سرحد ہے سیاٹو کے چند درخت موجود ہیں اور بارہور بھی ہوتے ہیں ان باتوں کو بخوبی ثابت ہے کہ ضلع پٹنہ کی اراضی اور آب و ہوا اس درخت کے بالیدہ کرینکی صلاحیت رکھتی ہے۔

سپاٹو کا درخت دو بار سال میں پہل لاتا ہے ایک نو اگست میں اور بار دوم ماہ فروری سے لیکر ماہ مارچ تک اگست میں کمتر اور ہوتا ہے لیکن دوسری فصل میں جب مراد پہل لاتا ہے یہ درخت ۵ برس کی عمر میں پہل لانا شروع کرتا ہے اور پندرہ برس میں جوانی پر آتا ہے جو ان ہو کر اس قدر پہل دیتا ہے کہ پہلوں کا شمار دشوار ہو جاتا ہے اس درخت کی عمر طبعی بھی پچاس سال سے کم نہیں ہے اگر اسکی تقویت اور تغذیہ کا سامان ہو کر سے تو اور بھی زیادہ زندہ رہ سکتا ہے۔

سپاٹو کا پہلی سیلے رنگ کا ہوتا ہے اور ایک گچھو میں چند عدد آویزان رہتے ہیں بعض درخت کا پہل گول اور بعض کا بیضاوی ہوتا ہے گرد و فون قسموں کے درخت شکل و قامت میں یکساں ہوتے ہیں بظاہر کوئی فرق نہیں محسوس ہوتا ہے۔ تغذیہ اور تقویت کے لئے برادۂ استخوان و مایہ بوسیدہ دینا چاہئے اور جو ترکیبیں آم کے بارور کر نیکی لئے مذکور ہوئی ہیں سپاٹو کو بھی فایده پہنچا سکتی ہیں۔

سپاٹو کا درخت چم سے بھی تیار ہوتا ہے مگر پیوند بخشی پر مزج ہے اسکا پیوند آم کے پیوند کی طرح تیار کرتے ہیں کہرنی کے بیجوں سے پیوند تیار ہوتا ہے خود سپاٹو کا بیج پیوند لگانے کے لئے صرف کافی نہیں ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ تخمی سپاٹو تخمی آم کی طرح بہت دیر میں بارور ہوتا ہے اس واسطے سپاٹو کا درخت پیوند کے ذریعہ سے تیار کرنا چاہئے۔

Mimusops Kanki

کہرنی

یہ درخت چین و منیلا (Manilla) والا بار میں توجہ کے ساتھ پروردہ کیا جاتا ہے۔ سو یہ ہمارے جنگلہ میں بھی اسکا درخت دیکھا جاتا ہے اور سکناے سندھ کی کئی جگہ

یہ درخت ہوتا ہے۔ اس پہل کو رغبت کے ساتھ کھاتے ہیں۔ گرمیوں کے دن میں اس کا پہل
 بخت ہوتا ہے۔ پہل چوٹا زرد اور کبھی کبھار کے ساتھ لکھا شیریں ہوتا ہے۔ مغربی
 دودھ لٹا کر پایا جاتا ہے۔ یہ حیثیت مجموعی یہ میوہ بہت قابل تعریف نہیں ہے مگر اس قدر
 قابل تعریف بھی نہیں ہے جیسا کہ اہل یورپ کا خیال اس کی نسبت ہے۔ اہل یورپ کھرنی کا درخت
 اس کے پہل کے خیال سے نہیں لگاتے ہیں لیکن چونکہ یہ درخت خوشنما اور سادہ دل ہوتا ہے
 اس وجہ سے اس کا لانا پسند کرتے ہیں۔ کھرنی کا درخت قد آور لیکن لمبی اتر ہوتا ہے۔ اس کا
 پہل قبض پیدا کرتا ہے مگر انجنا دمنی کی قوت رکھتا ہے۔

(Date Plum.)

ولایتی گابجھ

یہ درخت چینی وطن ہے مگر اطراف کلکتہ میں کثرت پایا جاتا ہے۔ قد بلند پتے بزرگ اور کثیر رکھتا ہے
 خوشنما کے اعتبار سے یہ درخت قابل توجہ ہے چوٹے باغون کے کام کا نہیں ہوتا ہے۔
 وسیع باغون میں اس کو جگہ دینا مفایہ نہیں رکھنا اس کا پہل مقدار میں بڑے سیب کے برابر اور
 رنگ میں سینور کے مانند نہایت کھلتا پھرخ ہوتا ہے اس پہل کا ذائقہ سراسر اس کے قابل توجہ
 گو عوام کثرت اسے کھاتی ہیں اہل چین اس کے پہل کا مربے بناتے ہیں۔

ولایتی گابجھ کا درخت تخم سے تیار کیا جاتا ہے۔ نظر تین اس کو کوٹھنوں کے سامنے لگانا
 غیر مناسب معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اس کی پتیوں کی سبزی اور پھلوں کی سرخی قابل توجہ ہے۔

Orange

کولا وغیرہ

کولے کی چند قسمیں ہیں بعض ہندی وطن اور بعض دوسرے ملکوں سے ہند میں لائے گئے ہیں
 مقدار و ذائقہ کے اعتبار سے ہر قسم کا ایک خاص طور سے یقینہ ذیل کی ملاحظہ سے ہر ایک قسم

ص اور متعلقات اسپین (Spain) سے ہے۔

حالات ضروری در یافت میں آجائینگے۔

نمبر جاری	نام قسم	کیفیت
۱	کولائیٹا ریسس	پہل قدری بزرگ پوست غیر مسطح اور گندہ شیریں کم ترش تر یا خوب پختہ ہونے پر کیقدر ترشی کم ہو جاتی ہے۔ اگست کے مہینے میں پھول دیتا ہے اور فروری کے مہینے میں اسکا پہل مراد پر آتا ہے اور مارچ تک رہ سکتا ہے۔
۲	کولافیس آباد	یہ پہل بھی مثل نمبر گوتا ہے پٹنہ اور اطراف پٹنہ میں اکثر ہی نمبر اور ۴ کے گولے دیکھے جاتی ہیں۔ تقریباً غالب دونوں نسل واحد سے ہیں لکھنؤ میں ہی یہ دونوں قسمیں موجود ہیں۔
۳	کولاسلٹ	اقسام بالا سے مقدار میں اسکا پہل چوٹا ہوتا ہے مگر پوست باریک اور مسطح ٹمکی شکل گول جسم کے اندر باہر بویا عزا شیریں خوشگوار ہلکی چاشنی کے ساتھ ایسا مطبوع کہ زبان بیان میں قاصر۔ یہ پہل لاکھوں اطراف سلٹ سو کلکتہ میں فروخت ہونے کو آتا ہے اور ایام سرمایہ میں اوسی کثرت سے ملتا ہے جس کثرت سے آم اپنی فصل میں میسر ہوتا ہے۔ یہ بات تحقیق ہو چکی ہے کہ کلکتہ میں جو کوئی اطراف سلٹ سو آتے ہیں خام توڑ کر لائے جاتے ہیں اگر خام ملائے جاویں تو کلکتہ تک صبح و سالم نہیں پہنچ سکتے ہیں پس جب خیر مراد پہل ایسے لذیذ ہوتے ہیں تو جو اپنے وطن میں با مراد ہونے میں کیسی ہوتے ہونگی جن لوگوں نے اطراف سلٹ میں اس میوہ کو حالت مراد میں ذائقہ کیا ہے اونکا بیان یہ ہے کہ اس میوہ کی لذت احاطہ بیان سے باہر ہے۔

نمبر شری	نام قسم	کیفیت
۴	کولاناگپور	<p>یہ کوئی کیفیت میں اپنا جواب نہیں دیتا جو چاشنی یا ترشی نام کو بھی اس کو لے میں نہیں ہوتی ہے مگر یہ ایک مسلت کی کوئلے کے برابر شاذ اب نہیں ہوتا ہے اکثر اشخاص اسکو سلاٹ کے نام سے جانتے ہیں بلکہ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکو شیریں کوئلے کا لطف پیدا نہیں کرتی ہوا کے ساتھ یہ قسم مسلت کی کوئلے کے برابر ہو یا بھی نہیں ہوتی ہے بلکہ عدم پیدا کر کے مسلت کے برابر ہو یا نہ ہو یہ قسم بھی ایسی عمدہ ہے کہ اپنی وضع خاص میں اپنا جواب نہیں رکھتی ہے۔ پٹہ اور سندھو تار کے اکثر شہر دن میں ایام گرما میں ناگپور کے کوئلے پہنچتے ہیں اور انوقت کہ اکثر قسمیں کوئلوں کی ختم ہو جاتی ہیں خاص کر جبکہ مسلت کی کوئلے منقود ہو جاتی ہیں تو ناگپور کے کوئلے جب لطف دکھائی ہیں۔</p> <p>ہندوستان میں جنوبی ناگپور کے کوئلے کی نسل پہلی ہوتی معلوم ہوتی ہے مگر یہ قسم ناگپور سے بہتر کہیں نہیں پیدا ہوتی ہے۔</p> <p>ایک قسم ناگپور کے کوئلے کی سال میں دو بار پہل لاتی ہے۔</p> <p>بار اول فروری اور مارچ میں پہل دیتی ہے اور پہل جولائی جولائی میں مراد پر آتا ہے بار دوم جولائی اور اگست میں پہل دیتی ہے اور پہل جاڑوں میں پختہ ہو کر مارچ تک میسر آتا ہے ناگپوری کوئلے کا پوست مسلت کے کوئلے کے پوست کی طرح کسا ہوا نہیں رہتا ہے اور اسکی شکل بھی مسلت کے گول کے برابر خوبصورت نہیں ہوتی ہے۔</p>

نمبر شمار	نام	کیفیت
۵	سنگدہ	اطراف دہلی و سہارنپور وغیرہ میں اس کو لے کر لیا جاتا ہے۔ دیکھی جاتی ہے مقدار میں بھی اس کا ثمر بزرگ ہوتا ہے۔ اور شیرینی معقول رکھتا ہے اسکی پرورش ارباب شوق پر واجات سے اس اطراف مذکورہ سے اسکی درخت لکھنؤ وغیرہ کی طرف آتے گئے ہیں لیکن کمتر مروج ہوئے ہیں یہ قسم کو لے کر بھی قابل توجہ ہے۔ یہہ کو لا مقدار میں بزرگ ثمر سے میں شیریں اور صورت میں خوش آئند ہوتا ہے۔ ہندوستان میں یہہ قسم جزیرہ مالٹا سے آئی ہے اور اب ہندوستان پھیلتی جاتی ہے۔
۶	مالٹا	واضح رہے کہ مالٹا کی تین قسمیں ہندوستان میں دیکھی جاتی ہیں۔
۷	ہینڈارین	اس قسم کے کو لے کا پھل چوٹا ہوتا ہے مگر لذت ہونے کے باعث بہت کچھ قابل توجہ ہے اسکی بو بانی بھی نہایت مطبوع ہوتی ہے۔
۸	نارنگی	اسکی بہت قسمیں ہندوستان میں دیکھی جاتی ہیں بعض شیریں سلطے کے کو لے کے مانند ہوتی ہیں اور بعض چاشنی دار بنارسی اور فیض آبادی کو لے کی طرح اور بعض اس قدر ترش کہ اونکار زبان پر رکھنا ناگوار ہوتا ہے مگر شیریں قسموں کی بہت سی

نمبر شمار	نام قسم	نام زبان انگریزی	کیفیت
۹	کولامپلی	Seville	<p>نارنگی مشہور و معروف ہے یہ ایک مقام قرب ازبکستان میں ہے۔ ایک قسم نارنگی کی جوتی ہے جسے پینی آرڈو کہتے ہیں۔ یہ قسم بھی قابل ذائقہ جوتی ہے۔</p> <p>اس قسم کے کوٹے کا وطن ملک اسپین (Spain) ہے مگر یہ کوٹا ہندوستان میں بھی پھیل دیا ہے۔ کلکتہ کے اطراف میں یہ قسم دیکھی جاتی تھی۔ اس کا مربے خوب ہوتا ہے۔</p> <p>انگلستان میں اس قسم کے کوٹے کو اس کام کے واسطے مناسب ترین کوٹا جانتے ہیں۔</p> <p>سلاٹ کو کوٹے کے مانند ہوتا ہے مگر ہندوستان میں اسکے درخت کم دیکھے جاتے ہیں۔</p>
۱۰	کولاشٹی		
۱۱	کولاشچین	Tangerine	یہ قسم فین انگریزی کو لون کی مین ملک پنجاب میں
۱۲	سینٹ میکیل	St. Michael	کرنیل کلار (Colonel Clarke) ان اقسام کو
۱۳	اسمال بلڈ	Small blood	بہت خراج کر کے لے آئے تھے لیکن فرنیچر
۱۴	لارج بلڈ	Large blood	(Firminger) صاحب لکھتے ہیں کہ ناچو
۱۵	لارج اوول	Large Oval	کارکنان باغات سرکاری کے باعث یہ سب قسمیں
۱۶	لارج وایت	Large white	صانع ہو گئیں اور اب جو دو ایک قسم موجود تھی
			تو اوکی غفلت درزی کے سبب سے ایسی خراب
			ہو رہی ہے کہ اوکی اصلی حالت بالکل زایل ہو گئی و
			اور اس کا وجود و عدم مساوی ہو رہا ہے مولف کو

سے کوئی اطلاع دینی نہیں ہے۔

عمدہ کوئی اور نالی کے درخت، چشمہ سے تیار ہونے والے کوسے کے درخت تیار کرنا بہترین طریقہ ہے۔

اگر الیمون کے بیج سے چشمہ تیار کیا جاتا ہے، تو ہم سے تیس ابروے نسل ہوتا ہے مگر تھکی درخت قابل اعتبار نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں کہ قلم اور دابے کے ذریعہ سے بھی کوسے کا درخت تیار ہوتا ہے مگر چشمہ کے برابر عمدہ نہیں ہوتا ہے۔

کوسے کے درخت کے نصب کرنیکا زمانہ وہی ہے جو آم کے واسطے مندرج کتاب ہذا میں ہے مولف اسیکا کار بند رہا ہے اور کبھی ناکام نہیں ہوا ہے۔

جب تک درخت چھوٹا رہتا ہے تب تک ایک قسم کا کثیر اسکے پتوں کو کھانے پر آمادہ رہتا ہے باغبان کو لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو اس کیڑے کے دفع کرنے میں کوشش کرے۔ درخت سترہ سالہ ہو جاتا ہے تب اس کیڑے سے درخت کو نجات ملتی ہے مگر جب درخت پانچ سالہ تھا تب ایک دوسری قسم کا کثیر پیدا ہوتا ہے کہ جو درخت کی شاخوں کے اندر داخل ہو کر تمام درخت کے اندرونی جسم کو کھا جاتا ہے اور رفتہ رفتہ آخر کار درخت خشک ہو جاتا ہے اس کیڑے کی درخت کو بچانے کا بہم طور ہے کہ تبا کو کو پانی میں تر کر کے چکاری کے ذریعہ سے آب تبا کو کو اندرون سوراخوں کے جھین یہ کیڑا درخت کی شاخوں میں بناتا ہے پہونچا نچا ہٹے اور آب تبا کو سے تمام درخت کو بھی دھونا لازم ہے اس ترکیب سے ہم کبھی کیڑا مر جاتا ہے بجائے آب تبا کو اگر فرسٹ کے درخت کے پتوں کو پسکر اور پانی میں ملا کر کیڑوں کے سوراخوں میں چکاری دیں تو بھی نتیجہ حسب مراد پیدا ہوتا ہے یعنی چکاری کے پہونچتی جو کیڑا اندر رہتا ہے فرسٹ کو پتے کے اثر سے فوراً باہر نکل آتا ہے تب باغبان کا کام یہ ہے کہ ان کیڑوں کو دست پڑا سے علیحدہ کرے اور جس قدر کیڑے ہوں سب کے دور دفع کرنے میں کوشش کرے بعض اشخاص تبا کو کا سفوف ان کیڑوں کے بنائے ہوئے سوراخوں میں دھو کر دیتے ہیں اور

اس ترکیب سے بھی کیرٹے مرجائے ہیں بہ نظر استخفا اگر آبِ تبا کو سب تمام درخت کو مہینے دو بیٹھیں
دھوپا کریں تو کسی قسم کا کیرٹہ درخت کو ضایع نہیں کر سکتا ہے۔

ہندوستان میں بالیوں کا یہ قاعدہ ہے کہ کتوبر کے مہینے میں کوئلے کے تھالے لے کر دو ہفتہ تک
جرڑوں کو کھلی رکھتے ہیں۔ اور بھوڑان گو بر بوسیدہ درختوں کی جرڑوں میں ڈال کر پھر تھالوں کو بند
کر دیتے ہیں اس کو دس مہینے میں باریک جڑیں جو باریک رگوں کے مانند ہوتی ہیں کٹ جاتی ہیں اور
ہندی مالی انہیں جالا سمجھ کر بالقصد اوگو دور کرنے میں کوشاں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ انہیں باریک
جرڑوں کے ذریعہ سے درختوں کی موٹی جڑیں تغذیہ پاتی ہیں اور جب ایسی حالت میں گو بر یا کوئی
کھاؤ درختوں کے تغذیہ کی نظر سے جرڑوں میں ڈالی جاتی ہے تو بوسیدہ تغذیہ کے برابر ہو جاتا ہے
باعث کسی وضع کا تغذیہ درختوں کو نصیب نہیں ہوتا ہے اور کھاؤ کا دینا یا بندنا برابر ہو جاتا ہے
اس حقیقت سے ناواقف ہونیکے باعث ہندوستانی مالی کوئلے کے درختوں کو صدمہ عظیم
پہونچاتے ہیں جبکہ سب سے صرف بارور زمین ہی نقصان نہیں لاحق ہوتا ہے بلکہ آخر کار تمام
درخت کمزور ہو کر خشک ہو جاتی ہیں۔

کوئلے کے درختوں کی تقویت و تغذیہ کے واسطے کھاؤ مندرجہ ذیل نہایت مفید ہوتی ہے۔
سرخ کھلی تخم بید انجیر تماکو برگ انبہ بوسیدہ سفوف استخوان سوختہ
سب کو خم میں ڈال کر پھر درخت میں بقدر انداز درختوں کی عمر کو خیال کر کے دینا چاہئے اس
نسخہ کے علاوہ کھاؤ جو نسخہ آم کی واسطے مندرجہ کتاب مذکور میں افیوہ کار بند ہونا ضروری
متصور ہے اگر ان نسخوں کی تعمیل بالاحاطہ خرچ ہوگی تو کوئلوں کے درخت سے مستفیع ہونا
ایک امر یقینی ہے اعراض حاصل کے رو سے کوئلے کی پرورش آم اور لیچو کی طرح نفع بخش

موجود چوٹی چھلیوں کی کھاؤ بھی گولانارنگی ہستابی اور افام لیون کو نہایت نفع بخش ہوتی ہے اس
کھاؤ کو ان افام کے درختوں کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے مگر اس کھاؤ کو قتل دیدان اور
طر و سولام کی قوت نہیں ہے اس لئے نسخہ بالا کے استعمال کی حاجت ہوتی ہے۔

ہوتی ہے لیکن یہ امر قابل لحاظ ہے کہ جس طرح آم کے تھالے کو کھود کر کھاد درختوں میں داخل کر دیتے ہیں اوس طرح کوئلے کی جڑوں میں کھاد نہیں دینا چاہئے۔ اگرچہ کھاد دینے کی ترکیب یہ ہے کہ جڑوں کو کھودنے کی عوض تھالے میں جگہ جگہ سوراج بنانا چاہئے اور پہلے ان سوراجوں کو کھاد رقیق جسکا بیان آم کی بحث میں آچکا ہے دینا چاہئے جب کھاد رقیق خشک ہو جائے تب جو نسخہ کہ بیان اوپر بیان ہوا ہے اوسکے اجزائی مرکب سو ادون سوراجوں کو بھرا جائے اور پھر تمام تھالے میں کھاد کو بٹا کر اوپر سے نئی مٹی دوسرے دینا چاہئے ان ترکیبوں سے امید کی جاتی ہے کہ جو درخت بار در کبھی نہیں پوتا ہے وہ بھی بار وریوگا اور عموماً ہر درخت کثرت سے پھل دیگا کوئلے کا درخت کثیر الاثمار ہوتا ہے مگر سردستانی مالدیون کی جہالت اور حماقت سے بیشتر زراب ہو جاتا ہے کوئلے کا درخت ۲۰ فٹ تک بلند ہوتا ہے اس واسطے اسکو ایک دوسرے کے بہت قریب نہیں نصب کرنا چاہئے۔ ہر درخت ایک دوسرے سے ۲۰ فٹ فاصلے سے کم نہیں لگانا چاہئے فاصلہ مناسب پر لگانے سے عموماً ہر درخت حسب مراد بار وریوگا ہوتا ہے اور روشنی کا لحاظ ضروری ہے ان درختوں کے بغیر نہ درخت بالیدہ ہوتا ہے اور نہ حسب مراد ثمر دیتا ہے پورٹ نیٹیل (Port Nettle) میں ایک کوئلے کا درخت ۲۰۰۰۰ بیس ہزار دانہ تک ثمر دیتا ہے علی زمین و لطافت آب و ہوا کو ہر چیز پیداوار اثمار میں بہت دخل ہے مگر بدبیری کا اثر بدبھی غیر منفی باعث ہوتا ہے چنانچہ ہندوستان میں کوئلے اور اقوام نارنج کی بد حالی اسی سؤ بدبیری سے منبج ہوتی ہے جس طرح کھڑی اور پانی آم کے لئے درکار ہے کوئلے بھی ان چیزوں کے محتاج ہیں گرمیوں کے دن میں سیرابی مناسب درکار ہے جب کوئلہ پھول چکے اور چھوٹے دانے پہل کے لگ چکین اوسکے بھوسے سیرابی میں غفلت نہیں کرنی چاہئے یہ پھول دینے کی حالت میں درختوں کو سیراب نہیں کرتے ہیں بوقت کی سیرابی سے پھولوں کے چھڑ جانیکا خوف رہتا ہے۔

کوئلے کے درخت پر سبیل التزام جہانٹے جانیکے تحاشاً لادیر وغیرہ کی طرح نہیں ہونے میں یورپ کے

ملکوں میں سالانہ التزام کے ساتھ زمین چھانٹے جاتے ہیں اور ہندوستان میں بھی انکا چھانٹنا ضروری مقصود نہیں ہے لیکن چونکہ کوئلے انارنگی کے درخت بھی چھانٹے جاتے ہیں۔ نئی شاخیں جلد بکثرت پیدا کرتے ہیں اس واسطے کبھی کبھی انکا چھانٹنا جانا انکی حق میں مضر نہیں ہوتا بہر حال اگر کبھی ان درختوں کی شاخیں چھانٹیں تو اس امر کا لحاظ ضروری ہے کہ وہ شاخیں جو ایک سال کی ہیں ان پر چھری نہ چلے کس واسطے کہ یہی ایک سال کی شاخیں پھول لاکر بارہویں ہوتی ہیں۔

ماہتابی

اس میوہ کا درخت کوئلے کے درخت سے بڑا ہوتا ہے اسکا پتہ بھی کوئلے کے پتے سے زیادہ عریض اور پہل بھی کوئلے کے پہلوں سے زیادہ کلاں ہوتا ہے۔ اس میوہ کی بھی چند قسمیں ہیں جیسا کہ نقشہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

نمبر	نام قسم	کیفیت
۱	ماہتابی بیضاوی شکل مسخ مغز	یہ سب زمین ٹائف مقاموں میں مختلف مقدار کی دیکھی جاتی ہیں
۲	ماہتابی بیضاوی شکل زر مغز	ظاہر اور درخش عقول کو انکی مقدار اور خوش ذائقگی میں
۳	ماہتابی بیضاوی شکل سفید مغز	بہت کچھ دخل ہے بعض باغوں میں ایسی بڑی بڑے پہل
۴	ماہتابی چکیا مسخ مغز	نظر آئے ہیں کہ دیکھ کر تعجب گزرتا ہے بعض مقام کے پہل
۵	ماہتابی چکیا زر مغز	شوخ شیریں اور بعض کی تلخی شیرینی بلکہ ترش بھی
۶	ماہتابی چکیا سفید مغز	ذائقہ میں در آخر میں شادابی اور پرمروگی کی
۷	ماہتابی چینی مسخ مغز	جو بھی کیفیت دیکھی جاتی ہے۔
۸	ماہتابی چینی سفید مغز	

اس میوہ کا اصل وطن چین یا اطراف چین و ہندوستان میں بہ استثنای صوبہ بنگالہ ماہتابی کا

درخت بکثرت نہیں پایا جاتا ہے سرکاری باغخانے لکھنؤ دسہارنپور ولاہور میں اس میوہ کے درخت اب موجود ہیں اور ظاہر شاہد اب بھی میں مگر نگالہ کی آب دسہا کو اسکے ساتھ زیادہ مناسبت ہو نکلنے میں اسکے درخت بہت ہیں مگر جسنور اور ہوگلی میں یہ میوہ نہایت شاداب اور خوش مزہ پیدا ہوتا ہے یہ تجربہ بولف ٹینہ اور اطراف ٹینہ کی زمین بھی اسکے موافق ہے اور اگر سلیقہ کے ساتھ اس درخت کی پرورش ہو تو عمدہ پھل پیدا ہو سکتا ہے مگر اس دیار کے لوگوں کی ناواقفیت اور ناتوجہی اس میوہ کی ترقی کی مانع ہوتی ہے۔

یہ درخت آخر فردری میں پھول لاتا ہے اور اکتوبر یا نومبر تک اسکا پھل بچتا ہوا جاتا ہے جب قدر دیر کر کے اسکا پھل توڑا جاتا ہے اس وقت زیادہ خوش مزہ بھی ہوتا ہے۔ قبل از وقت جیسے سب میوے نامراد ہوتے ہیں دیا ہی بہ میوہ بھی ہوتا ہے مگر ناواقف اشخاص قبل از وقت توڑ کر اسکی بدمزگی کے شاکس جوتے ہیں۔ تقویت و تغذیہ درخت کی نظر سے اسکی جڑیں ماہ جنوری میں کھول دیجائیں اور کھاد سنخے چھو آم اور کوڑے کے بیان میں ذکر پاچکی میں ماستابی کے واسطے بھی مفید ہوتی ہیں۔ نمک کو پانی میں ملا کر اسکی جڑوں میں دینا اسکی پھل کو نہایت شاداب شیریں اور کثیر العرق بنانا ہے مڑی ہوئی مچھلی کی کھاد بھی اسکے واسطے بہت نافع ہے بلکہ یہ کھاد جمیع اشجار کے لئے مفید ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ مچھلی میں فاسفورس (فسفور) کثرت سے ہوتا ہے اور فاسفورس اشجار کے لئے ضروریات سے ہے۔

ماستابی کا درخت باغ کے لئے بڑی زینت ہوتا ہے اسکی سایہ دار گھرے سبز رنگ کے پتے اور بڑے خوش رنگ پھل بچہ خوش نما معلوم ہوتے ہیں واقعی یہ ہے کہ باغ درخت ماستابی کے بغیر بدنام معلوم ہوتا ہے اغراض محاصل کی نظر سے بھی یہ میوہ قابل توجہ ہے۔

ماستابی کا درخت یا تنخی ہوتا ہے بالائے یا پیوند کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے تنخی بالائے یا پیوند کے پرکار نہیں ہوتا ہے۔ یہ رسکا دانت لٹے سے تیار کیا جاتا ہے مگر عمدگی مڑ کے اعتبار سے انٹے اور پیوند میں ہر دو کا دل کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جب پیوند سے تیار کیا جاتا ہے تو کرنے

لیمون کا بیج درکار ہوتا ہے۔ ماہنامہ کی کارڈز میں سال میں کی مقدار بار آور ہو سکتا ہے مگر بیج نہیں
حب مراد پہل دیتا ہے۔

Lime, Lemon, Citran

لیمون

شکل و مقدار و ذائقہ کے اعتبار لیمون کی چند قسمیں ہیں لفظ لیمون تمام اقسام پر دلالت کرتا ہے
نقشہ ذیل لحاظ طلب ہے۔

نمبر	نام قسم	کیفیت
۱	کافندی	اس قسم لیمون کا پہل مرغ کے انڈے کے برابر بعض مدور اور بعض قدری بیضاوی شکل ہوتا ہے پورے باریک اور پختہ ہونے پر زرد ہو جاتا ہے یہ قسم مطبوع خاص و عام ہے اکثر اسکے درخت باغوں میں لگائے جاتے ہیں اسکی ترشی نہایت مرغوب اور بہ خوش آئند ہوتی ہے منجملہ اقسام کافندی کے ایک قسم ہے جو دو آزدہ ماہ پھول پھل دیتی ہے جسے بارہ سیا کہتے ہیں۔
۲	پانی	اس قسم کے لیمون کا پہل خرد اور مدور ہوتا ہے مگر کافندی کی بویائی کو نہیں پاتا ہے۔ شکنا و سبک کو یہ قسم بھی بہت مرغوب ہے۔
۳	گور	اس لیمون کا پہل بیضاوی شکل اور مقدار میں جو پانچواں

۴	چینی گورا	اسکا پہل کو لے کے برابر بڑا ہوتا ہے اور معمولی گورے سے بہتر ہوتا ہے پوست باریک اور مزہ خوش آئند ہوتا ہے۔
۵	کمرانی	اس قسم کا پہل خوش نما زرد رنگ نازیل کے پہل کے برابر ہوتا ہے۔
۶	نیپالی کاغذی	معمولی کاغذی سے بڑا ہوتا ہے مگر اسکی ترشی کاغذی کی ترشی کے برابر مفرح نہیں ہوتی ہے۔
۷	چینی کاغذی	بہت خرد ہوتا ہے پوست باریک اور ترشی غالب رکھتا ہے مگر کاغذی کی ترشی کے برابر اسکی ترشی طبعاً نہیں ہوتی ہے۔ بدانت مولف کوئی لیموں کاغذی کے برابر خوش ذائقہ نہیں ہوتا ہے۔ کاغذی کی ترشی تمام اقسام لیموں کی ترشی سے نرمی ہوتی ہے۔ کاغذی سے بڑا ہوتا ہے مگر اور ہر بات میں کاغذی سے کم ہوتا ہے۔
۸	ضمیری	نیپالی کاغذی کے مانند ہوتا ہے مگر بعض بالکل بے تخم اور بعض کسب قدر تخم دار ہوتا ہے شاید اس قسم لیموں کا بے تخم ہونا ترکیبی سے بے تخم بنانے کی ترکیب بچوں کے بیان میں مندرج ہو چکی ہے۔
۹	نیپالی بے تخم	شاید یہ لیموں ضلع رنگپور کا ہے اسکے پہل کی شکل مدور اور جلد نہایت چکنی ہوتی ہے۔
۱۰	رنگپور	اسکا پہل بڑا اور پوست گندہ متخلخل ہوتا ہے۔
۱۱	تاپا	

۱۲

عربی

پہل پڑا اور پوست نہایت موٹا ہوتا ہے نمبر ۱ سے
لیکر نمبر ۱۲ تک کا ذکر ڈاکٹر وائٹ (Dr. White) نے
اپنی تصنیف میں کیا ہے مولف کو ان اقسام کی
نسبت علم ذاتی نہیں ہے اور فرسٹ صاحب

(Dr. Minge) نے ناواقف معلوم ہو گئے ہیں

اقسام لیمون بالا از نمبر ۱ تا ۱۲

طور سے تیار ہوتے ہیں مگر کاغذی پر

اور جو عمدہ اقسام میں انکو انشا یا چشمہ یا بیو

ڈیو سے تیار کرنا بہتر ہوتا ہے۔ جتنی قسمیں بالا میں

مندرج ہوئیں انکا پہول بویا کم ہوتا ہے اور یہ سب

قسمیں مختلف درجات اور انداز کی ترشش شربہ لکھتے ہیں

اس لیمون کا پہل ترشی سے کوئی سروکار نہیں رکھتا

مگر شیرین بھی خوب نہیں ہوتا ہے جہاں اسکی پرورش

خوب نہیں ہوتی ہے وہاں بہہ لیمون محض پیکا پہل

پیدا کرتا ہے اسکا پہل کو لے کر برابر ہوتا ہے شکل

مذکورہ بالا ہوتا ہے مگر پوست باریک اور ہلال کے اعتبار

سے عرق کس قدر شیرین رکھتا ہے ہر چیز بہہ دونوں

قسمیں کو لے کر برابری نہیں کر سکتی ہیں لیکن تو بھی

قابل توجہ ہیں۔ ارباب شوق ان دونوں قسموں سے

اپنے ہاتھوں کو خالی نہ رکھیں بہہ دونوں قسمیں دا بہ

اور اس سے تیار ہوتی ہیں انکا تخم و دھت اچھا نہیں ہوتا ہے۔

۱۳

لیمون شہری دیسی

۱۴

چینا شہری

۱۵ شریقی بیضاوی شکل

ایسی کی طرح ہوتا ہے مگر اسکا پوست بہت گندہ ہوتا ہے
چندان قابل توجہ نہیں ہے۔

۱۶ کرنا لیون

اسکی چند قسمیں ہیں اور سبکے پہل بزرگ مقدار میں
منجملہ اقسام کرنا کے ایک قسم ہے جو برٹن صاحب
(Burton) کے نام سے

موسوم ہے اس قسم کے کرنے کا پہل اور حصوں کے
کرنے کے پہلوں سے اسطور سے ممیز ہوتا ہے کہ
اس قسم کے پہل کا آخر حصہ شکاری طیسور کے منقار
کی طرح ٹیڑھا ہوتا ہے۔ گرسنہ کا درخت تخم یا دابے
کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے تمامی اقسام کرنا
پہل بہت بویا ہوتا ہے۔

۱۷ گلگل

یہ لیون کوہی ہے اسکا وطن کوہ ہمالہ ہے اور
اسکا پہل بہت بڑا ہوتا ہے۔ ہندوستان کے
سیدانی حصوں میں بھی دکھایا جاتا ہے اقسام گلگل
سے ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے کہ جبکہ پہل انگشت دار
ہوتا ہے لیکن انگلیاں مفلوج کی سی چنگڑی سی
ہوتی ہیں۔ دابے اور چشمہ سے بھی اسکا درخت
تیار ہوتا ہے۔ ماہیانی کا بیج جو اسکے چشمہ کے
درکار ہوتا ہے۔

۱۸ لیون سنگتراش

اس لیون کا پہل اوسط درجے کا ہوتا ہے مگر
اس لیون کے پہل میں قوت محکمہ بہت ہوتی ہے

اسکے پھل سے محال کی دراتیار کی جاتی ہے جس میں اس کے
گذاختہ کرنیکی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔

اس لیمون کو باغون میں مغزو نصب کرنا چاہئے۔
اسکے درخت بودہ گیا اور بالکی پور شہر میں موجود
میں مگر قلیل الوجود میں۔

واضح ہو کہ بودہ گیا ایک مقام جو اگیا میں ہے جہاں
بودہ کا بڑا مسجد واقع ہے اور جسکی مرمت سرکار ہما
کے انتہام سے حال میں ہوئی ہے۔

جو ترکیبیں کوٹا اور استامی کی پرورش اور بالیدگی کے لئے درکار ہیں اقسام لیمون کے لئے بھی ضرور ہیں
خواص حاصل کے لئے لیمون کی کاشت بہت نفع خیز منصوبہ ہے خاص کر کاغذی لیمون کی
جسکی ضرورت انسان کو بہت رہتی ہے۔

Bustard apple.

شریفا

اس درخت کو وطن کی نسبت محققین جو پ مختلف الراسے میں ڈاکٹر وایت (Dr. Wight) کی
تحقیق میں یہ درخت امریکہ وطن ہے سینٹ میل (Malaise) اسکو ایشیائی قرار دیتے ہیں
ڈاکٹر انڈرسن (Dr. Anderson) اس درخت کو ایشیا اور امریکہ دونوں کی طرف یکساں
منسوب کرتے ہیں۔ جو راسے صحیح ہو گا اس میں جاکے کلام نہیں کہ یہ درخت ہندوستان میں نہ
دراڑے ہے۔ ہندو اسے سینٹاپل کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا فی سینٹا زوجہ ہمارا چچم
یہ میوہ بہت مطہر تھا۔ واقعی یہ میوہ ایسا ہی لذیذ ہے کہ اسکی پسندیدگی ایک ایسی شہر آفاق
ہمارا فی کے علاج خصوصیت نہیں ہے ہر کہ جو مہ کو یہ میوہ مطہر ہے۔ اسکی شیرینی و فکلی و زہری
ترکیت بلا گفتگو قابل تعریف ہے۔ اس درخت کا پھل تین پاؤ اور کبھی سیرنگ وزنی ہوتا ہے مگر

جہان کی سر زمین اس پہل کے موافق نہیں ہوتی ہے وہاں اسکا پہل بہت چھوٹا بد مزہ اور لطف پیدا ہوتا ہے۔ تمام بنگالہ میں اس کے درخت کثرت سے دیکھو جاتے ہیں اور کم و بیش اچھے ہوتے ہیں صوبہ بہار میں بھی اسکی کمی نہیں ہے اور ہر چند صوبہ بہار میں بمقابلہ بنگالہ کے یہہ میوہ علی العموم اچھا نہیں پیدا ہوتا ہے تاہم بعض مقام کوہی میں اسکی پیداوار بکثرت اور قابل تعریف ہوتی ہے شیخوہ کی پھاڑی جو ضلع موگیر میں واقع ہے شریف کے درختوں سے بھری ہوئی ہے اور اس پھاڑی پر اس کے بہت اچھے پہل پیدا ہوتے ہیں۔ میدانی حصوں میں بھی بہتر مقام میں اچھے پہل پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ شریف کا درخت کوہ پسند ہے۔ میدانی کیوال زمین میں اسکا درخت بالیدہ نہیں ہوتا ہے چنانچہ مولف کو اسکا تجربہ کافی حاصل ہے جس کیوال زمین میں آم اور دود انار وغیرہ بکثرت نصب ہو کر خوب بالیدہ ہوئے وہاں مولف نے شریف کے قریب قریب ایکسوا درخت بھی لگائے تھے انہیں سے ایک درخت بھی باد جو بدورس معقول کے بالیدہ ہو سکا اور پٹنہ کی اراضی میں جہین سفال کے ٹکڑے ملے رہتے ہیں شریف کا درخت خوب بالیدہ ہوتا ہے اور خدمت کرتے حسب مراد پہل بھی لاتا ہے چنانچہ جتنے درخت مولف نے ایسی اراضی میں نصب کئے سب بالیدہ ہوئے اور اب حسب مراد بارور ہوتے ہیں۔

شریف کے بعض پہل قریب قریب مدور اور زیادہ بیضاوی مخروطی نما ہوتی ہیں۔ پوست پتگی میں نہایت نازک ہوتا ہے سطح ہونیکلی عوض تمام پوست پر کثرت سے بالیدگیان ہوتی ہیں جنہیں صوبہ بہار میں کوڑیاں کہتے ہیں۔ بلاشبہ ان بالیدگیوں کو کوڑیوں سے مشابہت ہے جب پتگی کا وقت آتا ہے تو کچھ پہلے سے ان کوڑیوں میں عفت پیدا ہوتی ہے اور بالیدگیوں کے درمیان کی جلدیں سبزی سفید کی ساتھ مبدل ہوتا شروع ہوتی ہیں جب کوڑیاں خوب بالیدہ اور درمیان کی جلدیں سفید ہو جائیں تب پہلوں کو توڑ لینا چاہئے کہ درخت میں جب بہہ میوہ پختہ ہوتا ہے تو اسے بطور جلد نقصان کر ڈالتے ہیں یا خود زمین پر گر کر پاش پاش ہو کر ضائع ہوتا ہے۔ نصف ماہ مئی کے قریب شریف کے درختوں میں پھول آتے ہیں اور اگست کے بعد سے پہل کینا شروع

ہوتا ہے اور نصف جاڑ سے تک پہل دیتا چلا جاتا ہے۔ بعض درخت ماہ مارچ میں بھی پھول لاتی ہیں اور بطور بارہ سستی کے پہل دیتے ہیں لیکن غیر فصلی پہل چندان مطلوب نہیں ہوتا ہے۔

لکھنٹ باگن صاحب (Pogson) لکھتے ہیں کہ ماہ اکتوبر میں شریفی کے درخت کو چھانٹنا چاہئے اور چھانٹنے کی واسطے فرنمبر (Framing) صاحب بھی ہدایت کرتی ہیں کچھ شک نہیں کہ انداز سے چھانٹنا شریفی کو مفید ہو سکتا ہے مگر اس بات کا لحاظ درکار ہے کہ اگر درخت حالت ثمر میں ہے تو چھانٹنے سے احتیاط کرنا چاہئے۔ سولف کی دانست میں اس درخت کو پہل لینے کے بعد چھانٹنا مناسب ہے اور چھانٹکر کھاد وہی دینی چاہئے جو کولاس کے بیان میں لکھی جا چکی ہے ہر جدید درخت اقسام خود درختان سے ہے تاہم پرورش کا اثر اس پر بیکار نہیں جاتا ہے میدانی مقاموں میں بلاشبہ یہ درخت پرورش کا محتاج ہو جاتا ہے اور اگر کھاد وغیرہ کا سامان نہ ہو سکے تو موقع سے کھری اور پانی کا التزام اسکے واسطے واجبات سے ہے کوہی مقاموں میں حالت خود روئی میں شریفی کا درخت ایسا بالیدہ ہوتا ہے کہ میدانی مقاموں پر جانفشانی کے بعد بھی نہیں ہوتا ہے چنانچہ اطراف دکن و کالھو پتا میں یہ بیوہ ایسا عمدہ ہوتا ہے کہ تمامی ہندوستان میں کہیں نہیں ہوتا ہے۔

ملک پنجاب میں شریفی کا درخت دیکھا نہیں جاتا ہے ظاہر اس درخت کے دکان نہیں ہونے کا کوئی سبب معقول بعین معلوم ہوتا ہے لازم ہے کہ اہل پنجاب اپنے ملک میں اس درخت کا تجربہ کرین شریفی کا درخت تخم سے تیار ہوتا ہے دابہ چشمہ وغیرہ اس درخت کے اجراءے نسل کے لئے درکار نہیں ہیں تین سال میں اس کا درخت تیار ہو جاتا ہے گو برہوسیدہ اس کی جڑوں میں دنیا بہت نفع بخش ہوتا ہے۔

Bullock's Heart.

رام پھل

یہ درخت ایشیا اور امریکہ دونوں میں پایا جاتا ہے ہندوستان میں اس کا نام اولاد

بہار میں کثرت سے ہوتا ہے اس درخت کو شریفیہ کے درخت سے مشابہت سے رام پھل جڑند
شریفیہ کی طرح کوڑی دار نہیں ہوتا ہے تاہم اسکا پھل مزے میں قریب قریب شریفیہ کے پھل کے
پہونچتا ہے البتہ جو شیرینی اور خوش ذائقگی شریفیہ میں ہوتی ہے رام پھل میں نہیں ہوتی
دونوں کے برگ کی ساخت بھی علحدہ علحدہ ہے اور دونوں درختوں کے قد میں بھی فرق دیکھا جاتا ہے
رام پھل کا درخت شریفیہ کے درخت سے زیادہ قد آور ہوتا ہے اور دونوں کی ٹھیک ٹھاکہ انوار کا موسم
بھی جدا جدا ہے رام پھل عین ایام گراما میں پختہ ہوتا ہے اسوقت میں شریفیہ کے درخت میں پھل کا
نشان بھی نہیں پایا جاتا ہے چونکہ رام پھل شیرین ہونیکے علاوہ نہایت خشک ہوتا ہے ایام گراما میں
اسکا میسر آتا بہت ہی غنیمت امر تصور ہے اسکی پرورش کی ترکیب یہی ہے جو شریفیہ کے واسطے
سندھ میں ہو چکی ہے۔

یہ درخت شریفیہ کی طرح تخم سے تیار ہوتا ہے شریفیہ کے طور پر اسے صلاحیت بھی چشمہ دابہ فلم
انٹا وغیرہ کے ذریعے سے لائے جانیکے حاصل نہیں ہے۔

Sour Sop.

ولایتی نونا

یہ درخت بھی شریفیہ اور رام پھل سے ساخت و مزاج میں مشابہت رکھتا ہے ولایتی نونا
وطن امریکہ ہے مگر گوشتی میں جو ملک آسٹام میں واقع ہے اس درخت کی کثرت دیکھی جاتی ہے
ہندوستان میں اسکا درخت نہیں پایا جاتا ہے اکثر سکناؤں میں اس درخت سے خبر نہیں رکھتے
اسکا قد چوٹا اور پتا سبز رنگ ہوتا ہے اور پتے میں تند و تیز ہوتی ہے۔
ٹرکھان مقدار پد اکر اسے اسکے پھل کا مزہ شیرین تر و شنی آمیز ہوتا ہے بعض اشخاص
اسکے پھل کو نہانے میں مگر جو اسکو اکثر ذائقہ کرتے ہیں کسی وجہ سے اسکی بد ذائقگی کی
شکال نہیں ہوتی۔ یہ مسلسل عادت اسکے ذائقہ کے جوڑے جاتے ہیں اسکی ٹھیک کا زمانہ

جولائی و اگست ہے۔ ولایتی نوٹا کا درخت خمی ہوتا ہے جس جڑ بنگالہ میں اسکا درخت دیکھا نہیں جاتا مگر
بقیاس مولف بنگالہ اور بربار کے مرطوب حصوں میں یہ درخت البیدہ اور بارود ہو سکتا ہے۔
ارباب شوق اگر اس درخت کو بہ تجربہ نصب کریں تو بیجا ہوں گا۔

Cheri moyes . چیری مایر

یہ درخت شریف اور رام پل کے اقسام سے ہے بلکہ اسکا پل ان دونوں کے پہلوں کا مجموعہ تصور
اس درخت کا وطن پیرو (Peru) ہے مگر گاس (Gass) کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جزیرہ جمیکا (Jamaica) کے بعض کوہی حصوں میں یہ
درخت حسب مراد بارود ہوتا ہے اسکے درخت عرصہ دراز سے سرکاری بومانیکل باغ ملکین بھی
موجود ہیں مگر اب تک بارود نہیں ہونے لگا مگر جیمسن (Dr. Jameson) کے رپورٹ میں بھی
یہ امر مندرج ہے کہ سہارنپور کے باغوں میں بھی چیری مایر کے درخت لگائے گئے تھے مگر وہ ان
بھی کبھی بارود نہ ہو سکے ان تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آب و ہوا ہندوستان
اس درخت کے موافق نہیں ہے جبکہ باعث تحقیقین کی کوششیں بیکار جاتی گئی ہیں لیکن یہ ممکن ہے
کہ بعض کوہی مقامات ہمالہ و نیلگری میں چیری مایر کے درخت حسب مزاد بارود ہوں چنانچہ فرنیو جب
(Dr. Frézier) کہتے ہیں کہ مڈگارکم (Madagascar) کے لائے ہوئے
تھوٹوں سے ان کوہی مقاموں میں فی الحال چیری مایر کے چھوٹے درخت تیار کئے گئے ہیں یہ اسباب
ظاہر اگر ان مقاموں میں چیری مایر کے درخت بارود نہ ہو سکے تو آئندہ اسکی باروری کی امید ساقط
متصور ہے نہایت مقام افسوس ہے کہ آب و ہوا ہندوستان اس درخت کی باروری کے
مخالف ہے اس درخت کا پل جو کہ لطافت میں بے نظیر سمجھا جاتا ہے مڈگارکم (Madagascar)
سے اعلیٰ عظم امریکہ کا ایک ملک ہے۔

مذکورہ تحریر سے جو مندرج ذیل ہوتا ہے چیری مایر کے پہل کی عمدگی ظاہر ہوگی۔

صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں بہت اقسام کے شریفے ہیں مگر چیری مایر جو ان میں سے بہترین قسم ہے ابھی تک ہندوستان میں پروردہ نہیں ہوا ہے جس شخص نے اس کے پہل کو کچھ ذائقہ نہیں کیا ہے اسے ابھی معلوم کرنا باقی ہے کہ میوہ کس کو کہتے ہیں یعنی جسے چیری مایر کے پہل کو ذائقہ نہیں کیا ہے اسے گویا عمر کو صانع کیا یعنی اچھا میوہ کبھی کبھایا ہی نہیں ڈاکٹر سیم جی (man - see) بھی اس میوہ کی عمدگی کی نسبت بڑی خوش عقیدگی کے ساتھ لکھتا ہے۔
حوالہ ظم لرنے میں جسکا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

انٹالس منکاسٹین اوچیری مایر دنیا کے عمدہ ترین میوے میں سے ان پہلوں کو ان مقامات پر پورے طور پر ذائقہ کیا ہے جہاں جہاں یہ میوے کمال مراد کو پہنچتے ہیں یعنی انٹالس کو بمقام گوالی (Guayquil) منکاسٹین کو جزائر ہند (Indian Archipelago) میں اور چیری مایر کو دامن کو انڈیز (Andes) میں اگر کم سے پوچھا جائے کہ ان تین میووں میں سے سب عمدہ کون ہے تو ہم ترجیح چیری مایر کو دینگے بلاشبہ ذائقہ میں یہ میوہ تمام دنیا کے میووں پر غالب ہے ہینک صاحب (Hank) کا یہ قول کہ چیری مایر کا پہل صحت قدرت کی کمال صناعی کا نمونہ ہے سراپا مملو صحت و راستی سے ہے۔

ہر چند تحریر مشترار کم و ڈاکٹر سیمین کی تحریرات بالاسے شد و بد کے ساتھ چیری مایر کی بے شمالی ثابت ہوتی ہے مگر ڈاکٹر لنڈلی (Lindley) اس میوہ کی نسبت اس قدر خوش عقیدہ نہیں معلوم ہوتے ہیں چنانچہ ڈاکٹر صاحب موصوف فینل (Fenelle) کی رائے کا یوں اعادہ اپنی تحریر میں فرماتے ہیں کہ یورپ کی ایک ناشپاتی یا پلم (Plum) اسکی برابر ہی تمام بیرو (Peru) کی چیری مایر نہیں کر سکتی میں ظاہر ہے کہ اگر

مل امریکہ جنوبی کا ایک ملک ہے اس ملک کی دارالسلطنت کا بھی یہی نام ہے۔

مل ایک سلسلہ گروہ کا نام ہے جو بڑے عظم امریکہ میں واقع ہے۔

فینیل (*Fenelle*) کے قول پر توجہ کیجئے تو مسٹر مارکم اور ڈاکٹر سینن کی بیانات
 پہلے ہو جاتی ہیں بہر حال فینیل کی طرف سے یہ معذرت کیجا سکتی ہے کہ اپنے وطنی پہلون کی عظمت
 اور نکلے دلیں بہت ہے اس واسطے اوسنے اس جوش و خروش کے ساتھ اپنی وطنی ناشانی
 اور یکم کو یاد کیا پس مولف بھی اوسى قاعدہ سے آم کی فضیلت کے اعتراف کی نسبت معذور رہا جاسکتا ہے
 اسوقت تک مولف کا بھی ایسا ہی خیال ہے کہ کسی سیوہ کو آم کی برابر ہی نصیب نہیں ہے جس جھوٹ
 عمدہ آم مثل الفانز و داپس قیم سگر و لنگر حاجی پور و جوی اصیل و کھر سا پات و زرد آلو
 وغیرہ وغیرہ ذائقہ فرمایا ہوگا مولف کو سراسر برسر خط تصور فرمائیے۔

(*Grewia Asiatia*)

فَاق

یہ درخت ہندی وطن ہے اسکا قد پندرہ یا سولہ فٹ تک بلند ہوتا ہے اسکے پتے ہر چند کھمبے
 ہوئے ہیں مگر خوش رنگ ہونیکے باعث خوش نما معلوم ہوتے ہیں۔

یہ درخت سایہ دار بھی ہوتا ہے مگر ہندوستان کے نادان مالی اس درخت کو بلا ضرورت
 چھانٹ کر بد شکل اور خراب کر دیتے ہیں بہ تحقیق لفٹٹ پاگن (*Don*) اس درخت کو
 چھانٹا نہیں چاہئے اور مولف بھی اس رائے کے ساتھ کامتر متفق ہے بدین وجہ کہ تجربہ کافی کہ
 بعد یہ بات دریافت میں آئی ہے کہ چھانٹنے سے فالے کا درخت کبھی بہتر نہیں لاتا یعنی چھانٹنے
 پہل لاتا ہے ویسا ہی بے چھانٹنے پہل لاتا ہے اگر نقصان کہئے تو البتہ نتیجہ ہوتا ہے یعنی شاون کے
 ترش جانے سے درخت کو کم کر دیئے کا موقع حاصل رہتا ہے اور اس سبب چھانٹا ہوا درخت
 کم کر لاتا ہے لفٹٹ پاگن (*Don*) اس کو چھانٹنے کہتے ہیں کہ ہندوستانی مالی جو فالے
 کے درخت کو چھانٹتے ہیں اوس سے کسی قسم کی نفع رسانی درخت کو مقصود نہیں رہتی ہے چھانٹنے سے
 انکی غرض صرف یہی ہوتی ہے کہ کچھ مفت لڑ پان جاڑوں کو زندہ کئے لئے ہاتھ آجاوین۔

فالتے کا پہل مقدار میں بڑے مٹر کے برابر اور اس کا رنگ اودا سحری آمیز ہوتا ہے رنگ ایسا نرالا ہوتا ہے کہ نرالے ہونیکو باعث اس رنگ کو فاسانی کہتے ہیں۔ اسکے پل کے درمیان میں ایک تخم ہوتا ہے اہل ہند اسکے پل کو رغبت سے کھاتے ہیں اور اس کا مزاج عمدہ یا غلبہ ترشی کے ساتھ جانشینی ہوتا ہے مگر یہ درخت عقل سے اسکے پل میں کس قدر مطبوع شیرینی آجاتی ہے فالتے کا شربت نہایت لذیذ خوش آئیند خنک اور مفرح ہوتا ہے چونکہ ماہ جن میں اس کا پل پختہ ہوتا ہے اس واسطے تقاضا وقت کے حساب سے اس کا ایسے زمانہ میں میر آنا ایک نہایت ہی غنیمت امر ہے۔

ہر چند یہ درخت حالت خود روئی میں بھی شاداب اور بارور ہوتا ہے مگر حفاظت و پرورش سے اسکے پل کا ذائقہ ترقی کرتا جاتا ہے جو کھاد کے نیچے سابق میں مذکور ہوئے ہیں اس درخت کی واسطے بھی مفید ہوتے ہیں ایسی زمین جہیں بالو وغیرہ کا جو فک اور آگ کا بقدر انداز شامل ہوتا ہے اس درخت کو حق میں بہت مناسب ہوتی ہے ایسی زمین میں جو درخت نصب کیا جاتا ہے وہ بد ذائقہ اور ترش پل پیدا نہیں کرتا ہے۔

جام . *Guava*

امروہ

ہندوستان میں اس میوہ کا درخت کثرت سے دیکھا جاتا ہے اسکے وطن کی نسبت تحقیق یورپ مختلف الممالک معلوم ہوا ہے میں بعض کہتے ہیں کہ امروہ کا وطن ملک امریکہ ہے اور بعض ہندوستان کی طرف اسکے وطن کی نسبت کرتے ہیں اور بعض امریکہ اور ہندوستان دونوں کو قرار دیتے ہیں اس امر میں ڈاکٹر وائٹ (*Dr Wright*) کہتے ہیں کہ امروہ ہندی وطن ہے ڈاکٹر صاحب کی دلیل اسکے ہندی وطن ہونے پر یہ ہے کہ یہ درخت تمامی ہندوستان میں اس کثرت سے پایا جاتا ہے کہ کبھی یہ گمان نہیں ہوتا ہے کہ یہ کسی دوسرے اقلیم سے یہاں لا با گیا ہے یہ دلیل اگر قابل اعتراض سمجھی جائے تو سمجھی جائے مگر مولف امروہ کے ایشیائی ہونے پر یہ دلیل رکھتا ہے کہ پرانی کتب فارسی میں

امرو کا ذکر دیکھا جاتا ہے یہ کہتا میں اس وقت کی تصنیف کردہ ہیں کہ جب اہل یورپ ایشیا اور امریکہ سے آمد و رفت نہیں رکھتے تھے اس سے اس بات کا ثبوت کافی ملتا ہے کہ امرو و ایران میں اہل یورپ کی آمد و رفت ایشیا و امریکہ کے قبل موجود تھا پس امرو کا ایشیائی ہی نہایت ہو جاتا ہے ایران اور ہندوستان میں چندان فاصلہ نہیں ہے ممکن ہے کہ ایران سے ہندوستان میں آیا ہو یا ہندوستان سے ایران کو گیا ہو مگر امریکہ سے اسکا ہندوستان میں آنا خلاف قیاس ہے یہ ممکن ہے کہ امرو کی خاص کوئی قسم امریکہ سے ہندوستان میں دو برس کے اندر آئی ہو جو ابھی تک معروف عوام نہیں ہوئی ہے مگر یہ بات اس قول کی معین نہیں ہو سکتی کہ امرو کا وطن امریکہ ہے خیر وطن امرو کا کہیں ہندوستان میں یہ درخت کثیر الوجود ہے اور اسکے چند اقسام دیکھے جاتے ہیں اور مقدار و اشکال و ذائقہ ٹھہرنے کے اعتبار سے ہر قسم کا انداز جدا گانہ ہے نقشہ ذیل لحاظ طلب ہے۔

نمبر	نام قسم	کیفیت
۱	امرو کلان شرا لہ آباد و شکل	یہ قسم نہایت بڑے پھل پیدا کرتی ہے جسکا پوست باریک چکنا اور پختہ ہونے پر زرد ہوتا ہے بالاسے پوست بعض پھل پر شخ رنگ کے خوشما چھوٹے چھوٹے داغ بکثرت ہوتے ہیں۔ مرنفید رنگ و نرم و بویا و شیرین ہوتا ہے تخم کی قلت ہوتی ہے۔ واقعی یہ ہے کہ یہ قسم نہایت قابل توجہ ہے۔
۲	امرو دھارس مدور شکل	مثلاً بالامگر پھل چھوٹا ہوتا ہے لیکن شیرینی میں نمبلہ پر غالب ہوتا ہے۔

دو نو بڑوں کو بلا سمجھ کر اعتبار سے بہت چھوٹا ہوتا ہے اور
اب نوابی کی عہدِ قلم پٹنہ میں گویا نہیں دیکھ جاتی تھی۔
یہ قسم پٹنہ کے بالکل مغربی ہو گئی اس قسم کا پہل نہیں تھا
چھوٹا مگر خوب شیریں ہوتا تھا اس امرود کی صورت اور
شیرینی قابلِ لحاظ ہوتی تھی اسکا مغز نرم اور پوکا
اور پوست مسطح اور خوش رنگ ہوا کرتا تھا پرانی باغوں کے
گٹ جانے سے اس امرود کی نسل بھی جاتی رہی اب
پٹنہ میں بڑی قسم کا امرود ملتا ہے جس امرود کو کہ اس وقت میں
خاص پٹنہ وطن ہے وہ زہنا قابلِ ذائقہ نہیں ہوتا کہ
لیکن بنارس کی نسل کے امرود جو اطرافِ دانا پور وغیرہ پر
پیدا ہوتے ہیں خیر کی قدر قابلِ توجہ ہوتے ہیں۔
اسکی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک کی جلد چکنی اور دوسری
کھڑی اور جلد مجزوم کے مانند غیر سطحی یہ قسم قابلِ
توجہ نہیں ہے۔

گلابی مغز کے امرود کو شہیدی کہتے ہیں شہیدی کی
تمام قسمیں مجموعاً بد مزہ اور پرا ز تخم ہوتی ہیں۔
یہ بھی شہیدی کی ایک قسم ہے اور مثلِ بالا ممتاز ذائقہ
نہیں رکھتی۔

اسکا پہل سُرخ آئینہ بیگنی رنگ دیکھنے میں خوش نما
مگر کھانے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ اسکا درخت اگرچہ بہت
بانگ کی نظر سے نصب کیا جائے تو مضافہ نہیں مگر

نوابی امرود پٹنہ خرد و شکل

۵ امرود سفید مغز بیضاوی شکل

۶ امرود گلابی مغز بیضاوی شکل

۷ امرود گلابی مغز خرد و شکل

۸ امرود پینی

ہندوستان میں اس کا درخت یا کتر موجود ہے اور بالکل
غیر موجود ہے تیار کلکڑ تو ہندو چیت سے کارنہ بالکیتے
میں اس درخت کو جیہی سے منگا سکتے ہیں۔

اس کا درخت ہندوستان میں دیکھا جاتا ہے اس کا پتہ
ہندوستان کے امرود کے پتے سے بہت چھوٹا
ہوتا ہے اور پھل بھی ہندوئی کی گولی سے برابر خود
ہوتا ہے بدانت مولف ذائقہ کے اعتبار سے اس کا
پھل بہت ممتاز نہیں معلوم ہوتا ہے گوڈاکٹر وایت
(*Stachys*) اس کو بہت خوش مزہ
لکھتے ہیں۔

اس امرود کا پھل مقدار میں ڈلی کے برابر ہوتا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم اقسام شہیدی سے ہے۔
اہل یورپ اس کو بہت خوش ذائقہ کہتے ہیں۔
مولف کی دانست میں نمبر ۹ اور نمبر ۱۰ دونوں انگریزی
مذاق کے پہل میں ہلوگ ہندوستانی ان اقسام کے
پورے قدردان نہیں ہو سکتے مگر ان اقسام کو جو
جبال سے باغون میں جگہ دینا چاہئے۔

۹ ولایتی امرود

۱۰ امرود گینی

تمام اقسام امرود متعلقہ فہرست بالا میں مندرجہ نمبر ۱۱ اس قابل میں کہ کثرت سے باغون میں لگا
جاوین اعراض محاصل کے لئے بھی یہ قسمین عند التجربہ نفع خیر پائی گئی ہیں ہر چند ہندوستان میں
امرود کے درختوں کی بہت کثرت ہے مگر بہت کم لوگ اس کی تربیت اور پرورش کی طرف توجہ کرتے ہیں
اگر اس کی داشت کی جائے تو یہ درخت عمدگی افکار میں ترقی کر سکتا ہے گرمیوں کے زمانہ میں اس کے

درخت کو غریب سیراب رکھنا چاہئے اور تھالوں کو گھاس وغیرہ سے ہمیشہ پاک رکھنا درکار ہے۔
 مثلاً جڑوں میں دینا امروہ کے درخت کو بالیدہ کرتا ہے اور پہل بھی جب مراد پیدا ہوتے ہیں۔
 امروہ کا درخت دو بار پہول لاتا ہے۔ بار اول ماہ مئی کے قریب اور بار دوم انقضاء ماہ اکتوبر کے
 بعد اور بھی چھ ماہ سے لیکر اکتوبر تک پہول دیتا ہے۔ بار اول کے پہول سے پرشکالی امروہ پیدا
 ہوتے ہیں اور اکتوبر کے پہول سے زمستانی امروہ کی زمستانی فصل عہدہ ہوتی ہے۔ فصل سرما
 امروہ خوش مقدار خوش مزہ ہوتے ہیں۔

امروہ کا درخت تخم و آب و پنوز سے تیار ہوتا ہے تخم سے دابہ والا اور پنوزی درخت بہتر ہوتا ہے
 امروہ کا پہل مفع اور مسکن عطش ہے۔ نافہ مخورین اور مضر مہرودین ہے اس پہل سے
 خوش مزہ اور خوش رنگ جیلی تیار ہوتی ہے۔
 اس درخت کو بھی میدان ہو جانے کی صلاحیت حاصل ہے میدان بنانے کی ترکیب لیچو کے
 بیان میں مذکور ہو چکی ہے۔

Brazil Cherry

چیری برازل

اس درخت کا وطن برازل (Brazil) ہے اس کا درخت خوش نما کثیر الاوراق
 و کثیر از غصان ہوتا ہے یہ درخت زردی آمیز سبز رنگ پہول لاتا ہے پہولوں میں کسی قسم کی بابت
 نہیں پائی جاتی ہے پہل بھی مقدار میں نہایت چھوٹا ہوتا ہے۔ پہل کی شکل گول ہوتی ہے
 اور اہل ہند اس کو پسند کرتے ہیں۔ اسکے دو تین درخت سرکاری بوٹائیوں کے لئے بھی موجود ہیں
 ان درخت کے پہل ماہ مئی پختہ ہوتے ہیں پھر ان درختوں میں بار درگاہ جو تین پہل لگتے ہیں مگر
 بارشانی بارور نہیں ہوتے اچھے شاداب درخت اگر ہائیکلر سوسائٹی (Horticultural Society)

کے باغون میں بھی عرصہ دراز سے موجود ہیں مگر وہ ان اچھی تک شمر نہیں ہوئے ہیں۔

Strygium jambolanum

جامن

یہ درخت ہندی وطن ہے اور تمام ہندوستان میں دیکھا جاتا ہے اسکا قد بلند اور ساچہ دار ہوتا ہے اسکا لکڑی نہایت مضبوط اور پانی سے کم بوسیدہ ہوتی ہے۔ یہ درخت طویل العمر اور جو آم کی طرح بطنی الشمر ہوتا ہے اسکا پھل مختلف مقدار کا ہوتا ہے۔ جو دانہ بڑا ہوتا ہے وہ چوندی پر کے برابر ہوتا ہے۔ پھل کی رنگت پختہ ہونے پر گہری سیاہی آمیز نیلی ہو جاتی ہے اچھی قسم کے درخت کے پہلے کاغذ مطبوع ہوتا ہے اور رنگ ملا کر اسکے پہلے کو جب چوڑے تین تو اس پہلے میں جو کچھ غصہ ہوتی ہے کم ہو جاتی ہے اس میوہ میں قوت محللہ دیکھی جاتی ہے خاص کر جب آمیزش نیک کر سنا اسکا استعمال ہوتا ہے۔

جامن کے پہلے سے بہت عمدہ سرکہ تیار ہوتا ہے اس سرکہ میں قوت محللہ ایسی ہوتی ہے کہ اس سرکہ کی تاثیر سے بال جو انسان کبھی غلطی سے کھا جاتا ہے بالکل تحلیل ہو جاتا ہے ایک متوطن اطالیہ نے مقام بانگی پور میں سرکہ کے علاوہ اس میوہ سے شراب بھی بنائی تھی اور اس شراب ساز کا یہ بیان تھا کہ جامن کی شراب انگور کی شراب سے کم نہیں ہوتی۔

جامن کا درخت ابتدائی ایام گرامین پہلے لگاتا ہے اور اسکا اثر ابتدائی برسات میں پختہ ہونا شروع ہوتا ہے پیداوار اثمار کے اعتبار سے جامن کے درخت مختلف انداز کے پہلے پیدا کرتے ہیں بعض کے پہلے واقعی ایسے خراب ہوتے ہیں کہ بقول فرمنجور (Fermingor) صاحب بالکل عیض ہوتے ہیں مگر مولف کو صاحب موصوف کی اس رائے کے ساتھ کہ جامن کا پہلے قابل ذائقہ ہوتا ہی نہیں ہے مطلق اتفاق نہیں ہے۔

جامن کی ایک قسم بہت چوٹے پہلے پیدا کرتی ہے اسکو کٹھ جامن کہتے ہیں اسکا پہل نہایت کساؤ اور رنگ میں زیادہ تر تیرہ ہوتا ہے کٹھ جامن کا پہل بلاشبہ قابل ذائقہ نہیں ہوتا ہے مگر کٹھ جامن

پہل کا سر کا براؤں کے یہاں کے سر کے ساتھ قوی تر ہوتا ہے۔
 جامن اور کھنڈر جامن دونوں کے درخت تخم سے تیار کیے جاسکتے ہیں۔
 جامن کو بھی بیدار نہ ہونے کی سہولیت حاصل ہے۔ بیدار نہ ہونے کی ترکیب لیمو کے پیران میں
 دبی ہوئی ہے۔

Race apple

گلاب جامن

یہ درخت بھی ہندی وطن ہے جامن سے کسی قدر مناسب تر کہتا ہے گلاب جامن کا پہل بہت
 خوشنما اور مقدار میں متوسط دانہ کنارے میر کے برابر ہوتا ہے جلد پر ہلکی سرخی پھیلی ہوتی ہے
 اور مغز میں کسی قدر عرق گلاب کی مٹی پائی جاتی ہے انہیں اوصاف کی وجہ سے اس پہل کی شہرت
 ورنہ یہ میوہ کچھ ایسا قابل توجہ نہیں ہے۔

گلاب جامن کا درخت تخم اور دانہ دونوں طریقوں سے تیار کیا جاسکتا ہے۔

Malay apple

ملاکا امروہ

اس درخت کا وطن مولکٹس ہے یہ درخت نہایت خوش حال ہوتا ہے پتہ عرض ہنرنگ
 چمکا ہوا بہت رکھتا ہے اسکے پہل کی مقدار متوسط دانہ کنارے برابر ہوتا ہے پہل کی جلد چمکی سفید
 رنگ ہلکی گلابی آمیز ہوتی ہے یہ درخت ابتدائی ایام سرما میں سرخ رنگ کے پھول دیتا ہے
 اور اسکا پہل آخر ہر سال سے پختہ ہونا شروع ہوتا ہے اور تا ایام سرما میسر آتا ہے۔

ملاکا امروہ کا درخت شر کے اعتبار سے بے حقیقت درخت ہے مگر اس درخت کی ظاہری وجہات
 فدیہ ترنیں باغ و بسا تین ہے اہل یورپ اسے مجرذنت کی نظر سے نصب کرتے ہیں اور اسکے

پہل کو محض بے مصرف سمجھتے ہیں۔

ملا کا اعرول کا درخت تخم اور داہ دونوں طریقوں سے تیار کیا جاسکتا ہے۔

Jambusa Alba

جمبول سفید

اس درخت کا وطن جزائر ہند ہے اس کا قد اوسط درجہ کا بلند خوشنما اور سادہ دار ہوتا ہے اور پتے بڑے گہرا
اس کا پہل پختہ ہوتا ہے پہل کا رنگ سفید فراہم اور مقدار میں متوسط دانہ گنار کے برابر ہوتا ہے
یہ درخت بھی ملا کا اعرول کے مانند زینت باغ منصوبہ ہے۔

جمبول کا درخت تخم سے تیار ہوتا ہے۔

Jambusa aquea

لال جمبول

یہ درخت ہندی وطن ہے نہایت کشیدہ خوشنما کثیر الاوراق اور سادہ دار ہوتا ہے۔ ماہ مارچ میں
پھول لگتا ہے اور جونی میں اس کا پہل پختہ ہوتا ہے۔ پہل متوسط دانہ گنار کے برابر اور کستور
بویا ہوتا ہے بہ نظر ترین یہ درخت کوٹھیں کی قریب لگاتے کے قابل ہوتا ہے اور باغ و عین بھی
اس کو جگہ دینا مضایقہ نہیں۔

یہ درخت بھی تخم سے تیار کیا جاتا ہے۔

Triphasia Tripholiata

چینا مارٹا

اس درخت کا وطن چین ہے پست قد ہوتا ہے شکل میں کسی قسم کی زیبائی نہیں رکھتا اس کے پھول سفید
رنگ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اس کا پہل بھی مقدار میں خرد اور بقول بعض مصنفین خوش ذائقہ
ہوتا ہے اس کے پھول سے اچار جڑے بھی تیار کیا جاتا ہے۔ وسط میں ایک تخم سخت ہوتا ہے

اور اس تخم پختہ سا مغز پایا جاتا ہے اور اس مغز سے بادبان کی بو آتی ہے۔ یہ درخت دو لڑکوں
 بارور رہتا ہے مگر یہ فروری اسکی اکثریت باروری کا خاص زمانہ ہے اسکے پہلوں کا رنگ چمکیلا
 سرخ ہوتا ہے چننا مارنگا کا درخت تخم اور بھی مستم کے ذریعہ سے تیار کیا جاسکتا ہے۔ بدانت
 مولف اسکے درخت سرکاری بوٹا نیل باغ کلکتہ میں مین اور بارور بھی ہوتے ہیں اس درخت کو
 ہندوستان کے میدانی حصوں میں بالیدہ اور بارور ہونکی صلاحیت معلوم ہوتی ہے۔

Wampee

وامپی

یہ درخت چینی وطن ہے قد میں بیس فٹ تک بلند کثیر الاداق سایہ دار اور خوشنما ہوتا ہے
 ماہ اپریل میں بویا پھول لاتا ہے اور جون میں اسکا پھل جو مقدار میں اوک کے پھل کے برابر ہوتا ہے
 پختہ ہوتا ہے۔ اسکے پھل کا پوست کوڑے کے پوست سے مشابہت رکھتا ہے اور یہ پوست خفیف
 مغز موجود رہتا ہے جبین سونف کی سی بو پائی جاتی ہے۔ ہر پھل میں تین بڑے بڑے تخم ہوتے ہیں
 درحقیقت یہ پھل صرف نام کو مغز رکھتا ہے اور سرایا تخم و پوست ہے اطراف کلکتہ میں وامپی کا
 درخت دیکھا جاتا ہے اور اسکے پھل سے اہل کلکتہ واقف ہیں۔

وامپی کا درخت تخم اور مستم دونوں سے تیار کیا جاسکتا ہے اور تمام ہندوستان میں بالیدہ
 ہونکی صلاحیت رکھتا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں چین کے برابر ممتاز پھل
 پیدا نہیں کر سکتا ہے۔

Wood apple

کٹھہیل

ہندوستانی درخت اسکا پھل ایک پاؤ کے انداز کا ہوتا ہے اسکی جلد ایک شئی گندہ سخت اور
 مستحکم ہوتی ہے حالت پختگی میں جب اس سخت پوست کو توڑتی ہیں تو اندر میں نرم پھل جو رنگ کا

مغرب یا جاتا ہے جسکا ازائرش غیر مطبوع طور کا ہوتا ہے اس درخت کا پہل ماہ اکتوبر میں کیا جاتا ہے
بقول ڈاکٹر وائٹ اسکی جلی عمدہ ہوتی ہے مگر فرنیچر صاحب (Furniture) لکھتے ہیں
کہ بھنے اسکی جلی بنائی تھی مگر اسکا ذائقہ ہر چیز کی مقدار سبب کے ذائقہ سے مشابہت رکھتا تھا
تاہم ایسا نہ تھا کہ ہر خاص و عام کو مطبوع ہوتا۔

کٹھنیل کا درخت تخم اور قلم دونوں سے تیار ہوتا ہے اس پہل بن قوت مہملہ حاصل ہے بشرطیکہ
بمقدار کثیر استعمال کیا جاوے ورنہ تھوڑے مقدار کے استعمال سے صرف رفع قبض ہوتا ہے۔

Aegle marmelos

بیل

یہ درخت ہندوستان کے اکثر مقاموں میں پایا جاتا ہے آم اور جامن کے مانند کثرت یافت
نہیں ہوتا ہے تاہم تیسریں نہیں آتے بلکہ اس کے قد کی بلندی پہنچتی ہے شائین موٹی کاٹھن سے
بھری رہتی ہیں اور پتے سبز رنگ اور بویا ہوتا ہے اس درخت کا پہل پاؤں سیر سے لیکر آٹھ یا دس تک
ہوتا ہے پہل کی شکل مدور یا بیضاوی ہوتی ہے پوست ایسا سخت ہوتا ہے کہ زور سے توڑی بغیر
نہیں ٹوٹتا ہے اندر میں زرد رنگ کا ہوتا ہے بعض میں تخم زیادہ اور بعض میں کم ہوتے ہیں۔
مغرب کی شیرینی بھی مختلف دجوں کی ہوتی ہے اکثر بیل کی قہن کم شیرین ہوتی ہیں مگر مولف نے دو تین
اقسام کے بیل ایسے کہائے ہیں کہ جنکی شیرینی بلاشبہ مقدار تھی اور دو تین تخم بھی کم موجود تھے (تخم
بیل بھی کتنے میں آیا ہے مگر مولف کو اسکی تحقیق نہیں ہے بیل کی ایک قسم ہوتی ہے کہ جسکا پوست
نہایت نرم ہونیکے وجہ سے چھری سے آم کے پوست کی طور پر پڑا شے جانکی صلاحیت رکھتا ہے
بیل کا پہل ماہ سے پکنا شروع ہوتا ہے اور اگر درخت سے جدا کیا جائے تو اگست تک رکھنا
ملک دکن میں بیل کا درخت قلیل الوجود ہے ورنہ تمام ہندوستان میں کثرت سے ہوتا ہے اس میں
کھانے سے مہرہ کی اصلاح ہوتی ہے اور چیش کے عارضہ کو نہایت مفید ہوتا ہے ارباب بوہر کے
لئے بھی بیل نافع ہے۔

اسکا درخت تخم دابہ اور ٹونچی سے تیار کیا جاسکتا ہے۔ ایک برس کے اندر کے درخت کی تاثیر ہوتی ہے۔ اگر اسکی جڑ کو تین یا چار دانہ گولچ کے ساتھ پیس کر مار گزیدہ کو پلاٹاے تو سانپ کا زہر زایل ہو جاتا ہے۔ سولف کو اسکی جڑ کی نسبت یہ بھی تجربہ ہے کہ اسکی جڑ کو ہاتھ میں لیکر گوشت میں سانپ کے سامنے لیجاتی ہے۔ سانپ فوراً سر ڈال دیتا ہے اور اسکی تیزی باقی نہیں رہتی ہے۔ سپہری اسکی جڑ کو ہاتھ میں لیکر سانپ پکڑ لیتے ہیں۔

بیل کی ایک قسم ہوتی ہے جو کہ ہمالہ میں دیکھی جاتی ہے اس قسم کے بیل کا پہل نہایت خرد ہوتا ہے۔ مگر اسکو کوئی نہیں کہتا اسکا مغز ازالہ پیش کے لئے معمولی بیل سے زیادہ تر نافع ہے یہ قسم ہندوستان کے میدانی حصوں میں نہیں پائی جاتی ہے۔

اکثر بیل کے درخت خود رو درخت کی طرح ناپرساں حالت میں رہتی ہیں حالانکہ یہ درخت بھی دیگر درختان مثمر کی طرح پرورش طلب ہے مناسب پرورش سے پہلے خوش مزہ اور بزرگ پیدا کرتا ہے۔

Jack Fruit

کھل

یہ درخت ہندی وطن ہے تمام ہندوستان میں پایا جاتا ہے لیکن بنگالہ میں اسکی کثرت ہے اور پنجاب میں قلت مگر اس قلت کو ساتھ بھی جو درخت سرکاری باغ لاہور میں موجود ہیں خوب پھل دیتے ہیں اور شاداب دیکھے جاتے ہیں کھل کے درخت کا قد جو آم کے قد کے مماثل بلند اور کشیدہ ہوتا ہے پتوں کی ساخت خوبصورت رنگت گہری سبز اور خوشنما ہوتی ہے مقدار ثمر کے اہمیت ہارے کوئی شبہ اس جسامت کا روی زمین پر نہیں پایا جاتا ہے پھل کی جلد خار دار ہوتی ہے مگر اسکی خار خازخیلان کی طرح بڑے اور تیز نہیں ہوتی ہیں صرف سطح جلد سے کچھ رادہ ہوتے ہیں جو ہوتے ہیں اور بدن میں چھب جاسکی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں پختہ ہونے پر جلد نرم ہو جاتی ہے اور پھری کی استعانت کے بغیر بھی پھاڑی جاسکتی ہے۔ داخل ثمر میں بہت کچھ ہوتے ہیں

اور ہر کوئی میں ایک تم ہوتا ہے۔ یہی کوئی کہاتے جاتے ہیں اس پہل کا مزا شیریں ہوتا ہے بہت لوگوں کو اسکی بو سے متفر ہوتا ہے اس پہل کے کہانیکے لئے قوی معدہ درکار ہے ضعیف معدہ لوگوں اسکے بہت کہانے سے احتیاط لازم ہے اکثر کھل کہانے سے بد ہضمی پیدا ہوتی ہے مگر بیشتر کہانے والوں کی بے اعتدالی بد ہضمی پیدا کرتی ہے یسے اکثر کہانے کے بعد عوام کھل کے کوئے دست نیل چٹ کر جاتے ہیں کھل کا بہت قاعدہ ہے کہ شرکت غذا سے بیشتر فاسد ہو جاتا ہے اور آخر کا تخم پیدا کرتا ہے اگر ہمارے ہونہ بہ پہل کہا یا جاوے تو کبھی ہضم میں فور نہیں لاتا ہے بلکہ لطف سریع البضی کا دکھلاتا ہے اندر دو گنہہ کے خود ہضم ہو کر اشتہا و صادق پیدا کر دے اور یہی کہانا اچھی طرح کہلاتا ہے کھل مقوی معدہ دہنی اور دافع رقت ہے مگر میں بد تمیزی سے اسکا استعمال ہوتا ہے اسکی وجہ سے بطی البضی اور محقر سمجھا جاتا ہے۔

کھل کا درخت نومبر سے پھول دینا شروع کرتا ہے اور اسکا پہل ابتدا سے بریکال سے پختہ ہونا شروع ہوتا ہے آم کی طرح اسکی بھی ایک فصل معقول ہوتی ہے اور جن دوسو غنیم بہ پہل کثرت سے پیدا ہوتا ہے وہاں کے سکنا اسکے پیداوار کو پیداوار غلہ کے مانند ضروری سمجھتے ہیں اسی وجہ سے اغراض محاصل کے اعتبار سے کھل کے پیداوار نفع خیر متصور ہے۔

اہل یورپ کو کھل مطبوع نہیں ہے مگر بعض یورپین اسکے طور پر استعمال کرتے ہیں کہ اسکے چند کوونکو دودھ میں ڈال کر جوش کرتے ہیں اور بعد ازاں دودھ کو کوون کے سفلی سے پاک کر کے کسی ظرف میں سرد ہونے کے لئے رکھ دیتے ہیں سرد ہونے پر یہ دودھ جلی کے مانند ہو جاتا ہے اور خوش فطری پیدا کرتا ہے۔

اقسام کے اعتبار سے کھل چند قسموں کا ہوتا ہے بعض بہت بڑا پہل پیدا کرتا ہے اور بعض بہت چھوٹا بعض کوئے بہت بڑے اور بعض کے بہت چھوٹے اسکی طرح شیرینی اور بویائی میں بھی درجات دیکھو جاتے ہیں درجہ مقدار و شیرینی کے علاوہ ساخت و ثمار میں بھی فرق دیکھا جاتا ہے بعض پہل کے کوئی خستہ اور بستہ ہوتے ہیں اور بعض کے نرم اور ڈھلے ہونے جس پہل کے کوون خستگی اور بستگی ہوتی ہے۔

وہی کہانی کے قابل ہوتا ہے اور جلد ہضم بھی ہو جاتا ہے جو کھٹل کا پہل زمین کے اندر پیدا ہوتا ہے نہایت عمدہ ہوتا ہے جب ایسا پہل بھگی پر آتا ہے تب زمین شق ہو جاتی ہے اور چٹیلان وٹان پر کثرت دیکھائی دیتی ہیں منجملہ اچھی قسموں کے کھٹل کی ایک قسم ہوتی ہے جسکو خواجہ کا کھٹل کہتے ہیں یہ قسم بڑے اور شیریں دانے پیدا کرتی ہے۔ کھٹل کا درخت تخم سے تیار کیا جاتا ہے عوام کا یہ خیال کہ جب کھٹل کا درخت ایک جگہ سے اوکھاڑ کر دوسری جگہ لگایا جاتا ہے تب ایسا درخت بارور نہیں ہوتا ہے یہ خیال خلاف تجربہ محققین ہے مولف کو اس امر کا تجربہ ذاتی بھی حاصل ہے۔

کھٹل کے بڑے اور عمدہ دانوں کے پیدا کر نیکی ایک ترکیب یہ ہے کہ کھٹل کا تخم مع مغز خرومی زمین میں نصب کرتے ہیں جب تازہ درخت تخم سے نکلتا ہے تب تین یا چار فٹ کے بانس کے ٹکڑے کو نصف شق کر کے زمین میں اس طرح گاڑتے ہیں کہ وہ نیا درخت اوس بانس شق شدہ کے درمیان میں آجائے تھوڑے عرصہ میں اس بانس کے اندر سے بڑھ کر وہ نیا درخت سر باہر نکلتا ہے اسوقتیں بانس کے دونوں جزوں کو جو بد نظر اعتبار سے رہتے ہیں علیہ کرینکے بعد اوس نئی درخت کو زمین پر جھکاتے ہیں چونکہ اوس میں نہایت نرمی رہتی ہے جھکانے میں کیڑا کی دقت نہیں ہوتی ہے جب زمین کے برابر ہو جاتا تب اسکے تنے کو جو یہ سبب بانس کے اندر رہنے کے لانا اور سیدھا ہو جاتا ہے رتن کی طرح بانس میں بانٹنے سے شکل تنے کی چپکس کی سی ہو جاتی ہے بعد ازاں کو اوس تنے کے اوپر مٹی ڈالتے ہیں اور مٹی سے تمام درخت کو بہ استثنائے سر جہا دیتے ہیں جس قدر سر کھٹا رہتا ہے وٹان سے درخت بالیدہ ہونا شروع ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ معمولی درخت کی انسا ہو جاتا ہے جو حصہ کہ زمین میں دفن رہتا ہے وہ بھی زیر زمین بالیدہ ہوتا جاتا ہے پانچ یا چھ برسوں میں جب درخت پہل دیتا ہے تو نہایت عمدہ اور بڑے پہل کثرت سے تیر زمین اوس گڑے ہونے سے زمین پیدا ہونے میں اور وہی لطف دکھلانے میں جو اتفاقاً زمین کے اندر کا کھٹل لطف پیدا کرتا ہے۔

دی پھل

اوسط قد کا درخت ہوتا ہے اسکا وطن ملک بنگالہ ہے اسکے پتے خوشنما مستطیل گہرے سبز رنگ
 طول میں ۱۰ انچ اور عرض میں ۲-۳ انچ ہوتے ہیں ایام برشکال میں یہ درخت بار بار پھولتا ہے
 اسکے پھل مقدار میں گولے کے برابر سطح جلد اور ساری رنگ ہوتی ہیں پہلون کا خراچھا
 نہیں ہوتا تو بھی یہ پھل ذائقہ انسان میں در آتا ہے چنانچہ فرنیچر (Furniture) کے
 صاحب کہتے ہیں کہ ہمو ایسے لوگوں سے بھی ملاقات ہوئی ہے جنہوں نے اس پھل کی طرف
 اپنی رغبت کا اظہار مجھ سے کیا ہے لیکن اگر اسکے پسند کر نیولے خود مجھ سے ایسا کہنے ہوتے
 تو اسکے مرغوب تصور ہوتا یقین ہو کہ کبھی ہونا بہر حال حضرات شائقین بلا لحاظ اسکی خوبی
 یا بدی کے اپنے بڑے بڑے باغوں میں اگر اسکو جگہ دیں تو اونکی یہ کارروائی مذاق علم
 پروری سے بعید نہوگی بڑے باغ و عین طرح طرح کے درخت ہوتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ نیک
 و بد کا گذر تمام ہے شعور گر نیست جمال رنگ و بویم : آخر نگاہ باغ اویم :

Bread Fruit

برڈ فروٹ

اس درخت کا وطن جزائر بحر کاہل و ملکاٹھ (Maluccas) و جاوا (Java)
 ہے اسکا پتہ عرض جلد دار اور گہرا سبز ہوتا ہے دیکھنے میں یہ درخت نہایت خوشنما معلوم ہوتا
 ہے مقدار میں اسکا پھل بڑے خربزہ کے برابر ہوتا ہے اور شکل میں کھٹل کے پھل سے مشابہت
 رکھتا ہے لیکن کھٹل کے پھل کی طرح اسکی جلد خاردار نہیں ہوتی ہے خار کی عوض تمام سطح
 جلد پر حال سے نشان نمایاں رہتو ہیں اور خفیف منی بلند بان دیکھی جاتی ہیں برڈ فروٹ کا پھل
 بریان کرنے سے تازہ باور و ٹی کے چمکے کے طور کا ہوجاتا ہے اور گھی یا گھسن میں تیل ڈالنے سے
 مٹدہ کے پودگ سے ہمیں نہیں کیا جاسکتا ہے ۔

ہندوستان میں یہ درخت بمبئی اور دکن کے بعض مقاموں میں پورے ملک میں بھی دیکھا جاتا ہے

احاطہ جنگلہ میں پہلے کہیں نہ تھا لیکن اب نور الدین خاں صاحب رئیس ٹالی گنج کے باغ میں جو خاندان شاہزادگان میسور سے ہیں موجود ہے بقیاس مولف یہ درخت صوبہ بہار اور بھی ہندوستان کے بعض اور مقاموں میں بالیدہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اگر ارباب شوق بنظر تجربہ اس درخت کو خاں صاحب موصوف کے کارخانے سے منگا کر اپنے باغوں میں نصب کریں تو اس امر سے ترقی آثار کی اعانت متصور ہے۔

Bread nut

برڈنٹ

یہ بھی برڈنٹ کی ایک قسم ہے لیکن دونوں کے پہلوئیں فرق یہ ہے کہ برڈنٹ کے پہلے کے خلاف اسکے پہلے میں تخم ہوتا ہے برڈنٹ کے درخت جو سرکاری بوٹانیکل باغ گلکٹہ میں موجود ہیں بہت قدآور ہیں اور ہر سال بلاناغہ بارور ہوتے ہیں اسکا درخت تخم سے تیار ہوتا ہے۔ اول اول ۱۸۹۲ء میں برڈنٹ کے درخت باغ مذکور میں ڈاکٹر وایت (Dr. Wight) لائے تھے یہ سب درخت ۱۸۹۲ء تک بارور نہ ہو سکے تھے چونکہ انکو نصب کئے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا تھا اور اس وقت تک کوئی درخت اون میں بارور نہ ہو سکا تھا اس واسطے ڈاکٹر الگر (Dr. Alger) کی رائے یہ ہوئی تھی کہ ملک بنگالہ کی سردی زمستانی درخت برڈنٹ کو ضرر ہو کر باغ باروری ہوتی ہے لیکن ڈاکٹر موصوف کا یہ قیاس غلط نظر معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت بطلی الثمر ہے لیکن مولف کو امید ہے کہ ارباب شوق اسکے بطلی الثمری کو نظر انداز کر کے اسکو حصول تجربہ کی نظر سے لگائیں گے۔

hulberry

توت

توت نسل اور ثنبت کے اعتبار سے دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جو ولایتی نسل اور ایرانی نسل اور دوسرے وہ جو نسل اور وطن ہندی ہے۔

ولایتی توت کی بھی چند قسمیں ہیں منجملہ چند اقسام کے ایک قسم ہے جسکا پہل گول اور قد درخت مندرجہ
 برابر بلند ہوتا ہے اس توت کا پہل بزرگ اور بچہ شیریں ہوتا ہے اسکے پہل کو اہل عجم
 خشک کر کے غیر فصل میں شکر پارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور حالت سفر میں بھی ساتھ
 رکھتے ہیں اور خود بریان کے ساتھ تناول کرتے ہیں اس قسم کے توت کا خشک پہل مٹھائی
 یا لوز کے برابر شیریں ہوتا ہے اور درخاق کے نیل کرنے میں اکیس کا حکم رکھنا ہے
 اس توت کے پہل کا موازنہ ایسے اہل ہند کے لئے جنکو سفر عراق و عجم کا اتفاق نہیں ہوا وہ شواہد
 اس میوے کے عمدگی و لطافت ذالائقہ کر نیکے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتی ہے افسوس ہے کہ توت کی
 یہ قسم ہندوستان میں موجود نہیں ہے کلکتہ کے سرکاری بوٹا نیکل باغ میں اسکے ایک دوخت
 میں چند دیکھنے میں شاداب تھا۔ مگر کسی بار و زمین ہوتی ہیں ممکن ہے کہ اطراف دہلی آگرہ
 امبالہ وغیرہ میں اگر اسکا درخت نصب کیا جائے تو پرورش معقول کی صورت میں بالیدہ ہو کر
 باور بھی ہو سکتا ہے کشمیر میں ایرانی توت کی یہ قسم حسب مراد بار ورت ہوتی ہے اسکا سبب یہی ہے
 کہ کبھی رآب و ہوائے کشمیر کو آب و ہوائے ایران کے ساتھ مناسبت ہے کوئی ہو نیکی
 علاوہ بنگالہ کے اعتبار سے کشمیر کو ملک ایران سے قربت بھی حاصل ہے ملک گلستان میں
 جو توت کی قسمیں دیکھی جاتی ہیں بیشتر ایرانی نسل ہیں وہ قسم جسکی نسبت بالامین حوالہ ہوا ہے
 بلاشبہ ایران سے گئی ہے جیسا کہ محققین انگریزی کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے افسوس
 کہ ہمارے ہند میں جو طون کو اس عمدہ میوے کی طرف مطلق توجہ نہیں ہے۔
 بنظر تجربہ اگر اس عمدہ قسم کے ایرانی توت کو لینے باغون میں جگہ دیں اور اسکی پرورش
 و تربیت معقول میں کوشاں ہوں تو کوئی نتیجہ نیک حاصل ہو سکتا ہے۔

ہند میں توت کی جنسی قسمیں موجود ہیں اونکے اثمار ہندیوں کے واسطے جو کچھ سبب فرہون
 مگر اہل عجم اور اہل فرنگ اونکو نہایت پرا اور غیر قابل الاکل سمجھتے ہیں مجھ سے بعض
 اہل عجم نے ہندی توتوں کی نسبت یہ کہا ہے کہ ہند میں عمدہ قسم کا توت نہیں ہے اور

اور جتنی قسمیں کہ دیکھی جاتی ہیں سب کے سب قابلِ فخر ہیں اہلِ رنگ بھی اہلِ عجم کے اس واسطے کہ
 شریکِ معلوم ہوتے ہیں چنانچہ یورنڈ فرمنجر (Rindgen) لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے
 جتنے توت ہیں اس قابلِ ہیں کہ ان کے پہلے بطور کی غذا کے لئے چوڑے جاوین مگر چارے
 ہندی ایرانی توت کے تصور میں اپنے دیسی موجود توت کو جال سے دور نہیں کر سکتے ہیں
 اور جب توت کے باروری کی فصل آتی ہے رغبت کے ساتھ ذائقہ کرتے ہیں اور بعض اشخاص
 اس کا شربت بنا کر اغراضِ طبیہ کے لئے بوتلون میں رکھ چھوڑتے ہیں توت کی جو قسمیں بار آور
 دیکھی جاتی ہیں مندرج ذیل ہوتی ہیں۔

درجہ	نام قسم	کیفیت
۱	توت دراز سفید	یہ قسم شیرین دیکھی جاتی ہے پہلوں کے مقلید مختلف ترنیمون کی تاثیر سے فرق پیدا ہو جاتا ہے شیرینی بھی مختلف درجہ کی ہو جاتی ہے۔
۲	توت دراز سیاہ رنگ	اس رنگ کے توت بعض مثل نمبر ۱ کے شیرین اور بعض چاشنی دار۔ اور بعض نہایت ترش ہوتے ہیں۔
۳	توت مدور شکل سیاہ رنگ	بیشتر اس قسم کا توت ترش پہلے پیدا کرتا ہے مگر شیرین تر بھی لانا ہے۔

یہ سب قسمیں جو مندرج ہوئی ہیں سب کے سب ہندی نسل میں مگر لاہور میں توت کی اور
 بھی دو قسمیں ہیں جن کا وطن چین اور کشمیر ہے۔ مولف نے ان قسموں کو اپنے باغوں میں
 نصب کیا ہے مگر کم عمری کے باعث ابھی تک بار آور نہیں ہوئے ہیں جو توت کہ کشمیری
 نسل ہے اس کا پہلے نسخہ ہوتا ہے اور ذائقہ بھی برا نہیں ہوتا ہے۔

ایام سرما میں توت کا درخت تمام پتیوں کو خزان کر کے ننگا ہو جاتا ہے پھر جب پتہ نکلتا ہے تو ساتھ ہی پھل بھی لاتا ہے۔ بنگالہ میں مساحہ فروری میں توت کا پھل نچتہ ہوتا ہے اور صوبہ بہار کے لیکر مالک مغربی و شمالی و پنجاب و دکن میں توت کی فصل ماسح میں ہوتی ہے۔
توت کا درخت تخم سے پیدا ہو سکتا ہے مگر قلم سے بہت جلد تیار ہوتا ہے اور عموماً قلم ہی کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے قلم کی ترکیب امور کلید میں ذکر پا چکی ہے۔

Fig

انجیر

ہندوستان کے میدانی حصوں میں جو انجیر کی زمین دیکھی جاتی ہیں وہ یا کابلی یا سندھی نسل ہیں عمدہ وہی ہیں ان کا پل سے ہندوستان میں آئی ہیں کابلی انجیر کی دو قسمیں اسالہ میں دیکھی جاتی ہیں ایک وہ کہ بسکا پھل چوٹا پورا رنگ اور دوسری وہ کہ بسکا پھل بڑا اور سیاہ رنگ تو ان کے یہ دونوں نسل اگرچہ کابلی انجیروں کے برابر عمدہ پھل پیدا نہیں سکتی ہیں تو بھی بہت غنیمت ہیں جو انجیر کہ سندھی نسل ہے وہ اچھے پھل پیدا نہیں کرتی کابلی نسل کے انجیر کلکتہ کے سٹریوٹائٹل باغ میں موجود ہیں مگر بدانت مولف کبھی بارور نہیں ہوتے ہیں لیکن کلکتہ کے بعض اور باغوں میں انجیر کے دیسی درخت ہیں جنکے پھل حسب مراد شیریں اور لذیذ نہیں ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کلکتہ اور اطراف کلکتہ کی سرزمین کو ولایتی نسل کی انجیر و نکو بالیدہ اور بارور کرنیکی صلاحیت نہیں ہے پٹنہ اور اطراف پٹنہ بھی انجیر بکثرت پیدا ہوتا ہے مگر شیریں اور لذیذ دالے پیدا نہیں ہوتے۔

کوہ ہمالہ میں دو قسموں کے انجیر پیدا ہوتی ہیں جنہیں کوہی لوگ فاگو اور ٹیل کہتے ہیں یہ دونوں قسمیں عمدگی اور لطافت میں کابلی انجیروں کے قریب قریب ہوتی ہیں مگر یہ کوہی انجیر میدانی ملکوں میں بالیدہ نہیں ہوتی ہیں یہ قسمیں کوہستانی ملکوں کے لئے موضوع ہوتی ہیں۔ انجیر کا درخت جاڑے کے زمانہ میں پتیوں کو خزان کر کے سرابا برہمنہ ہو جاتا ہے۔ سرابا

نصبت ہوتے تھے پتے پتے پہل ایک ساتھ نکلتے ہیں اور ماہ مئی سے لیکر جولائی تک پہل پکڑتے ہیں۔
انجیر کی ایک قسم ہوتی ہے کہ بجا پہل اگست میں پکاتا ہے یہ قسم امبالہ اور سرانپور کھڑکھڑی جاتی ہے
انگلستان میں انجیر کے درخت کو باغبانان انگریزی کم جہاتتے ہیں مگر ہندوستانی مالی مالک
ہندوستان میں جاڑے کے دونوں میں جب پتے انجیر کے گر جاتے ہیں تو انگوٹھے کے برابر موٹی
شاخوں کو بیشتر جہاتتے ہیں۔

فرنگی صاحب (Fleming) لکھتے ہیں کہ پہل لگنے کے بعد انجیر کے درخت کو خوب
سیراب کرنا پھلوں کے حق میں نہایت مفید ہوتا ہے لیکن وہ کہاں جو آم کے لئے درکار ہوتی ہے
اوجہ میں چوڑے کا جزو شامل کیا جاتا ہے انجیر کے درخت کو خوب بالیدہ اور حسب مراد بارور
کرتی ہے صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ میں انجیر کے درختوں میں مقصوبوں کی دوکانوں سے
خون شکار کر لیا کہ طویہ افراط اتار کر ظاہر کوئی نفع نہوا بہر حال آم کی کھا دہیں چونا
داخل کیا جاتا ہے انجیر وکلی چڑھیں دینا چاہئے اور عند التوجہ یہ ترکیب انجیروں کے درختوں
بہت مفید دیکھی گئی ہے۔

انجیر کا درخت قلم کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے مگر انجیر کے قلم تیار کر نیکانہ یا نہا دونوں سے
بہتر کوئی دوسرا نہیں ہے۔

Ficus glomerata

گولر (انجیر دشتی)

یہ درخت ہندی وطن ہے اس کا قد بلند اور پہل اکثر ہیکا ہوتا ہے۔ درخت انجیر کی طرح
اسکے جسم میں بھی دودھ موجود رہتا ہے یہ درخت کوئی عمدہ میوہ نہیں پیدا کرتا ہے البتہ
طبی مصالح سے اس درخت کو نصیب کرنا مضایقہ نہیں رکھتا ورنہ یہ درخت باغ میں
نصب کر نیکی چیز نہیں ہے اس کا پہل انجیر کے پہل سے مشابہ ہوتا ہے۔ از باب بواسیر کو
نفع دیتا ہے لیکن بطور الہفہ ہوتا ہے۔ گولر کی ایک قسم ہوتی ہے جسے کوٹھا ڈو کہتے ہیں

کہ ہم انار کے درخت کو خوب سیراب رکھتے تھے اور پھل لگنے کے زمانہ سے پہلے ان کے
 پختہ ہونے کے وقت تک سیرابی میں کبھی کمی نہیں کرتے تھے جیسے انار کے عمدہ دلتے مسٹر
 بارٹلٹ صاحب پیدا کر سکتے تھے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ بہار کی زمین کو
 عمدہ انار کے پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل ہے مگر اعلیٰ درجہ کی تربیت اور پرورش بھی
 انار کے درختوں کے لئے درکار ہے۔ اگر ارباب شوق بارٹلٹ صاحب کی طرح درختان
 انار کی نگہداشت کریں تو صاحب موصوف کی طرح اپنی کوششوں میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔
 انار دنیا کے عمدہ ترین اثمار میں سے ہے قرآن شریف میں اسکا ذکر انعام خداوندی کے طور پر موجود
 جن ملکوں کی آب و ہوا و زمین کو اس میوے کے ساتھ موافقت ہے وہ ان میں سے
 ایسا ہی پیدا ہوتا ہے کہ جسکی تعریف میں زبان قاصر ہوتی ہے۔ کپتان برٹن صاحب
 (Captain Bruston) اپنے سفرنامہ میں تین قسم کے اناروں کا ذکر کرتے ہیں
 اول شامی دوم ترکی سوم مصری۔ شامی کی نسبت لکھتے ہیں کہ نہایت عمدہ ہوتا ہے
 اور سوائے مکہ معظمہ کے اسکے برابر کبھی انار نہیں ہوتا ہے کپتان موصوف کی تحریر سے معلوم
 ہوتا ہے کہ انار کا خاص ملک عرب اور فلسطین ہے۔ بلاشبہ یہ قول بہت صحیح ہے۔ اگر
 انار کا وطن ہندوستان ہوتا تو ہندوستان بھی ان ملکوں کے برابر عمدہ انار پیدا کر سکتا۔ مگر
 ارباب شوق اس سے یہ تیاس فرمادیں کہ پرورش و تربیت کے بعد بھی ہندوستان میں
 اچھا انار نہیں پیدا ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ شامی اور کابلی انار کے برابر ہندوستان کی
 سرزمین انار عمدہ پیدا نہیں کر سکتی ہے تاہم تدبیر محقول سے یہ میوہ ایسا پیدا ہو سکتا ہے
 کہ بر غبت ذائقہ کیا جاسکتا ہے۔

ہندوستان میں شیریں اور ترش دو نوع قسم کے انار پیدا ہوتے ہیں اور سوائے
 خود قنداری پنوشش انار کے غم سے بھی انار کے درخت پیدا کیے ہیں۔ ترش انار
 سوائے طبی اعراض کے اور کسی مصرف کا نہیں ہوتا ہے۔ انار ترش کے بیج کا پوست

قل دیدان کی پوری قوت رکھتا ہے اور اسکے چھلکے سے خضاب کا عمدہ نسخہ تیار ہو سکتا ہے۔
 ہندوستان میں انار کی ایک قسم اور بھی ہوتی ہے جس سے صرف پھول پیدا ہوتا ہے جسے گلنار
 کہتے ہیں تمام اقسام انار کا پھول نہایت شوخ سرخ رنگ ہوتا ہے اور اس سے باغوان کی
 برسی زینت مقصور ہے۔

تغذیہ و تقویت کی نظر سے انار کے درختوں میں ہندوستانی مالی سرخی اور گوبر بوسیدہ و قیچہ
 اس ترکیب انار کا درخت حسب مراد بالیدہ اور بارور ہوتا ہے مگر چونے کے جزو کے شامل
 کرنے سے پہلے خوش مزہ اور شیرین پیدا کرتا ہے جو نسخہ کہ گوڑے کے بیان میں مذکور ہے اس سے
 انار کو بھی نہایت نفع پہونچاتا ہے انار میں کھاد دینے کا زمانہ ماہ دسمبر ہے اور ہر سال
 بلاناغہ کھاد دینی چاہئے۔

کپڑے کی ہیلیاں پھلون پر چڑھانا چاہئے انار دانیان بنظر استغناء اثمار درکار ہوتی ہیں
 طیور اور گلہریاں اکثر پھلون کو خراب کرتی ہیں لیکن انار دانیوں کے ذریعہ سے پوری حفاظت
 پھلون کی ہوتی ہے انار کا درخت بھی چاٹے جانے کا محتاج ہوتا ہے اچھا نشین سے حسب مراد
 پس لانا ہے۔

انار کا درخت تخم اور دانہ کے درخت تیار ہوتا ہے۔ بیشتر دانہ کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے
 مگر پیوند سے بھی تیار ہو سکتا ہے چنانچہ فرمنجو صاحب (فرمنجو) کہتے ہیں کہ
 بہترین ترکیب انار کے درخت کے تیار کرنیکی یہ ہے کہ پیوند سے تیار کیا جاوے لیکن اس
 ترکیب کے پائند کم لوگ نظر آتے ہیں۔ پیوند کے لئے انار کا بیج درکار ہے۔ چاہئے کہ تخم
 انار ایک یا دو سالہ جب ہو جائے تب کسی عمدہ قسم کے انار سے وصل کا سامان کریں
 زیادہ مطلب زمین انار کے درخت کو مضر ہوتی ہے۔

انار بھی اون درختوں سے ہے جنکو صلاحیت بے دانہ اثمار کے پیدا کرنے کی حاصل ہے
 بیدانہ کرنیکی ترکیب وہی ہے جو لیچو کے بیان میں ذکر باجلی ہے۔

Olive

زیتون

بقول فرخو صاحب (Feroz Shah) اس درخت کا وطن یورپ کا جنوبی حصہ ہے
شام کے ملک میں بھی کثرت ہوتا ہے مگر ظاہر ہندوستان کی آب و ہوا کو اس درخت کے
ساتھ مناسبت نہیں ہے۔ زیتون کے درخت کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں موجود ہیں
مگر ٹر لاسے کبھی دیکھے نہیں گئے اس باغ میں یہ درخت شش ماہ میں نصب ہوئے تھے اور اب تک
نہ زمین لاسے ہیں۔ ملک پنجاب میں بھی زیتون کے درخت لاسے گئے ہیں مگر اون کے مثمر ہونے کی
امید نہیں کی جاتی ہے۔ جو بیکانی کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی آب و ہوا درخت کو نا
مفید نہیں ہوتی ہے۔ گرم ملک جیسے ہندوستان یا وسطی درخت کو نہ لایا جاتا ہے جتنا کہ سرد
ملک جیسے انگلستان اس کو غیر موافق مزاج پڑتا ہے اعتدال حرارت و برد کے بغیر زیتون کا درخت
بالیدہ اور بارور نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے یورپ کی جنوبی حصہ میں اس کی کثرت دیکھی جاتی ہے۔

Almond

بادام

ڈاکٹر وایٹ (Dr. Wight) کہتے ہیں کہ اطراف کلکتہ میں بادام کے نصب کرنیکی
بہت کوشش عمل میں آئی ہے مگر یہ کامیابی مترتب ہوئی ہے عموماً صوبہ بنگالہ اور بہار کو اس
درخت کے بالیدہ کرنیکی صلاحیت نہیں ہے۔ بعض اضلاع مغربی و شمالی میں تردد بلبل کے
ساتھ یہ درخت بالیدہ اور مثمر ہوتا ہے مگر فرخو صاحب (Feroz Shah) کہتے ہیں
کہ مقام فیروز پور میں ہم نے بادام کے تخم بوئے اور بونیکے وقت سے تین سال کے اندر اس کے
درخت بالیدہ ہو کر بارور ہوئے۔ بادام کا درخت خوبصورت اور باغ و نمین لگانے کے قابل تو ہے
بادام کے درخت تیار کرنیکی ترکیب یہ ہے کہ دانہ بادام کے پوست کو شکستہ کر کے
زمین میں گاڑ دیتے ہیں تھوڑے عرصہ میں تخم سے درخت نکل کر زمین میں بہت جلد دو ترک

جڑ پہنکتا ہے اس سبب سو بادام کے نئے درخت کو اس بات کی صلاحیت حاصل نہیں رہتی کہ ایک جگہ سے اوکھاڑ کر دوسری جگہ نصب کیا جاسکے پس لازم ہے کہ اونہیں متغیر ہونے والے تخمون کو نصب کرین جہاں پر اسکے درخت لگانا منظور ہو تخم ریزی کے وقت ایک ایک جگہ تین یا چار تخم نصب کرنا چاہئے اور جو درخت ان تخمون سے قوی پیدا ہو اسے رکھ کر باقی کو ضائع کر ڈالنا چاہئے۔

Indian Almond

دلیسی بادام

ہندوستان کا ایک خود رو اور صحرائی درخت ہے بہت بلند قامت خوشنما اور سایہ دار ہوتا ہے اسکے پتوں میں گہری سبزی اور خوشنمائی ہوتی ہے اسکے پھل کے اندر خوش مزہ مغز ہوتا ہے۔ ہندوستانی اخروٹ و بادام وغیرہ سے دلیسی بادام اچھا ہوتا ہے۔ کہانیکہ وقت اسکے مغز کو پانی میں ڈال دیتے ہیں اور پانی سے نکال نکال کر کھاتے ہیں سال میں دو بار یہ درخت پھل لاتا ہے۔ بار اول اسکا پھل ماہ مئی میں اور بار ثانی ماہ نومبر میں مراد پر آتا ہے۔ اس درخت کا پھول چوٹا اور رنگ میں سفید ہوتا ہے۔ بڑے باغون میں یہ درخت لگانیکہ قابل ہے۔ اور یقین ہے کہ پرورش معقول سے مقدار و ذائقہ میں اس درخت کا پھل ترقی کرے۔

Pako

پاکو

اس درخت کا وطن چین ہے اوایل میں جسکو غصہ دراز گذرا اسکے درخت کلکتہ کے باغون میں لگائے گئے تھے اور حال میں سٹرن فارچون (*my Fortune*) نے اسکے درخت چیتے بھیجے ہیں مگر جتنے درخت اسوقت موجود ہیں سب دیسے کے دیسے ہی میں کسی نے جتنا ترقی نہیں کی ہے۔ ریورنڈ فرمنجر (*Reverend Friminger*) لکھتے ہیں کہ تینے اسکے درخت

بقاع اوماکنڈ (Cassia) سرکاری باغون میں بھی دیکھے گردان بھی جیسے
ابتدائیں لگائے گئے تھے ابھی تک دیوہی میں ملک چین میں اسکا درخت نہایت تنہا درہوتا ہے
اسکے پہلے کوکشل کے تخم کی طرح ہونکر کھاتے ہیں بیرن ہمبولٹ (Baron Humboldt)
اس درخت کے وطن کی نسبت لکھتے ہیں کہ اسکا اصلی وطن کی تحقیق نہیں ہوئی ہے بہر حال
چونکہ یہ درخت ہندوستان میں چین سے آیا ہے اور چین میں حسب مراد بالیدہ ہوتا ہے ہلوگ
ہندی وطن اگر اسے چینی وطن سمجھیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

China Chest nut

چینا چسٹنٹ

ریورٹڈ فرنیچر (Furniture) کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کا وطن
ملک ہندوستان ہے۔ اہل ہند اسے کیا کہتے ہیں مولف کو اسکی اصطلاح نہیں ہے اسواسطے
مولف نے انگریزی نام بحال خود رہنے دیا حسب قول ڈاکٹر راکسبرگ (Dr. Roxburgh)
اسکے پہلے کوہونکر کھاتے ہیں بریان ہونے سے انگریزی چسٹنٹ کی طرح خوش
ذائقہ ہو جاتا ہے ڈاکٹر موصوف کے زمانے میں کلکے کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں اسکا
بڑے بڑے درخت موجود تھے مگر اب اونکی جگہ پر چوٹے چوٹے نوع درخت دیکھو جاتی ہیں۔
(Indian Walnut)

اخروٹ ہندی

یہ درخت ہندی وطن ہے مہانہ فامت ہوتا ہے اسکی پتی گوشہ دار ہوتی ہے اور پیل قریب
قریب مدور شکل مقدار میں اخروٹ ولایتی کے برابر مگر اخروٹ ولایتی سے ذائقہ میں کم خوش
ہوتا ہے مولف نے اسکا درخت شملہ کے پہاڑوں پر بکثرت دیکھے ہیں ہندوستان کے میدانی
حصوں میں بشتاید بہ درخت بارور نہیں ہوتا ہے۔ مارچ میں یہ اخروٹ کا درخت سفید رنگ
کے پھول لاتا ہے اور آخر جولائی میں اسکا پہل مراد کو پہنچتا ہے اسوقت میں بارشانی یہ درخت

پہول دیتا ہے مگر اسوقت کے پہول سے پہل نہیں پیدا ہوتے ہیں۔ آخر وٹ ہندی کا درخت اس کے پہل کے فطرت کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

Chinese Chestnut

چسٹ چینی

یہ درخت چینی وطن ہے ڈاکٹر وٹائیٹ (Dr. W. H. W. H.) کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ ششام میں اس کا درخت باراول گلے کے سرکاری بوٹائیٹل باغین چین سے لاکر نصب کیا گیا تھا مگر ۱۹۱۲ء تک بارور نہیں ہوا تھا بعد اس کے ایک سو درخت تھیں ۱۹۵۲ء میں سٹرنارچون (Stern Fortune) کے ذریعہ سے اگرہ باغیچہ سوسائٹی (S.A. H. Cultural Society) کے باغون میں لگائے گئے تھے مگر ان موافقت آب و ہوا سے کوئی درخت بھی بالیدہ نہ ہو سکا اور اسوقت جتنے موجود ہیں سب بے مثلاً بد حالی میں سٹرنارچون کا بیان ہے کہ اس درخت کا پہل اسپین (Spain) کے چسٹ کے برابر اچھا ہوتا ہے۔

Spanish Chestnut

چسٹ اسپینی (اسپینی)

ڈاکٹر وٹائیٹ کا بیان ہے کہ یہ درخت گلے کے سرکاری بوٹائیٹل باغ میں لگا بایا تھا اور لگائے جانے کے بعد پندرہ برس تک موجود رہا مگر کبھی پہول بھی نہ لایا فرموج صاحب کی تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ درخت باغ مذکور میں موجود نہیں ہے۔ مولف کو عند التفتیق یہ بات دریافت میں آئی ہے کہ چسٹ کی یہ قسم گرم دیا کی تیج کے گرد و نواح میں حسب مزاج بارور ہوتی ہے مگر لاہور کی سرزمین اس درخت کے بالیدہ اور بارور کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے۔

Walnut

اخروٹ ولایتی

یہ درخت شمالی ہندوستان کے کوہی حصوں میں کثیر الوجود ہے مگر تحقیق برائے چھٹی پیداوار کے اعتبار سے ہندوستان میں کہیں بھی حسب مراد بارور نہیں ہوتا ہے یہی جو لطافت کا بلوغت کا اخروٹ میں ہوتی ہے ہندوستان کے ولایتی اخروٹ میں نہیں پائی جاتی ہے۔ اصل ولایتی اخروٹ پوست باریک مخولیف اور ذائقہ خوشگوار ہوتا ہے۔ یہ باہت ہندوستان کے ولایتی اخروٹوں میں موجود نہیں رہتی ہے۔

اخروٹ ولایتی کا درخت شمالی ہندوستان کے کوہی مقامات کے سوا ہندوستان کے اور کسی مقام میں بالیدہ نہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ (سید محمد حسن) نے اس کا بیان (ص ۱۵۸) میں تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت کوہ نیلگری پر کبھی دیکھا نہیں گیا ہے اور نہ کہیں ہندوستان کی کسی پیداائی جھے میں بارور ہونے پایا گیا ہے بلکہ اراطراف گلگتہ میں اس کے درخت تیار کئے گئے تھے مگر کوئی بھی بالیدہ نہ ہو سکا سب کے سب آخر کار ضائع ہو گئے۔

یہ درخت آم کے درخت کے برابر کشیدہ قامت ہوتا ہے اسکی تیار چھایاں لاہور اور بہار پور کے سرکاری باغوں میں فروخت کی نظر سے موجود ہیں لیکن چونکہ ہندوستان کے سیدائی حصوں میں یہ درخت بالیدہ اور بارور نہیں ہوتا ہے۔ اور باہت شوق پیداائی زمینوں میں اسکی پرورش کا خیال فرمایا۔

اخروٹ ولایتی کا درخت اسکی پھل کو نصب کر کے تیار ہوتا ہے۔ اسکی لکڑی قیمتی مندرجہ ہے۔

Pistachio nut

پستہ

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ پستہ کا اصلی وطن ملک شام ہے لیکن پستہ بعد میں بھی کثرت پیدا ہوتا ہے۔ افغانی میوہ فروشوں کا بیان یہ ہے کہ کابل کی سرزمین اس میوہ کے پیداوار کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے ہندوستان میں جبکہ یہ میوہ آتا ہے اسکی پختائی

ڈاکٹر فریڈرکس (Dr. Friedrichs) نے جو کچھ لکھا ہے اس کے مطابق (پتہ سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ چم
 پستہ کے بہت درخت پانچا سہ کے ٹکڑے کے پھاڑوں میں رکھے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ ہندوستان میں یہ پستہ پہلے ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ڈیوڈس (Dr. David) کے
 بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پستہ کا درخت کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں لگا گیا تھا
 مگر اس کے پھول پانچ لاکھ سے ڈاکٹر موصوف کو اطلاع نہیں ہے۔ فرنیئر صاحب کی تحقیق
 سے معلوم ہوتا ہے کہ اب پستہ کا کوئی درخت باغ مذکور میں نہیں ہے۔

Wandurant

بجلی بادام (Wandurant)

اس درخت کا نام ہندوستان اور بھی پستہ (Wandurant) ہے
 یہ چم پستہ (Dr. David) کا بیان ہے کہ یہ درخت ملک دکن میں بہت
 مشہور ہوتا ہے۔ یہ لکھتا ہے کہ نہایت زیادہ ہوتا ہے۔ میں اور اسکے پھولوں سے میٹھی باس آتی ہے
 فرنیئر صاحب لکھتا ہے کہ یہ درخت ملک بڑا میں کثیر نہ ہو رہا ہے اور اس کا
 پتہ تیار نہیں ہے کہ کونسا کونسا دوسرے ہی سال کثرت پھل بھی لاتا ہے۔ یہ تحقیق ڈاکٹر
 ڈاکٹر برگ (Dr. Berg) یہ درخت صرف سمندر کے قریب میں چانگی
 زمین میں سرا سر لگایا ہوتا ہے یا جاتا ہے۔ بجلی بادام کے دو تین درخت کلکتہ کے سرکاری
 بوٹانیکل باغ میں موجود ہیں مگر حسب مراد بالیدہ نظر نہیں آتے ہیں بہر حال جسے تحقیق فرمادیا
 یہ درخت باغ مذکور میں پانچ اپریل پھول لاتے ہیں اور مایام برشکال میں اسکے پھل ختم ہوتے ہیں
 مولف نے دکن اور دھواں کو نہ اس کے پھول لائیکے زلفے میں اور نہ اس کی حالت بار و بار
 دیکھا ہے۔ تحریر صاحب موصوف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کا پھول خود مقدار
 سفید رنگتہ شکل ہوتا ہے۔ اس درخت کے پھل کی نسبت ڈاکٹر میکینڈیٹین
 نے چند جزائر امریکہ اس نام سے معروف ہیں۔

(*Maccladyen*) کی یہ رائے ہے کہ سکندراعظم کا وین اسکوریان کرنے سے اسکا ذالیقہ بادام شیرین اور پستہ سے کم نہیں ہوتا ہے۔ اسکے پھولوں سے مرئی بناتے ہیں اور یہ مرئی نہایت خوش ذالیقہ ہوتا ہے۔ یقیاس مولف اسکا مرئی بادام اور پستہ کے مرئی کے طور پر بنایا جاتا ہوگا۔ بہر حال اس درخت کا پہل شکل اور مقدار میں چھوٹے مگر دسے کے برابر ہوتا ہے اسکے پوست میں بڑی سختی و دہارت اور جلا ہوتی ہے پوست اور مغز کے درمیان بہورارنگ روغن پایا جاتا ہے یہ روغن جبکا مزا نہایت تکبر ہوتا ہے بدشواری مغز سے صلحہ ہوتا ہے ہریان کرنے پر بھی اس روغن کا اثر مغز میں رہتی ہوتا ہے۔

Bochania Latifolia

بوکینیا لٹیفولیا

اس درخت کا وطن ساحل کارو منڈل (*Caromandel*) اور ساحل مالابار (*Malabar*) ہے ان دیار کے لوگ اس درخت کو کیا کہتے ہیں۔ اس سے مولف کو آگاہی نہیں ہے لیکن زبان اردو میں شاید اس درخت کا کوئی خاص نام نہیں ہے۔ اس واسطے مولف نے اس درخت کے لاطینی نام کو درج کیا کہ نام مناسب سمجھا بہر حال بوکینیا لٹیفولیا کا درخت بہت عظیم پیکر ہوتا ہے اسکے پہل کے اندر مغز ہوتا ہے جو بادام شیرین کا بدل سمجھا جاتا ہے۔ اور وہ ان کے لوگ اسے بادام شیرین کی جگہ پر استعمال کرتے ہیں۔ اسکو ہریان کر کے شیر کے ساتھ بھی کھاتے ہیں مکھن کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں اسکے چند درخت موجود ہیں مگر کبھی بارور ہونے نظر نہ آئے۔

Clahite Chestnut

اٹلاہیٹ چسٹنٹ

اس درخت کا وطن جزائر سوسائٹی (Society Islands) ورتلی (Vanuatu) ہے۔ یہ درخت تنادر ہوتا ہے اور اسکے پھل کا سفید
 اگلّا استعمال میں آتا ہے مگر خوش ذائقہ نہیں ہوتا کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں
 یہ درخت موجود ہے اور بار وربھی ہوتا ہے مگر وہاں اسکا پھل قابل ذائقہ نہیں سمجھا جاتا ہے۔

Moisten Bay Chestnut

چسٹ چلیج مارٹین

اس درخت کا وطن ملک نیو ہالینڈ (New Holland) ہے اسکا درخت
 چوٹے قد کا ہوتا ہے اسکے پھل کے مغز کو بریان کر کے کھاتے ہیں۔ مغز کا مزاج چسٹ
 کا سا ہوتا ہے۔ کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں اسکا درخت ڈاکٹر وٹاٹ

(Dr. Voigt) کے وقت میں موجود تھا مگر حال میں پھر اسکے چند درخت وہاں
 لائے گئے ہیں۔ زمینجو صاحب کہتے ہیں کہ بنگلور (Bangalore) کے سرکاری
 باغ میں ہیں اس چسٹ کا ایک شاداب درخت دیکھا ہے وہاں اس درخت کی قد
 اسکے خوش حال ہونیکو باعث ہوتی تھی کہ نئی اس درخت کے پھلوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا
 چنانچہ وہاں کے مالی نے ہم سے بیان کیا کہ اسکے پھلوں کو طہیور وغیرہ بھی نہیں پوجتے ہیں۔
 البتہ اس درخت سے زیبائش باغ مقصود ہے خاصکر اس سبب سے کہ اسکا پھول
 خوش رنگ سبز ہوتا ہے۔

Brazil Nut

اخرٹ برازیل

یہ درخت امریکہ وطن ہے ضلع اورینیگو (Orinoco) اور دریائے

سلسوں میں اسکا حال لکھا جا چکا ہے۔ آئینہ بنا لیا گیا یہ ضلع جزیرہ اسٹریلیا (Australia) سے متعلق ہے۔ اسکا بیان سابق میں آچکا ہے۔ امریکہ جنوبی کا ایک دریا عظیم ہے۔

امیزن (Amazons) کے گرد و نواح میں دیکھا جاتا ہے وہاں کے جنگل کے درختوں میں یہ بزرگ ترین درخت ہے۔ جس اطراف میں یہ ہوتا ہے وہاں کے مختلف اقسام کی تنس اور اشجار جو اسکے آس پاس میں موجود رہتے ہیں اسکی بلندی اور جسامت کے آگے مختصر معلوم ہوتے ہیں اسکا پہل کٹھنیل کے پہل کے برابر ہوتا ہے اور امریکہ سے یورپ میں فروخت کی نظر سے لایا جاتا ہے لندن کے میوہ فروشوں کی دوکانوں میں اسکے پہل بکثرت موجود رہتے ہیں اگر مارٹین پورل سوسائٹی (Martins & Co. Ltd.) کے باغوں میں اس درخت کے پیدا کر نیکی کوشش کی گئی تھی مگر کامیابی حاصل نہیں ہوتی تاکامبا کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ تخم ریزی کے لئے اسکے پہل یورپ سے منگوائے گئے تھے۔ چونکہ اسکا مرکز کنیرا دہن ہوتا ہے اور اسکے روغن میں جلد خرابی لاحق ہو جاتی ہے یورپ سے اسکے پہلوں کا ہندوستان تک بامراد پہنچنا تھا حکمرانوں کی حالت میں کہ یہ پہل امریکہ سے خود بہ دیر یورپ میں پہنچتا ہے بہت دشوار تصور ہے اسکے علاوہ آج کل حکمتہ بلکہ ٹامی ہندوستان کی آب و ہوا اس درخت کے ناموافق معلوم ہوتی ہے اگر اسکے چوڑے درخت بھی امریکہ سے منگو کر اس ملک میں لگائے جا دیں تو انکی بالیدگی وقت سے خالی نہوگی مگر ہر حال میں امتحان شرط ہے اور باب شوق کی پس پانی خوب نہیں۔

Amorpha fruticosa

حلت

یہ درخت ہندی وطن ہے مگر بنگالہ میں اس درخت کی بہت قدر کی جاتی ہے کس واسطے کہ اسکا پہل اہل بنگالہ کو نہایت مرغوب ہوتا ہے اہل بنگالہ اسکے پہل کے بہت خواتان نظر آتی ہیں چونکہ صوبہ بہار میں اسکا درخت کم ہے اتفاقاً جس باغین ہوتا ہے اس میں باغ کے مالک سے وہ اہل بنگالہ جو صوبہ بہار میں آئے ہیں اس پہل کی فرمائش کرتے ہیں حوالہ اہل بہار

۱۔ یہ بھی امریکہ جنوبی کا دریا ہے مگر اس دریا سے بزرگتر کوئی دریا دنیا میں نہیں ہے۔

اس پہل کو مصرف میں نہیں لاتے ہیں یعنی ایسے لوگ بھی جو صحبت اہل بنگالہ کی وجہ سے اس پہل کے استعمال سے واقف ہو گئے ہیں اس کی طرف توجہ نہیں کرتے بہر حال اہل بنگالہ اسے جہاں پاتے ہیں شوق سے اپنے مصرف کے لئے لیجاتے ہیں۔ مولف کو بھی بوضوح اہل بنگالہ اس پہل کے ذائقہ کرشمی نوبت آتی ہے۔ واقعی یہ ہے کہ چندان بد ذائقہ نہیں ہوتا ہے۔

بہ نظر تحقیق جو حضرات اسکے مزے سے واقف نہیں ہیں اسکا امتحان فرمالین البتہ اسقدر عمدہ بھی اسکا ذائقہ نہیں ہوتا ہے کہ انسان شش عش کر کے کہاے گو امر واقعی یہی ہے کہ اہل بنگالہ اس پہل کو عش عش کر کے کہاے ہیں خیر بڑے باغون میں اسے جگہ دینا غیر مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے۔ خاص کر ایسی حالت میں کہ احباب بنگالہ وطن اکثر اسکے پہل کی فرمائش کرتے ہیں۔

چلتے کا درخت بلند اور خوش فامست اور نیرسایہ دار ہوتا ہے اسکے پتے عریض خوش رنگ کھلتے سبز اور خوش نما ہوتے ہیں ماہ جولائی میں یہ درخت پھول دیتا ہے۔ پھول تھارا بڑا سفید رنگ اور بویا ہوتا ہے۔ نصف ستمبر میں اسکا پہل قابل مصرف ہو جاتا ہے۔

پہل چوٹے پیل کے برابر پوست بالا سے پوست بالکل پیاز ہوتا ہے جب سب پوست علیحدہ کئے جاتے ہیں تب وہ شیشے نکلتی ہے جو خوردنی تصور ہوتی ہے حالت طبعی میں اس شیشے کا فزائرش ہوتا ہے لیکن بقول فرمنج صاحب (Frimingier) جب اوسمیں چینی ڈالکر اگل پر پکاتے ہیں تو اسکا مزہ دیا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ سیب ترش کو بہ ترکیب بالانچختہ کرتے ہیں لیکن فرق اسقدر ہوتا ہے کہ سیب کے خلاف چلتے کا مغز ریشہ دار ہوتا ہے۔

یہ درخت تخم کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ مولف نے چلتے کے درخت کو تخم سے پیدا ہونے دیکھا ہے چنانچہ ایک باغ میں جو قریب دانا پور کے موضع نورہ میں واقع ہے سابق سے ایک درخت چلتے کا تھا مگر تخم کے ذریعہ سے کچھ عرصہ کے بعد

جسے درخت خود رو اور میں پیناں گئے اور میں سے سیلاب نکل کر چار سو چوبیس ہزار پیناں بن گیا۔
 بنگالہ وطن اسکے پہلوؤں کو چھو کر ان میں سے زمین اور کبھی سنگا لیتے ہیں اور کبھی خود بھی
 لیجاتے ہیں مگر ناکہ بارخ نہ صرف میں آسنے اسکے پہل کو کسی نے نہیں دیکھا۔ واقعی
 یہ ہے کہ اہل ہبہا رجب قدر اس پہل کو تیکار سمجھتے ہیں یہ محض اونکی ناتوجہی اور نا علم کی
 سبب ہے چنگڑی یعنی چینگے کے ساتھ چنگا جو لطف دیتا ہے اور کافرا اسکے قدر دانوں
 سے پوچھتے۔

Puneala Plum

پنیالہ

یہ درخت ہندی وطن ہے مگر صوبہ بنگالہ اور ہبہا میں بکثرت دیکھا جاتا ہے۔ اطراف آگرہ
 اور دہلی میں قلیل الوجود ہے اور پنجاب میں بالکل غیر معروف ہے۔

اس کا قد ۲۰ فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ پتے سبز اور چوڑے ہوتے ہیں اور شاخیں کانٹوں سے
 بھری رہتی ہیں۔ ماہ ستمبر اور اکتوبر میں اس درخت کا پہل مراد پر آتا ہے پہل کی شکل گول
 بیر کیسی ہوتی ہے اور مقدار ابھی ڈلی کے قریب قریب ہوتا ہے۔ پہل کا رنگ خامی میں
 سبز اور چنگی میں میلا بینگنی اور مزا کساؤ کے ساتھ حیف شیریں ہوتا ہے۔ کہا نیکے قبل
 انگلیوں سے مل لینے سے اس کا مغز نرم اور خوش مزہ ہو جاتا ہے۔ بحالت موجود پہل
 کچھ ایسا قابل توجہ نہیں ہے مگر پرورش اور احتیاط سے پنیالے کا درخت انما خوش مزہ
 پیدا کر سکتا ہے۔ لفٹٹ پاگن (Punjab) لکھتے ہیں کہ اس
 درخت کی شاخیں اس قدر چانٹنی جاتیں کہ اس کا قد ۱۲ فٹ بلند رہا جو سے بیکار پانی لگایا
 سب صلفہ کردی جاوین اور شاخیں بوضع بیرد آلو بخارا وغیرہ تراش ڈالی جائیں۔
 زمین کہو در چٹن کہو لید جائیں اور جو کہا کہو ٹامیوں کے درخت کیوں واسطے درکار ہو گا
 جائے اور براہ راست دور کر کے نئی مٹی تالوں میں بھری جاے اس ترکیب سے درخت

کی اصلاح بطور کافی ہوگی اور قوت شمر و ترقی کر جائیگی اور پہل صعب مراد سابق سے بہتر ہو سکے۔
پنیا لے کا درخت تخم سے پیدا ہوتا ہے۔ پہل میں چند تخم ہوسکتے ہیں۔ کھانے کے بعد
اسکے تخم کو بونا جائیے۔ مولف نے اسکے درخت تخم سے تیار کئے ہیں۔

Alacoustia Inermis

ٹومی ٹومی

فرمنج صاحب (Firminger) لکھتے ہیں کہ یہ درخت بھی پنیا لے کے طور کا پہل
وہ ایک مہینہ دیر کر کے پیدا کرتا ہے مگر اسکا پہل پنیا لے کے پہل سے کم رتبہ ہوتا ہے
ٹومی ٹومی تپا پنیا لے کے پتے سے بڑا ہوتا ہے اور اسکا درخت کانٹوں سے بالکل پاک ہے
یہ درخت بھی پنیا لے کے مانند تخم کے ذریعہ سے پیدا ہوتا ہے۔

Averrhoa Carambola

کمرخ

اس درخت کا وطن بنگال (Bengal) ہے مگر ہندوستان کی اکثر
جگہوں میں پایا جاتا ہے اطراف کلکتہ و پٹنہ و قیض آباد وغیرہ کی طرف کمرخ کا درخت کثیر الوجود ہے
اس درخت کا قد سرفٹ تک بلند دیکھا گیا ہے اسکے پتے چھوٹے خوش رنگ اور گہنے
ہوتے ہیں پھول کا رنگ ہلکا زرد ہوتا ہے اور پہل حالت خامی میں سبز رنگ اور پختگی میں
گہرا زرد ہو جاتا ہے پکنے پر اسکے پہل میں ایک خوش آئند بویائی پیدا ہوتی ہے پہل پھول
میں نصف بالشت اور پلو دار ہوتا ہے۔ سی پہل کے نام سے لفظ کمرخ بنے۔ رواج
پایا ہے جس سے ہر کمرخ و مہر مطلع ہے۔ اسکے پہل کا فراغ عموماً اندک شیرینی کے ساتھ
ترش ہوتا ہے مگر کمرخ کی ایک قسم ہوتی ہے جسکا پہل نہایت شیرین اور خوش فہ
ہوتا ہے۔ ماہ ستمبر میں کمرخ کا پہل پختہ ہوتا ہے اور اسی وقت میں اس درخت میں
پھر پھول آتا ہے اس پھول سے جو پہل لگتے ہیں انکی کھل کا زمانہ جنوری ہے۔

کرنج کا درخت تخم سے تیار کیا جاتا ہے

Chines Kumsung

کرنج چینی

یہ بھی کرنج کی ایک قسم ہے اسکا پہل مقدار میں قسم مذکور کے پہل سے جھوٹا ہوتا ہے۔ اسکا رنگ پکنے پر بھی گہرا سبز رہتا ہے اور ہر جہاں اسکے پہل میں ترشی نہیں رہتی ہے تاہم اسکا پہل قسم بالا کے پہل کے برابر خوش آئینہ نہیں ہوتا ہے۔

کرنج چینی کا درخت پیوند کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ جو کہ ذریعہ معمولی کرنج کا درخت تیار کیا جاتا ہے۔

Bilimbing

بیلیمب

اس درخت کا دھن موٹا گار (*holuccas*) ہے دکن میں کثیر الوجود

اور جنگل میں طبعی الوجود ہے۔ اس درخت کا قد ۳۰ فٹ تک پہنچتا ہے۔ اور اسکا تنہ نہایت

سوجھتا ہے۔ نصف ماہ فروری میں یہ درخت پھول لاتا ہے اور اسکا پھول گچہ دار ہوتا ہے

بقیہ ایام سرما تک پھول پھل دیا کرتا ہے۔ اسکے پہل کا چمڑا چکنا ہلکا زرد رنگ غیر کامل الشفاف

سفید انگوڑی طرح ہوتا ہے پختہ ہونے پر اس پہل کا مغز کہن کی طرح نرم ہو جاتا ہے۔ لیکن

ترش اسقدر ہوتا ہے کہ مطبوخ کئے بغیر یا اچار بنا کر کبھی مصرف کا نہیں ہوتا ہے۔

بیلیمب کا درخت تخم سے تیار کیا جاتا ہے۔ مگر نازک بہت ہوتا ہے۔ کلکتہ میں اسکے نئے درخت کو

دو تین سال تک سرما کے صدمہ سے بچانے کے لئے زیر سایہ رکھتے ہیں اگر ایسا کیا جائے

تو بھلا ہوا ہو جاتا ہے۔

Artocarpus Lakucha

بڑھل

یہ درخت ہندوستانی وطن ہے اسکا قد اوسط قد شخصی آدم کے برابر ہوتا ہے۔ پتے بعض اور خشونت دار رکھتا ہے اسکی شکل گڈائی مطبوع معلوم نہیں ہوتی ہے۔ پھول لائیکے پھل اسکے سب سے خزان کر جاتے ہیں اور پھول کا رنگ نہایت زرد ہوتا ہے مقدار میں اسکا پھول اوسط درجہ کے کوئلے کے برابر ہوتا ہے۔ غراب اسکے پھول کی ترکاری بناتے ہیں۔ اسکا پھل خامی میں سبز اور پختگی میں سرخی پائل گہرا زرد ہوتا ہے۔ مقدار میں بڑے کوئلے سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ ترشی آمیز شیریں مزار رکھتا ہے ہر پھل میں کثرت سے تخم ہوتے ہیں پوست میں کسیدہ رخشونت ہوتی ہے اور سرخ میں دودھ کی آمیزش پائی جاتی ہے جسکے باعث کھانے والے کے لبون میں لاسے کی طرح کی چسپیدگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ کوئی عمدہ میوہ نہیں ہے سڑک کے کنارے یا افتادہ زمین میں بڑھل کا لگانا مضائقہ نہیں عوام اسکے پھل کو کثرت سے کھاتے ہیں گو یہ کسیدہ رطبی الہضم بھی ہے۔ اسکا درخت تخم سے تیار ہوتا ہے۔

Tamar And

املی

یہ درخت ہندی وطن ہے اور قریب قریب تمام ہندوستان میں دیکھا جاتا ہے۔ اسکا قد بہت بزرگ اور سایہ دار ہوتا ہے پتے نہایت خوشنما سبز رنگ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ اسکے درخت کے نیچے بارش کا اثر دیر میں ہوتا ہے۔ اس درخت کی شاخیں نہایت مضبوط اور چمڑی ہوتی ہیں۔ ماہ می میں یہ درخت زرد رنگ کے پھول لاتا ہے اور فردری میں اسکے پھل پختہ ہو جاتے ہیں۔ اہل دکن کثرت سے املی استعمال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسکے پتوں کو بھی کھا جاتے ہیں دریغ نہیں کرتے اس درخت کی تین قسمیں دیکھی جاتی ہیں۔ اول وہ جسکے پھل نہایت ترش ہوتے ہیں دوم وہ جسکے پھل میں کسیدہ شیرینیت ہوتی ہے اور یہ وہی قسم ہے کہ جسکو شیخ الرئیس ثمر ہند حلو یعنی میوہ املی کہتے ہیں

اور قسیری وہ کہ جبکہ پہل کا سفر خوش رنگ سُرخِ باغ ہوتا ہے اور جبے عوام لالِ املی کہتے ہیں اس لالِ املی کا مربے نہایت خوش رنگ ہوتا ہے۔ املی کا مربے قابلِ توجہ ہوتا ہے۔ تخم سے اسکا درخت تیار کرتے ہیں مگر فرخِ صاحبِ انٹے کے ذریعہ سے اسکا درخت کو تیار کر نیکی ہدایت کرتے ہیں بہ نظر تجربہ اگر اربابِ شوق انٹے کے ذریعہ سے املی کا درخت تیار کریں تو خالی از لطف نہوگا۔ طبی اغراض سے املی کا درخت ہشتہائین نہایت بکار آمد تصور ہے۔

Monkey Bread

ولایتی املی

اس درخت کا وطن سینیگال (Senegal) ہے اسکے دو تین درخت سرکاری بوٹانیکل باغ کلکتہ میں موجود ہیں مگر یہاں انکے پہل صرف مرغ کے انڈے کے برابر ہوتے ہیں حالانکہ اپنے وطن میں اس درخت کا پہل شتر مرغ کے انڈے کے برابر ہوتا ہے۔ صوبہ دکن کے بعض مقام میں اسکے درخت بہت شاداب دیکھے جاتے ہیں لیکن انکے پہل کی نسبت فرخِ صاحب کچھ تحریر نہیں فرماتے ہیں۔ مولف کو ایسا معلوم ہوا ہے کہ دکن میں یہ درخت حسبِ مراد بار ورجی ہوتا ہے۔ ہندوستان کے اور حصوں میں یہ درخت دیکھا نہیں جاتا۔ اطرافِ پٹنہ میں جو ایک قسم کا درخت ولایتی املی کے نام سے مشہور ہے وہ اور شے ہے اُسکا پہل دراز ہوتا ہے اور بظاہر کسی قسم کی مناسبت ترندی کے ساتھ نہیں رکھتا ہے۔

ولایتی املی کے پہل کا چمکا تر بند کے چمکے کے ساتھ ساخت میں مشابہت رکھتا ہے اور اسکے پہل سے بھی نہایت خوش مزہ شربت تیار ہوتا ہے بلکہ اسکا پہل شربت بنانے کے سوا کسی اور مصرف کا نہیں ہوتا ہے۔

ملایا پر اعظم افریقہ میں یہ ایک فرانسیسی عبادت ہے۔

بقیاس مولف یہ درخت انٹے سے تیار کئے جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

Civet cat fruit

دُریان

اسکا درخت نہایت قد کشیدہ استی فٹ تک بلند ہوتا ہے اسکا وطن ملی (Malay) ہے مگر برہما وغیرہ میں بھی اسکی بالیدگی اپنی راہ کو پہنچتی ہے۔ یہ ایک جنگلی لڑکے درختوں کا اسکا پہل نہایت بزرگ انسان کے سر کے برابر ہوتا ہے۔ پہل کے اندر تخم ہوتا ہے جسے بہو نکر کہتے ہیں اور تخم کے اوپر مغز ہوتا ہے جو نہایت لذیذ ہونے کے باعث اکثر ذائقہ انسان میں در آتا ہے مغز میں بالائی کی کیفیت پائی جاتی ہے اور اسکا رنگ بھی نہایت سفید ہوتا ہے۔ یہ مغز مقدار میں مرغ کے انڈے سے زیادہ نہیں ہوتا بلاشبہ خوش ذائقگی و نرمی مغز وغیرہ کے اعتبار سے بہ پہل بہت کچھ قابل تعریف تصور ہے مگر ایک عیب اس پہل میں ایسا سخت ہے کہ بدانت مولف اس عیب کے باعث اس پہل کا تمام کمال سراپا پیچ پیچ ہے۔ وہ عیب سخت یہ ہے کہ اس پہل کے مغز کے اوپر کا جزو ایسا بدبو ہوتا ہے کہ اسکی گندگی سے دماغ میں سخت پراگندگی لاتی ہوتی ہے اسکی بو بڑی بدبو ہے جو ان مردہ یا پیراز بوسیدہ کیسی ہوتی ہے۔ واقعی یہ ہے کہ یہ پہل اس عیب سخت کے باعث نفیس پسندوں کو کم مطبوع ہو سکتا ہے مگر حال یہ ہے کہ اس عیب سخت کے ساتھ بھی اسکی مٹا اکثر اشخاص کو ہوتی ہے بہر حال کہتے ہیں کہ اسکے پہل کو کسی ظرف آب کے اندر پھاڑنے سے اسکی بو کم ہو جاتی ہے۔

دُریان کا درخت کلکتہ کے باغون میں چند بار لصب کیا گیا ہے مگر کہیں بالیدہ نہ ہو سکا معلوم ہوتا ہے کہ کلکتہ اور اطراف کلکتہ کی آب و ہوا اس درخت کے بالکل ناموافق ہے۔

Carissa Carandas

کروندا

یہ درخت ہندی وطن ہے اور تمام ہندوستان میں دیکھا جاتا ہے اسکا درخت کا غدی
 لیمون کے درخت کے قریب قریب بلند اور خار دار ہوتا ہے اسکے پتے گہرے سبز رنگ
 اور چکلیے ہوتے ہیں۔ چھوٹے درختوں میں کروندے کا درخت خوبصورت درختوں میں
 شمار کیا جاسکتا ہے باغوں میں جگہ پانیکا استحقاق اسے بہر صورت حاصل ہے۔
 اسکا پھل بہت بکار آمد ہوتا ہے۔ مربے۔ چٹنی۔ آچار کے لئے از بس موضوع ہے۔
 ماہ جنوری میں یہ درخت پھول لاتا ہے اور اگست ستمبر تک اسکا پھل مراد پر آ جاتا ہے۔ حالت
 خامی میں نہایت ترش ہوتا ہے لیکن خشکی پر آ کر اسکی ترشی کس قدر کم ہو جاتی ہے۔ ماہ مئی
 اور جولائی کے پونچے تک اسکا پھل آچار کے قابل ہو جاتا ہے بلکہ پوری خشکی کی حالت میں
 اسے صرف کا رہتا بھی نہیں ہے۔ پھل مقدار کے رو سے بہت چوٹا ہوتا ہے لیکن چونکہ
 یہ درخت کثیر الاثمار ہے کثرت اثمار خردی مقدار کی تلافی بخوبی کر دیتی ہے۔ رنگ سرکے
 اعتبار سے کروندا دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو بیگنی سرخ آمیز پھل دیتا ہے اور
 دوسرا وہ جو سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ دونوں رنگ کے پھل مربے چٹنی آچار کے مضمرین
 آتے ہیں اور دونوں قسم کے درخت جب پھلوں سے لدے رہتے ہیں چشم ناظرین کو
 عجب لطف دکھلاتے ہیں۔ سبز پتوں میں سفید یا سرخ رنگ کے پھلوں کی کثرت ایک
 عجب عالم پیدا کرتی ہے یوں تو باغوں میں عموماً چار پانچ درخت دیکھائی دیتے ہیں لیکن
 اگر کروندے کے درختوں کی سیر کسکو منظور ہو تو ایسی جگہ جاسے جہاں خود رو
 کروندے کے درخت ہزاروں موجود رہتے ہیں صوبہ اودھ میں کروندے کے بہت
 جھل میں کو سون کروندے ہی کے درخت دیکھائی دیتے ہیں جبوقت ان درختوں میں
 پھل لگتے ہیں خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔ یہ جھلی کروندے بھی بستانی کروندے کی طرح

ہوتے ہیں لیکن کروندے کی ایک قسم را جگر کے دامن کوہ میں ہوتی ہے جکاف
دو تین فٹ سے زیادہ بلند نہیں ہوتا ہے پتیاں چوٹی اور پہل بھی نہایت خرد ہوتے
ہیں۔ یہ کوہی قسم اغراض باغبانی کے لئے مناسب نہیں ہوتی ہے اس کو ہی کروندے
کے پہلون میں بھی شیر سفید بستانی کروندے کے پہلون کی طرح موجود رہتا ہے۔
کروندے کا درخت تخم سے تیار کیا جاتا ہے۔

Chines Kuranda

کروندا چینی

ریورنڈ فرمنچا (Mr. Friminger) کہتے ہیں کہ مسٹر فارچون (Mr. Fortune)
نے چینی کروندے کے درخت چین سے ہندوستان کو
پہنچے تھے مگر اب کوئی درخت موجود نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف آب و ہوا
سے سب ضائع ہو گئے قریب غالب یہی ہے کہ کروندے کی یہ قسم کوئی عمدگی خاص
رکھتی ہوگی ورنہ مسٹر فارچون (Mr. Fortune) چین سے اسکے ارسال
کر نیکی تکلیف کیوں گوارا کرتے فرمنچا صاحب (Mr. Friminger) خود اس درخت کی
حقیقت سے مطلع معلوم نہیں ہوئے ہیں شایقین انمارا دن تجارت کلکتہ کے ذریعہ سے
جو چین سے کاروبار رکھتے ہیں اگر چینی کروندے کے درخت منگا کر اس درخت کی
نسبت ذاتی تجربہ حاصل کر لیں تو یہ مذاق علم پروری سے بعید نہوگا۔

Natal Plum

کروندا نیٹل

اس درخت کا وطن مقام نیٹل (Natal) ہے ہندوستانی کروندے
مشابہت رکھتا ہے اور واقعی یہ بھی کروندے کی ایک قسم ہے لیکن ہندوستانی کروندے

سابقہ میں اسکا بیان ہو چکا ہے۔

عمر کی قدر کے اعتبار سے افضل ہے اس کروندے کا پہل سفید اور پہل سرخ سیاہ کبیر
 نہایت خوشنما مقدار میں ہندوستانی کروندے کے پہرے بڑا ہوتا ہے جزیرہ کیپ
 (Cape) میں اس کروندے کی بڑی قدر ہوتی ہے وہاں اس کا پہل سفید
 باورچی خانہ کے لئے بیشتر مطلوب رہتا ہے۔ فرنیچر صاحب (Furnisher)
 کہتے ہیں کہ اس کروندے کے چند درخت ہم کیپ سے اپنے ساتھ سندھیاغین
 لائے تھے اور ہر چیز پر جس تک یہ سب درخت ہمارے باغین رہے مگر کبھی شمر
 نہوے کلکتہ کے سرکاری بوٹانیکل باغ میں ہر چیز کے درخت موجود ہیں مگر حسب
 مراد پہل نہیں لائے ہیں۔ بیان باغبانان یہ ہے کہ ایک یا دو دانے سوا کبھی کوئی درخت
 زیادہ پہل نہیں لاتا ہے لیکن بیان سے سٹرمیاور (Stermya) کے
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کروندا مقام کلہٹی (Kulhatee) میں جو
 کوہ نگری پر واقع ہے خوب شاداب رہ کر حسب مراد بارور ہوتا ہے۔
 فرنیچر صاحب کا قیاس یہ ہے کہ اگر ہندوستانی کروندے کے بچے اس کروندا
 پیوند تیار کیا جائے تو اس کروندے کی باروری کی امید کیجا سکتی ہے۔

Embluca officinalis

آملہ

یہ درخت ہندی وطن ہے اور ہندوستان میں کثیر الوجود ہے اس درخت کا قد سچو آم
 متوسط درخت کے قریب قریب بلند ہوتا ہے پتے سبز رنگ اور چوٹے ہوتے ہیں
 اس کا پہل ترش اور کٹلا ہوتا ہے حالت چٹنگی میں بھی درخت سے نوڑ کر کھانے کے
 قابل نہیں ہوتا ہے مگر اسکے پہل سے نہایت بکار آمد مرتے تیار کیا جاتا ہے جو
 اغراض طبی کے لئے مفید ہوتا ہے۔ معمولی قسم کی آملی کا پہل متوسط گول بیر کے

یہ بڑا عظم افریقہ کا جنوبی حصہ جو سرکار انگلستان کے متعلق ہے۔

پہل کے برابر ہوتا ہے اور بیشتر اسی مقدار کے پیل سے مرٹے تیار کیا جاتا ہے مگر آملہ کی ایک قسم ہوتی ہے جسکا پہل بہت بڑا ہوتا ہے اور حالت تیار سی میں اس کے مرٹے کا دائرہ مقداراً سلہٹ کے کولے کے دلے سے کبھی کم نہیں ہوتا ہے شاید اطراف مزید اور بنارس میں اس قسم کے آملہ کے درخت موجود ہیں چنانچہ بنارس کے مرٹے ساز اس کے پہل سے مرٹے تیار کر کے اکثر سہارا پر بچا کرتے ہیں۔
آملہ کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے۔

(Osteite & over berry)

نرپہل

اس درخت کا وطن ہندوستان ہے صوبہ بہار میں کثیر الوجود ہے اکثر اسی باغیچہ لگائے ہیں اسکا قد قریب قریب آملہ کے درخت کے ہوتا ہے مگر آملہ کے درخت سے زیادہ خوشنما اور سایہ دار ہوتا ہے اسکا پہل بھی قریب قریب مقدار میں آملہ کے برابر مگر کس قدر کمرخی پہلو دار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آملہ کے برخلاف اس پہل میں کساکم اور ترشی زیادہ ہوتی ہے۔ پہل کے وسط میں ایک سخت تخم ہوتا ہے اس کے پہل سے چٹنی اور اچار تیار کرتے ہیں اور چینی کے مرکب کرنے سے اسکا پہل مطبوخ ہونے پر خوشنما چاشنی دار ہو جاتا ہے۔ یہ درخت سال میں دو بار مثلاً تاسے برداول آخواہ اپریل اور بارشانی آخر ماہ اگست میں اس درخت کو صوبہ بہار میں ہر فارمیوٹری کہتے ہیں اور اوس دیار میں مشہور خاص و عام ہے۔

نرپہل کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے اور جلد بالیدہ ہوتا ہے۔

(Myrobalan)

سرکلان

اسکا درخت جاسن کے درخت کے برابر قد اور ہوتا ہے۔ اور اسکا وطن ہندوستان ہے۔

تامی اہل ہند اس درخت کے پہل سے خوب واقف ہیں اسکے پہل سے بھی مرتے تیار ہوتا ہے مگر چونکہ اسکے پہل میں کساؤ بہت ہوتا ہے اس سبب اسکا مرتے اکثر خوشگوار نہیں ہوتا ہے اغراض طبی کے لئے اس درخت کا پہل مخصوص ہوا ہے۔ بنارس میں بھی اسکا مرتے ایسا نہیں تیار ہوتا ہے کہ جس سے کساؤ بالکل دور ہو جاتا ہو لیکن سیوڑھ میں جو سینٹیا اسٹیشن ریلوی کے قریب ہے اسکا مرتے ایسا عمدہ تیار ہوتا ہے کہ نام کو محسوست یعنی کساؤ اوس میں نہیں پایا جاتا ہے سیوڑھ کا مرتے ٹیٹھائی کا نام رکھتا ہے اور زیادہ تر تعجب خیز یہ امر ہے ٹیٹھائی بن جانے پر بھی وہاں کے مرتے میں فعل طبی باقی رہ جاتا ہے۔

ہر کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے۔

(*Alimacops elengi*)

مولسری

یہ درخت ہندی وطن ہے اسکا قد جامن کے درخت کے برابر لیکن نہایت خوشنما اور سایہ دار ہوتا ہے اس درخت کو زینت کی نظر سے کوئیوں کے سامنے لگائے نہیں۔ اسکا پہل کروندے کے پہل کے برابر اور حالت پھلگی میں سبز رنگ ہوتا ہے۔ اسکے پہل میں کساؤ طیل شیرینی کے ساتھ موجود رہتا ہے۔ کہاں کی وقت گلے میں خشونت یٹس کے ساتھ پیدا ہوتی ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ پہل انسان کے قابل ذائقہ مشو نہیں ہے بلکہ مولسری کو درختان شجرہ سے شمار کرنا بھی فضول ہے البتہ یہ درخت خوش فامتی و سایہ داری و خوش رنگی انار و بویائی گل وازار کے اعتبار سے زینت قصر و ایوان سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی زینت کے خیال سے اہل شوق اسکو کوٹھیں کے احاطہ کے اندر لگاتے ہیں گا ہے اسکا درخت خیال ٹم گیری سے نصب نہیں کیا جاتا ہے۔ مولسری کا پہل نہایت بویا ہوتا ہے اسکے پھلوں کا رسی بنائے میں گرجیج

اشخاص کو لے کے پہولون کی بومطبوع نہیں ہوتی ہے۔ بہر حال مولف کو پسند ہے اس واسطے کہ کہ سید روحشت خیز ہونی ہے اور ایک خاص کیفیت قلبی پیدا کرتی ہے۔ لیکن یہ کہ مزاج مولف پر اس کے پہولون کا اثر بوضوح خاص ہوتا تو رنہ طبائع مختلف میں ضرور نہیں کہ کیفیت واحدہ تمام اشخاص میں یکساں پیدا ہو لفظ مولسری سے شیخ امام بخش ناسخ مرحوم کا شعر مندرجہ ذیل یاد آتا ہے ۛ طرفہ چچ شین میں ہو نخل تراقدہ کرتا ہے جو اسے سرور دان مولسری کا پناہ ارباب واقفیت سے پرستیدہ نہیں ہے کہ شیخ مغفور بہت صاحب اطلاع شخص تھے اور او کی شاعری اعلیٰ درجہ کی واقفیت علمی سے خبر دیتی ہے مولسری کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے۔

(Nuclear orientis)

کشم

اس درخت کا وطن ہندوستان سے کہنہ ہونے پر قد میں اعلیٰ کے برابر ہو جاتا ہے پتے سبز اور آم کے پتوں سے عرص میں زیادہ مگر طول میں بہت کم ہوتے ہیں۔ یہ درخت خوشنما اور سایہ دار ہوتا ہے سرچند پیداوار مگر کے اعتبار سے اس کا پھل نہیں ہے کہ میوہ دار درختوں سے ساتھ باغ میں نصب کیا جائے تاہم کوٹھنیکہ احاطوں میں یا سڑکوں کے کنارے۔ اس درخت کو جگہ دینا بہت مناسب ہوتا ہے یہ درخت ابتدا سے ایام برشکال میں پھول لاتا ہے اور آخر اگست سے اسکا پھل مراد پر آنے لگتا ہے۔ اسکے پھول اور پھل دونوں خوبصورت ہوتے ہیں اور دونوں کی شکل گروہی ہوتی ہے۔ یہ درخت اس کثرت سے پھول لاتا ہے کہ گویا تمام درخت پہولون سے چھپ جاتا ہے سبز پتوں میں گول گول سفید پہولون کی کثرت عجب بہار پیدا کرتی ہے اس صاب سے پختہ پہولون کی زردی بھی اپنے وقت پر عجب لطف دکھلاتی ہے۔ کشم پھل کا مزاج حالت پختگی میں بھی ترش رہتا ہے اگر میٹھا س ہوتی ہے تو نام کو ہوتی ہے

خوش پسند دن کے ذائقہ کے قابل یہ پہل نہیں ہوتا عوام اور غربا اسکے پہلوں سے پیٹ
بھر لیا کرتے ہیں اکثر اشخاص اسکی چٹنی بناتے ہیں بلکہ اسکا پہل اگر کسی مصرف کا ہو تو
اسی چٹنی کے مصرف کا ہوتا ہے۔

یہ درخت تخم کے ذریعہ سے جو بہت خرد ہوتا ہے تیار کیا جاسکتا ہے۔

Far Palm

تاڑ

ہر چند اس درخت کا وطن ہندوستان ہے مگر تمام ہندوستان میں دیکھا نہیں جاتا ہے
صوبہ بہار و بنگالہ و بعض اضلاع متعلقہ گورنمنٹی ممالک مغربی و شمالی میں بھی کثیر الوجود
لیکن کانپور سے آگے بڑھ کر نظر نہیں آتا و درخت آگرہ میں جہانگیر شاہ جنت آرام کی
جوبلی کے اندر موجود ہیں اونکی قد آوری ہر چند صوبہ بہار کے کہنہ تاڑوں کے برابر
نہیں ہے مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آگرہ کی آب و ہوا اور سرزمین اس درخت کو
بالیدہ کر سکی صلاحیت رکھتی ہے۔ اطراف آگرہ و دہلی میں اس درخت کا نایاب
ہونا نا تو جی سکنا پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ واسطے کہ مولف نے جو تاڑ کے دو درخت
دیکھے ہیں اونکی بالیدگی کے انداز سے کی طرح زمین کی بڑائی ثابت نہیں ہوتی ہے
ملاک دکن میں بھی تاڑ کے درخت موجود ہیں مگر بنگالہ اور بہار کے تاڑوں کے برابر
قد کشیدہ نہیں ہوتے کو ہی زمین اس درخت کے واسطے مناسب نہیں ہے گو ملک
بنگلہ میں مولف نے پہاڑیوں پر بھی اسکے درخت دیکھے ہیں مگر اون کی بالیدگی حسب
مراد نظر نہ آئی ضلع بیٹہ تاڑ کے واسطے مخصوص معلوم ہوتا ہے جس قدر اس ضلع میں
قد کشیدہ تاڑ کے درخت دیکھے جاتے ہیں اور کہیں شاید کم ہونگے۔

تاڑ کا درخت نہایت قد کشیدہ اور نارہیل اور کھجور کے مانند بے شاخ ہوتا ہے بڑے
بڑے پتے اسکے سر میں ہوتے ہیں ساق کا قطر ۴۰ یا ۵۰ فٹ اور رنگ سیاہ

ہوتا ہے ساق کی جلد کھڑی ہوتی ہے ضلع چٹہ کے دیہاتوں میں اسکے درخت بکثرت
 دیکھے جاتے ہیں اور جس جگہ برائگی کثرت ہوتی ہے وہاں کی سوا و بہت خوشنام معلوم
 ہوتی ہے۔ اہل بہار اس درخت کو کثیر المنافع جانتے تھے زمین باغ و ایوان بھی اس
 درخت سے منسوب ہے تاڑکی چند قسمیں ہیں ایک کو ڈوما کہتے ہیں اس قسم کے تاڑ کا
 پہل نہایت سیاہ رنگ ہوتا ہے اور ذائقہ کے اعتبار سے بھی تمام اقسام سے اچھا
 ہوتا ہے منجھ چند قسموں کے اسکی دو قسمیں ہوتی ہیں جنہیں سترنا اور جو گیا کہتے ہیں ان
 دونوں کے پہل ڈوما کے برابر اچھے نہیں ہوتے میں تاڑ کا پہل عام اس سے کہ
 کسی قسم کا ہونفیس پسندوں کے کھانے کے قابل نہیں ہوتا ہے مگر اسکے شیرہ میں
 چینی دودھ اور سیوے از قسم کشمش و بادام ملا کر جو پھلوریاں ملتے ہیں کیتھار خوش ذائقہ
 تیار ہوتی ہیں تاڑ کے درخت کی عمر بہت ہوتی ہے جقدر پرانا ہوتا ہے اسکی لکڑی
 زیادہ تر سیاہ اور مضبوط ہوتی جاتی ہے جن جگہوں میں سکھواندین ملتا ہے وہاں کے
 لوگ اسکی لکڑی کو خانہ سازی میں صرف کرتے ہیں بلکہ دیہات میں اسی درخت کی لکڑی
 دیواروں پر چھپر دکھائی دیتا ہے بلاشبہ اہل دیہات کے لئے یہ درخت کثیر المنافع ہے
 اسکے پتے باورچینا نہ کے مصرف میں آتے ہیں اور چھان پخت کے لئے لکڑیاں نہیں ملنی
 ہیں۔ اس درخت کے خشک پتے ہیزیم مطبخ کا کام دیتے ہیں تاڑ کا درخت بطلی الثمر ہوتا ہے
 ۱۵ یا ۱۸ برس میں مثمر لانا ہے مگر حفاظت اور سیرابی سے ۹ یا دس برس میں مثمر
 لانیکے قابل ہو جاتا ہے تاڑ دو طور کا ہوتا ہے ایک وہ کہ جو مثمر لانا ہے جسے پہل تاڑ کہتے ہیں
 اور دوسرا وہ جو کبھی پہل نہیں لانا جسے بل تاڑ کہتے ہیں دونوں سے تاڑی پیدا ہوتی ہے
 جسے اہل دیہات بکثرت پیٹی ہیں اور جسکی بدولت بہت کچھ جوتی پیرا رہتا کہ وہ جیٹہ کے
 زمانے میں نامعذب پیٹنے والوں کے درمیان ہوا کرتی ہے۔ صاحب مخزن نے تاڑ کی
 نسبت بہت کچھ لکھا ہے اسکے اعادہ کی بیان کوئی حاجت نہیں مگر یہ بات یاد رکھو کہ

قابل ہے کہ اہل ہند کے لئے ولایتی شربون سے تاڑی بنیاد تر ہے گو دونوں جڑیں
برابر ہیں شراب جقدر آخر کار انسان گمشدہ ہوتی ہے اوسقدر تاڑی بخور رساں نہیں ہوتی
اسی تاڑی کی بدولت تاڑ ایک کثیر النافع درخت متصور ہے چنانچہ زمیادان کے ساتھ کی
آمدنی جقدر تاڑ سے ہوتی ہے کسی شجر شرب سے نہیں ہوتی ہے اگر تاڑی کے حاصل ہونے
درگزربو کبھی تو بھی یہ درخت مفصل یعنی دیات کے رہنے والوں کے لئے نہایت نفع بخش
متصور ہے اہل دیات اسکے منافع سے خوب واقف ہیں بلاشبہ یہ درخت ایسا ہے کہ جقدر
زیادہ نصب کیا جائے اوسقدر اس سے زیادہ نفع مترشح ہوگا ممکن ہے اور طریقہ
کہ اس درخت کی واسطے زمین نہایت قلیل درکار ہوتی ہے چنانچہ زمین میں اسکے درخت
ہو کر عمر طبعی کو پہنچ جاتا ہے اور دوسرے درختوں کو اپنے سایہ سے خراب نہیں کرتا
تاڑ کا درخت تخم سے پیدا ہوتا ہے پہلے میں دو تین تخم پاؤ یا آدھ سیر کے وزن کے
پتھر کے برابر سخت موجود رہتے ہیں انہیں تخم سے اسکا درخت تیار ہوتا ہے بہا دون
یعنی آخر اگست سے اسکا پہل بچتے ہوئے لگتا ہے پختہ پہل کے تخم کو زمین میں نصب کرنا
چاہئے گو خام پہل کے تخم سے بھی درخت اگتا ہے مگر ایسا تخم قابل اعتناء نہیں ہوتا
ابتداء سے حالت ٹرمین تاڑ کے پہل سے ایک شے نرم خوشگوار شیریں نکلتی ہے جسے گو آ
کتے میں گو آ بھی کثرت سے کھایا جاتا ہے مگر بطی الحضم ہوتا ہے نازک معدہ والوں کو
اس سے تاثر احرار درکار ہے اس کو جو سے اجار بھی بنتا ہے اور ناشن ذائقہ ہوتا ہے
بقریہ غالب تاڑ کی عمر طبعی دو سو برس ہے مگر اس عمر کا درخت شاید کوئی نہ ہوگا
کیواسطے کہ جہاں ٹوٹے یا سو بترس کا یہ درخت ہو جاتا ہے خانہ سازی کے خیال سے
زمیادان کاٹ ڈالتے ہیں ساٹھ برس کی عمر میں یہ درخت اپنے پورے قد کو پہنچاتا ہے
اور اکثر اپنے جوارى درختوں سے زیادہ کشیدہ قامت معلوم ہونے لگتا ہے
کشیدہ قامتی کو خیال کر کے انشاء اللہ خان نے (جو نہایت طبع اور نظر مند راج تھے) شعر

ذیل کو موزوں کیا تھا سب سروبانہ میں تہہ بوس قد کو تاڑ باندہ پد بوسہ کی گروس
 تو یا کوٹھن پاڑ باندہ پد عام اس سے کہ تاڑ کی نازی مسکرہونیکے سبب ہمارے
 دین پاک کے روسے ناپاک تصور ہے تاہم اسکا صرف نیک کام میں ہو سکتا ہے یعنی
 علاوہ سرکہ تیار کئے جانیکے نازی میں قوی فعل طبی حاصل ہے یعنی اگر مجر و نازی جو
 عام اس سے کہ نازی ہو یا باسی نل سبکے کے ذریعہ سے عرق کیچن تو یہ عرق صاحب
 تجمہ اور بھی صاحب ہیضہ کو نہایت نافع ہوتا ہے۔ مولف نے اس عرق سے سال
 ان امراض کے بہت بیمار اچھے کئے ہیں چنانچہ اس سال بھی اس عرق سے چند صاحب تجمہ
 اور ہیضہ کا علاج کیا ہے جس سے ہمارے بعض اقوان اور احباب واقف ہیں علاج کا
 طور یہ ہے کہ مریض کو دو چٹانک یہ عرق کشیدہ باسن و سال حالت مریض کو
 خیال کر کے جب قدر مناسب معلوم ہو بلا ناچاہتے اور بعد اذان بقدر ضرورت
 جتنی بار حاجت ہو اسی مقدار سے بلا دین تجمہ کو یقیناً زایل کر دیتا ہے اور ہیضہ
 میں بھی بہت نفع کرتا ہے اور تجمہ جو ہیضہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اسے ہرگز منتقل
 نہیں ہونے دیتا ہے ایک بوتل عرق دو یا تین مریضوں کے کام آسکتا ہے۔ تاڑی
 کو تہی شتے بہت گران قیمت نہیں ہے خاصکر دیلت میں کہ اہل معاش خود کثرت
 سے رکھتی ہیں اگر اشخاص زبیدار اس عرق کو کینچو اگر موجود رکھیں اور اپنے
 جواری غربا کی وقت پر خبر لین تو عند اللہ بہت کچھ ماجور ہوں خدمت خلق بہترین
 عبادت ہے کیسکی بیچارگی کی حالت میں کام آنا بڑی جو آمد دی ہے۔ مبارک بندہ
 وہ ہے جس سے کسیکو نفع ہو پنے سعید شخص وہ ہے کہ سبب خیر دوسرے کے
 لئے ہو وہ انسان جو کچھ بھی کسیکو روحانی یا جسمانی فائدہ پہنچاتا ہے عجب خوش قسمت
 انسان ہے زندہ رہنا اور خلافت کو نفع پہنچانا عجب زندہ رہنا ہے وہ زندگی جو
 خالی بندگی سے ہے واقعی شرمندگی سے بہترین بندگی بندگان خدا کو راحت پہنچانا ہے

اہل واقعیت سے پوشیدہ نہیں رہے کہ ایام گرام اور برشکال میں دسہاتن میں جان
ڈاکٹر اور طبیب کی خدمت آتے ہیں کس کثرت سے تھنہ اور پھنہ کے عارضے ہر سال
بلاناغہ پھیلے رہتے ہیں اور ہزاروں مساکین بلا علاج اینڈری رگڑ رگڑ کجا راجوت تسلیم
ہو جاتی ہیں ایسی گھونٹیں اگر تھوڑے خرچ سے دستگیری نکالتی کا سامان ممکن ہو
تو ظاہر ہے کہ کوئی شخص فی فہم فی جس فہم مروت ایسے کا رخصتے موہ نہ نہیں ہو سکتا
پس اگر خوشحال اہل ذہانت غرباء کے واسطے عرق مذکور ہر سال بنوا کر کہیں تو ہزاروں
بیچاروں کی جان بری کی صورت پیدا ہو ۵ عبادت بخود دست خلق نیت بدستچ
وسجدہ و دلق نیت ۶

Indian date Palm

کھجور

اس درخت کا وطن ہندوستان ہے تاڑکے برخلاف تمام ہندوستان میں اس کا درخت
دیکھا جاتا ہے کہیں کم اور کہیں زیادہ یوں تو اطراف کلکتہ میں بھی کھجور کے درخت بہت
ہیں مگر جیسی اسکی کثرت اطراف حیدرآباد میں ہے ویسی شاید اور کہیں کم ہوگی سرکار
حیدرآباد کی آبکاری کی آمدنی ان کھجوروں کی وجہ سے بہت زیادہ ہے اہل حیدرآباد
کھجور کی تاڑی کو سیندھی کہتے ہیں یہ سیندھی غضب کی نشہ دہوتی ہے تاڑکے کی تاڑی سے
بھی زیادہ قوت نشہ رکھتی ہے بلکہ حیدرآباد میں تاڑی کا رواج بھی نہیں ہے تاڑکے کو چند
درخت جو موافقہ کی نظر سے گزری پست قد معلوم ہوئے اور عند التحقیق معلوم ہوا کہ تاڑی کی
غرض سے لگائے بھی نہیں گئے ہیں بنگالہ میں کھجور کی تاڑی کو کھجور رس کہتے ہیں اور شکر
اعتبار سے اسکی تاڑی بہت کمزور ہوتی ہے۔ اہل بنگالہ کھجور رس سے چینی بناتی ہیں
اور اس چینی سے کلکتہ کے حلوائی اقسام طرح کی شیر میناں تیار کرتے ہیں خیر و جاہست
اور خوشنہائی کے اعتبار سے کھجور کا درخت تاڑکے درخت کے مقابل میں محض بچھٹ

شے ہے کچور کا پہلی جو بڑے بڑے خوشن میں آریان رہتا ہے پختہ ہونے پر بھی
بے لطف ہوتا ہے ہر پہل گویا استخوان ہی استخوان ہوتا ہے نحیف سامعز
جو بالائے استخوان موجود رہتا ہے نام کو شیعین ہوتا ہے مختصر یہ ہے کہ درخت
شمر ہونیکے اعتبار سے کچور ایک محض بے حقیقت درخت ہے اور اسکا اصلی وطن
ہندوستان ہے ایسا نہیں ہے کہ یہ درخت ملک عرب سے یہاں آکر مروایام
و ناموافقت آب دہو اسے خراب ہو گیا ہے۔

کچور کا درخت تخم سے تیار کیا جاسکتا ہے بارہ برس میں یہ درخت جوانی کو پہنچتا
مگر چھ سات برس کی عمر سے تاڑی پیدا کرنا شروع کرتا ہے۔

Arabian date Palm.

درخت کچور

اقسام خرما اور کچور کا وطن ملک عرب ہے ہر خطہ عرب کے خرما اور کچور کو ہندوستانی
کچور کے ساتھ مناسبت ہے گردہ فون کے درمیان شریف اور زہیل کا فرق ہے۔
ان عربی اشجار شمرہ کی حالات مختلف سیاحوں نے اپنے سفر ناموں میں بتصریح
درج کئے ہیں جن سے ان میوہ دار درختوں کی خوبیاں واضح ہوتی ہیں ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ منعم حقیقی نے ہر سرزمین کے لئے خاص اقسام کے میوہ دار درخت منوع
کئے ہیں اور کسی ملک کو اپنے فیض عام سے محروم نہیں رکھا ہے عرب ایسے گیتانین
بھی ایسے ایسے عمدہ خرما اور کچور کی قسمیں پیدا کیں کہ غیر ملک والے انکے انثار کو نہایت
تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکھتے ہیں عرب میں کچور کی بہت قسمیں ہیں اور ہر ایک کا علاوہ
مرہ ہوتا ہے جن لوگوں نے کبھی سفر عرب اختیار نہیں کیا ہے انکو ان درختوں کے لذیذ
پہلوں کی عمدگی کا اندازہ محسوس دیاں یہ ذہن نشین نہیں ہو سکتا ہے خرے اور کچور
جو لاکھوں من ہندوستان میں عسرب سے لئے جاتے ہیں انکو ذائقہ کرنے سے انکے ذائقہ

کی اصلی کیفیت کہانے والے کے خیال میں نہیں آسکتی ہے بہانہ چکچور اور خرمن کے لشکر
 والے آتے ہیں اونکی شادابی کو سمجھنے کے لئے خود عرب میں اونکو ذائقہ کرنا چاہیے
 کپتان بالگرے (Captain Balgrave) اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ ہم
 ایک بار تازہ کھجوریں رومال میں باندھ کر لٹکادی تھیں اور ایک رات اور ایک دن تک
 اون سے شہرہ پٹکا کیا تھا اگر ایسا محروستے تو اون کھجوروں کی شیرینی اور حرارت
 کے متحمل کہانے والے نہ ہو سکے اس بیان سے بھجا جاسکتا ہے کہ عرب کے کھجوریں
 کیا شے ہیں خیر عرب میں یہ میوے جیسے ہوتے ہیں اونکا کیا کہنا لیکن اگر منہ مستانین
 ان میووں کی پیداوار کا سامان کیا جاسکے تو خوب ہو اگر عرب کے برابر یہاں یہ میوے
 پیدا نہ ہو سکیں تو چندان جائے شکایت نہیں ہے کسواسطے کہ ہر ملک کا تقاضا
 طبعی جو وضع خاص ہوتا ہے لیکن اگر پرورش و نگاہداشت سے یہ عرب کے میوے
 اس ملک میں کچھ بھی ممتاز شکل پیدا کئے جاسکیں تو یہ ایک بہت غنیمت امر تصور
 ہو سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی قسم کی ترقی ہو مارے ملکی بہائیوں کو ابھی
 ترقی کی طرف پوری توجہ نہیں ہے بہر حال اگر ہمارے وہ اہموطن جنکے ملکوں کو ملک
 عرب کے ساتھ کسی قسم کی مناسبت سے عربی کھجور اور خرمن کی پرورش کی طرف
 توجہ فرما دیں تو ضرور کامیاب ہو کر فائدہ عظیم اپنے اہموطنوں کو پہنچا سکتے ہیں
 اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہندوستان خلاصہ دنیا ہے اسکے بعض
 حصوں کی ہر زمین ملک عرب سے بھی مشابہت رکھتی ہے ایسی سرزمینیں نہیں کھجور اور
 خرمن کے درخت بالیدہ ہو کر شہر ہو سکتی ہیں تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے
 اون حصوں میں جہاں بارش کم ہوتی ہے اور ہوا میں زیادہ حرارت شامل
 رہتی ہے عربی خرمن اور کھجور کے درخت بارور ہوتی ہیں چنانچہ پنجاب کے بعض مقامات میں
 مثلاً ڈیرہ غازی خان میں عربی کھجور اور خرمن کے درخت دیکھے جاتے ہیں اور

اور شیرین پہل بھی پیدا کرتے ہیں علم تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان عربی اشجار
 شمرہ کو نوین صدی سبھی میں اہل عرب ملک پنجاب میں لائے تھے اور اب اونکی نسل
 وہاں کے بعض مقاموں میں پہلی نظر آتی ہے مگر احاطہ پنجاب کے بعض جگہوں میں کہ
 پہلے یہ عربی اشجار موجود تھے اور شمرہ بھی ہوا کرتے تھے اب نا تو جی سکنا سے کم دیکھی جاتا
 ہیں بابا بالکل معدوم ہو گئے ہیں مثلاً ملتان و لاہور و امرتسر وغیرہ میں انکی ہی شکل نہ ہوتی
 ہے بنگالہ کی آب و ہوا کو اس درخت کے ساتھ موافقت نہیں ہے چنانچہ ملک کے
 ہر پارسی بوٹا سیکل باغ میں جو خرے اور کھجور کے درخت ہیں ابھی تک بارور نہیں
 ہوتے ہیں اور نہ اونکو بارور ہونیکی امید کیجاتی ہے بدین وجہ کہ بنگالہ ملک مرطوب ہے
 اور ہر شکار کی فصل وہاں سخت طور کی ہوتی ہے اگر عرب میں بھی بنگالہ کیسی بارش ہو کرتی
 تو خرے اور کھجور کے درخت کہیں دکھائی نہیں دیتے صوبہ بہار میں بھی دو ایک درخت
 خرے کے ہیں مگر اونکے پہل مولف کی نظر سے نہیں گزرے ایک جگہ قرب پٹنہ میں بنگالہ
 درخت موجود ہے مگر عند التفتیح یہ معلوم ہوا کہ پہل لگنے کے ساتھ چوٹے بھڑ اور گلہری
 کی یورش ہوتی ہے اور ان آفتوں کے باعث کبھی اوسکا پہل مراد پر آنے نہیں
 پاتا ہے بقیاس مولف راجو تانہ کے اکثر مقام ان شمرہ درختوں کے بالیدہ اور بارور
 کرنیکی صلاحیت رکھتی ہیں اگر اوس دیار کے ارباب شوق ان اشجار شمرہ کی پرورش
 و نگاہداشت کی طرف توجہ فرما دیں تو یہ امر خدمت قومی اور مذاق صحیح کے فرین
 تصور ہوگا۔

خزا اور بنگالہ کا درخت تخم سے تیار ہوتا ہے مگر بنگالہ کی جڑ سے جو ٹوٹے ٹکٹے ہیں جنھی
 مرج میں عرب میں بنگالہ کے ایک درخت سے ٹوٹے ٹکڑے بہت سے علیہ علیہ درخت
 ہو جاتے ہیں ہندی کھجور اور عربی کھجور سے اس مادہ میں بھی فرق لاحق ہے کسوا
 کہ دیسی کھجور سے ٹوٹے ٹکڑے ہیں اور دیسی کھجور کا درخت صوف تخم سے تیار ہوتا ہے

Cocoa-nut tree

ناریل

اس درخت کا وطن ہندوستان اور جواری جزائر ہندوستان ہے اس کا درخت بھی تار کی طرح خوش نما مگر قد میں تار سے بہت کم ہوتا ہے اس کی ساخت تار اور کچور کی آمیزش کے ساتھ نرالی ہوتی ہے جس جگہ ناریل کے چند درخت ہوتے ہیں ان کی سواد نہایت دلکش معلوم ہوتی ہے باغونین ناریل (ناریل) کو درخت کا ہونا سبب زینت تصور ہے مگر انیسویں صدیء کے تمام ملک ہندوستان کی سرزمین اور آب و ہوا اس کے مناسب مزاج نہیں ہوتی ہے بنگالہ دکن ساحل مالایار و کارمنڈل وغیرہ جو مرطوب ملک ہیں اس درخت کی واسطے مخصوص ہوتے ہیں۔ ان ملکوں میں اور خشک مقامات ہندوستان کے اعتبار سے ناریل کا درخت سات برس میں پھول دیکر پھل لاتا ہے صوبہ بہار میں اس کے درخت کہیں کہیں دیکھے جاتے ہیں لیکن بڑی گھاہداشت سے بھی انقضاء و دوازدہ یا چار دہ سال کے بغیر اس کے درخت شمر ہو نیکی قابل نہیں ہوتے ہیں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ صوبہ بہار صوبہ بنگالہ کا ہم سرحد ہے مگر چونکہ بنگالہ کے اعتبار سے کم مرطوب ہے اس واسطے جب قدر سرزمین بنگالہ اس درخت کے مزاج کے موافق ہوتی ہے اس قدر سرزمین بہار نہیں ہوتی صوبہ بہار میں ناریل کا درخت نہایت قلت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے ہزاروں شجر ہمارے ایسے ہیں کہ جنہوں سے ناریل کا درخت کہی دیکھا ہی نہیں ہے اس قلت کی وجہ یا عدم صلاحیت زمین ہے یا نا اہلی سکنائے بہار ہے بدانت مولف وجہ قلت شکل ثانی ہے بدینہی کہ تجربہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین بہار کو اس درخت کے بالیدہ کر نیکی صلاحیت ہے کہ واسطے کہ جہاں اس کے درخت دیکھائی دیتے ہیں بالیدہ و شاداب و مثمر پائے جاتے ہیں لیکن چونکہ ناریل کا درخت طالب خدمت و گھاہداشت ہے اس واسطے بہت کم شجر ہمارے اس کے درخت ہوتے ہیں اگر ناریل کا درخت اسی ناپسندی

ساتھ بالیدہ ہو جایا کرتا جیسا کہ علم العموم تاڑکا درخت ہوا کرتا ہے تو زیادہ اشخاص اسکی طرف توجہ کرتے اور تب اسکے درخت صوبہ بہار میں اسقدر قلیل الوجود نہ ہوتے اسکے علاوہ بعض سکنا سے بہار اس درخت کے لگانیکو منوس بھی جانتے ہیں چنانچہ بعض میرے احباب نے بخیال دوستی دہوا خواہی مجھکو فحاشی کی کہ بہائی اس درخت کے لگانیکا خیال نہ کرنا اسکے لگانیاوالے کو اسکا پہل کہا نا نصیب نہیں ہوتا ہے اس ملک میں ایسی مہل خیال کا پیدا ہونا کوئی امر تعجب خیز نہیں ہے اکثر اشخاص جو کم یا مکی علم کے باعث علت و معلول کے ربط حقیقی کو نہیں سمجھتے ہیں اتفاقی امور میں نقصان نقص واستقرار کی بدولت ربط حقیقی کو موجود جاننے لگتے ہیں اور غلط مسائل کلیہ قائم کر کے پابند اوام ہو جاتے ہیں یہاں پر ظاہر ہے کہ ناریل اور ناصب ناریل کے درخت پان کوئی ایسا ربط حقیقی حامل نہیں ہے جو مرگ ناصب کا متقاضی ہو اگر عالم طبیعیات ببیل تفحص اپنی تمام عمر بھی صرف کر ڈالے گا تو بھی ایسے ربط کے دریافت کرنے پر قادر نہوگا مگر بعض میرے احباب بھی باغایت ہوا خواہی اور دردمندی سے مجھکو اس درخت کے لگانیسے مانع ہوئی اور مثالیں پیش کر کے اپنے قول کی تصدیق فرماتے گئے اسمیں شک نہیں کہ جتنی مثالیں پیش کی گئیں اونیں ناریل کے درخت لگانیاوالے مرتے گئے تھے مگر بات یہ ہے کہ اگر وہ بیچارے متوفی ناصب ناریل نہ بھی ہوتے ہوتے تو بھی ضرورتاً کہ تقاضاے فطرت سے بے ناریل لگائے مر چکے کو واسطے کہ اس ملک میں بیس برس پہلے یہاں کے سکنا کا یہ عہدہ تھا اور پڑانے کو لوٹا اکثر اب بھی ہے کہ نوجوان آدمی کو درخت یا باغ لگانا نہیں چاہتے یہ کام بوڑھو لگا ہے اور جب بوڑھے ناریل کا درخت لگاتے تھے تو مرگ اونکو اسقدر فرصت کب دیتی تھی کہ ۱۲ یا ۱۵ برس تک اپنے لگاتے ہوئے ناریل کا پہل کہا فیکے لئے بیٹھے رہتے اکثر بوڑھوں کو سریع التعمیر سے تو متمتع ہونیکا موقع ملتا ہی نہیں ہے جب جا کہ ناریل جو واقعی تقاضاے سرزمین

صوبہ بہار کے اعتبار سے ایک بلی الثمر درخت ہے ظاہر ہے کہ چودہ یا پندرہ برس کا
 عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا ہے اس عرصہ میں لڑکا جوان اور پھر ادھیڑ بڑا جان بحق
 تسلیم ہو جاتا ہے پس اگر بڑے ناصب نابریل کو اپنے لگاتے ہوئے نابریل کا پہل
 کہانا نصیب نہ ہو تو کچھ جاسے تعجب نہیں ہے بلکہ یہ محدودی تقاضے فطرت کے موافق
 البتہ اسکا خلاف امر تعجب خیز تصور ہے لیکن چونکہ چند ناصب نابریل کبرسنی کے باعث
 بطور بالاعزوم اور مرحوم ہوتے دیکھے گئے ہمارے ناہان دردمند جنگی خوش منتی کاہن
 تہ دل سے بہت ممنون و شکر گزار ہوں اپنے کلید کی پابندی کے سبب سے میرے ناصب نابریل
 ہونے میں مانع ہوئے یوں تو ہزاروں جوان آدمی نابریل لگائے بغیر مر جاتے ہیں لیکن اگر
 جوان اشخاص نابریل لگانا شروع کریں تو نابریل کی نخواست کا عقیدہ عوام کے دلوں سے
 اٹھ جائیگا کس واسطے کہ اگر سو جوان شخص نابریل لگائیں تو تقاضے فطرت سے کم سے
 کم ۹۰ شخص اپنے لگاتے درخت کا پہل کہانیکے واسطے ضرور جی و تمام رہ جائیں
 اور تمام اور شکر کی پابندی عجب بلا ہے خداوند تعالیٰ ہمارے گوارا ست خیالی عطا فرمائی
 کہ راست خیالی تمام تر مومن کی جزا اور تمام نیکوں کی مان ہے خیر حب نابریل لگاتے ہیں کئی
 تراحت نہیں معلوم ہوتی ہے نو حضرات شایقان انہما اس درخت سے بے خون و
 سالی رکھیں مولفہ بہ نظر اطلاع دہی اون سات اقسام نابریل کا ذکر دہی میں کرنا ہے
 جنکا حوالہ فرستجو صاحب (L'ironing) نے اپنی کتاب میں ام لی گوڈی
 فلی ص ۱۷۱ (Le la Gaur de l'iron) کی تحقیق پر فرمایا ہے اول تین اقسام مندرجہ
 ذیل ہیں ہندی وطن میں اور باقی چار ہندوستان کے جاری جزائر میں پائے جاتے ہیں
 ۱۔ اول وہ ہے جو ساحل کا ریشل میں دکھایا جاتا ہے اس قسم کے نابریل کے پہل کا
 پہلا ثبات سطح چھینا سترئی اس پر درگ ہوتا ہے
 ۲۔ دوم وہ ہے جسکا وطن ملک کناراہ (Canara) جو اس قسم کے

ناریل کے پہلے کا چھلکا نہایت سبز رنگ ہوتا ہے اور پہل کی شکل پورے بیضاوی ہوتی ہے۔
۳ سوم ناریل مالابار ہے اور اسکے پہل کا اوس طرف کا حصہ جو درخت سے لگتا
ہے عریض ہوا کرتا ہے۔

۴ چارم ناریل جزیرہ مالڈیوز (Maldives) ہے اسکا پہل نہایت چوٹا اور
کڑوی ہوتا ہے۔

۵ چھ پنجم وہ ہے جو جزیرہ اکم (Achem) میں اگتا ہے یہ ایک چوٹا سا
جزیرہ درمیان جزیرہ سندھا (Sunda) اور جزیرہ مولکاز (Moluccas) کو
واقع ہے اسکا پہل نہایت چوٹا مگر نہایت پُر مغز ہوتا ہے اسکے اندر پانی کی جگہ منہ پی
بھرا رہتا ہے پانی صرف نام کو ہوتا ہے۔

۶ ششم وہ ہے جسکا وطن جزائر نیکوبار (Nicobar) ہے یہ جزائر نیچے
بنگلہ میں واقع ہیں اسکا پہل تمام اقسام ناریل کے پہل سے بڑا اور مثلث شکل کا ہوتا ہے۔
۷ سہتم ناریل سنگدپ (Ceylone) ہے جو نہایت لانا اور
بیضاوی شکل ہوتا ہے۔

ناریل کے درخت لہب کر نیکا طریقہ یہ ہے کہ یا درخت کا رخا لون اور سر یون سے
منگا کر لگاتے ہیں یا جو دگر میں درخت تیار کر کے لہب کرتے ہیں۔ گھر میں درخت
تیار کر نیکی ترکیب یہ ہے کہ پختہ صحیح مزاج ناریل کے پہل کو ماہ اپریل میں بالو اور دریا
کی نرم مرطوب مٹی میں اسطور سے دفن کرتے ہیں کہ ایک اپنچ بالو اور مٹی مذکور سے
زیادہ دفن کردہ پہل چپ جاے اور ہر روز اوس میں پانی اوس زمانہ تک دیا جاے
کہ اوس بوئے ہوئے پہل سے نیا پودا جسے آنکریا پرم اس ملک میں کہتے ہیں نیا
جب خانہ ساز نیا درخت تیار ہو جاے یا تیار نیا درخت کسی کارخانہ یا نرسری
(Nursery) سے منگایا جا چکے تب چاہے کہ زمین میں تین فٹ عمیق

درمی کو دین اگر چند درخت نصب کرنا ہے تو ہر درمی ایک دوسرے سے ۲ فٹ کے
 فاصلہ پر کھودی جائے درخت نصب کرنے کے قبل درمی میں دریا یا پو کھری
 کسب قدر نرم مرطوب مٹی اور قویب آدہ کیکر تک ڈال دینا چاہئے جب درخت
 درمی میں داخل ہو چکے تب اوپر سے پانی دینا مناسب ہے دو سال تک کثرت سے
 درخت کو سیراب رکھنا چاہئے اور تھارٹ آفتاب سے بچائیکی نظر سے درخت کے
 اوپر کسی قسم کی چھاؤنی کر دینا لازم ہے انقضاء دو سال کے بعد اس قدر سیرابی
 اور چھاؤنی کی ضرورت باقی نہیں رہیگی مگر ہر سال پانچ برس تک درخت کے تھالی میں
 دریا کی نئی مٹی اور نمک بقدر انداز یعنی آدہ سیر سے کم نہیں اور ڈیڑھ سیر سے زیادہ
 نہیں کہاؤں کے طور پر ڈالتے رہیں اس ترکیب سے ناریل کا درخت جلد تیار ہو جاتا
 ہے۔ بنگالہ میں اس ترکیب کی پابندی سے پانچ برس میں درخت پھول لائیکے
 قابل ہو جاتا ہے اگر کسی وجہ سے دیر گزرتی ہے تو سات برس میں ضرور پھول لانا ہے
 اور پھل بھی دیتا ہے اگر ضرور بہار میں اس قدر جلد بارور نہ ہوگا تو بھی بقریب غالب
 نو برس میں شروع ہو چکی قابل ہو جائیگا جب درخت میں پتوں کی کثرت دیکھی جائے
 تو اگست میں جو کے نزدیک کے پتے جھانٹ ڈالے جائیں اس طور پر چھانٹنے سے
 درخت قوی اور جلد بالیدہ ہوتا ہے نوعیت کے بلکون کی پتوں کو بھی چھانٹنا مفید
 ہوتا ہے چنانچہ ہاسی بینی ٹارسی درخت اس کی مثال سے نوعیت کے بلکون کو جو
 درختوں کے درمیان سے کٹ ڈالا کرتے ہیں۔

Betel-fruit

فوفل - ٹولی پپیاری

اس درخت کا وطن ہندوستان ہے مگر بنگالہ و آسٹریلیا اور مرقوب ساحلی اطراف ہندوستان
 سے لکھنؤ تک پھیل چکا ہے تمام ہندی درختوں میں بلکون نام کے درخت

کوئی درخت سپیاری کے درخت کے برابر راست قامت نہیں ہوتا ہے راست قامت
 کے علاوہ نہایت خوشنما بھی ہوتا ہے جس باغ یا جگہ میں یہ درخت دیکھا جاتا ہے
 اس باغ یا جگہ کو ایک خاص زینت حاصل رہتی ہے بنگالہ میں اس درخت کی کثرت
 دکھائی دیتی ہے کونسا باغ۔ یہ جہاں اس محبوب قامت درخت کا جلو دکھایا
 نہیں ہے ناریل اور کچور کے درخت کے اعتبار سے اس کا تنہ بہت پتلا ہوتا ہے
 مگر اس قدر مضبوط ہوتا ہے کہ جو لوگ اسکے پہلے توڑنے کے واسطے اس پر چڑھتے ہیں اسکے
 درخت کو خوب جنبش دیتے ہیں یہاں تک کہ یہ درخت پنگین کھانے لگتا ہے اس حالت
 جنبش میں جو شخص اس درخت پر چڑھا رہتا ہے وہ اس درخت کو چوڑ کر کسی قریب کے
 درخت کو پکڑ لیتا ہے اور اس طرح ایک درخت سے دوسرے درخت پر منتقل ہوتا ہے
 تمام باغ کے درختوں کی بالائی سیر کرتا ہے حالت یہ ہوتی ہے کہ بنگالہ کے باغوں میں
 اکثر ڈلی کے درخت ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں اور چونکہ یہ درخت چمکا
 اور مضبوط ہوتا ہے جنبش کے باعث اپنے قریب کے درخت کو بلا حلف چوسنے لگتا ہے
 اس لئے جنبش میں وہاں کے مشاق آدمی کو ایک درخت سے دوسرے درخت پر چار
 ہو جانا دشوار نہیں ہوتا ہے ان سب سے کہ ڈلی کا درخت صوبہ بہار میں ناریل کے
 درخت سے بھی زیادہ کیا ہے ایسا ہی ہوتا ہے کہ صوبہ بہار کی آب و ہوا اور
 سرزمین اس درخت کی بالیدہ کرنیکی صلاحیت نہیں رکھتی ہے مولف نے سرزمین ڈلی کے
 درختوں کو اطراف پرشہ میں بالیدہ کرنیکے بہت سامان کئے مگر کوئی درخت بالیدہ
 ہونا تو درکنار زندہ بھی نہ رہ سکا ہر حال ارباب شوق مولف کی پس پائی سے اویسا
 نہ کر برائے خود اس خوبصورت درخت کے بالیدہ اور پروردہ کرنیکی کوشش نہ کریں
 میری ناکامیابی کی وجہ یہ بھی تصور کیجا سکتی ہے کہ جہاں مولف نے اس درخت کو
 بالیدہ کرنا چاہا تھا ممکن ہے کہ وہاں کی سرزمین اور آب و ہوا اس درخت کے مخالف تھی

خیر اس قدر نامرسلہ ہے کہ محو بہ بہار میں اسکے درخت بہت کم ہیں بلکہ شاید نہ ہوں
 ہیں اگر ہوں بھی تو نہ ہوں کا حکم رکھتی ہیں بہ اطلاع مولف بہا گلپور تک اسکا درخت
 دیکھا جاتا ہے وہ بھی بکثرت نہیں اور جبکہ رہا گلپور سے پورب کو جاسے
 درختوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ جہان سے سرحد بنگالہ شروع
 ہوتی ہے وہاں سے اسکی کثرت ترقی کرتی جاتی ہے اضلاع مغربی و شمالی میں تو
 شاید اسکا درخت کہیں نہ ہوگا اگر موجود ہوگا بھی تو اس کے بالیدہ کرنے میں بڑی
 دقت ہوئی ہوگی اس درخت کے بالیدہ کرنے کے لئے سیرابی کثیر درکار ہے اسکا درخت
 کلکتہ کے نرسریوں میں بہت ارزان ملتے ہیں بہ نظر تجربہ ان درختوں کو پروردہ کرنا
 کوشش کرنا مذاق علمی سے بعید ہوگا۔ ڈلی کا درخت اسکے مرغیہ جوشدادہ سے تیار
 ہوتا ہے مگر ارباب شوق خود درخت تیار کر نیکی عوض تیار درخت کلکتہ کے کسی نرسری
 منگوالین اس درخت کا پھول فعل طبعی رکھتا ہے اور جوش کئے ہوئے پھل پان کے
 ساتھ اہل ہند کے مصرف میں بکثرت آتے ہیں اسکا مرغیہ جوش دادہ قوت مسکرہ
 رکھتا ہے خاص کر جب تازہ درخت سے توڑ کر کہا یا جائے۔

Papaw

پاپاوا

اس درخت کا وطن امریکہ جنوبی و جزائر امریکہ ہے مگر اب ہندوستان میں کثیرالوجود
 اسکا درخت ازبکستان میں ہوگا ازبکستان سے زیادہ جسم کثیف و پتہ اسکا پھل شکل میں معمولی ناریل
 کے طور پر رنگ میں پختہ پر کبھی شوق اور ملکا زرد اور ذائقہ میں کھلتا مگر اکثر ہیکا
 شیریں ہوتا ہے اسکے مغز کے اندر جوف ہوتا ہے جس میں سیاہ رنگ کے تخم
 بکثرت ہوتے ہیں اسکی شیریں قسم وہ جو سنگھما پور (Singhapore)
 اور مولین (Moulmain) سے ہندوستان میں آئے ہیں یہ لقاؤ فرنگی

گوشتی مین بھی یہ میوہ مقدار مین ٹرنز کے برابر اور نہایت لذیذ ہوتا ہے میرے ایک عالم دوست نے مجھ سے کہا ہے کہ جزیرہ سنگاپور کے قریب کے کسی جزیرہ مین جسکا نام اسوقت ججے یاد نہیں ہے نہایت عمدہ پیتیا پیدا ہوتا ہے بہ نظر تمثیل اونہون نے بیان کیا کہ وہاں کے پیتے صوبہ بہار کے والدہ آم سے کم نہیں ہوتے مین اور ذائقہ مین اس آم سے مشابہت رکھتے مین ۔

پیتے کا درخت ایام برشکال مین پھول لاتا ہے اور ابتداء سے سرما سے آخر سرما تک اسکے پھل پکا کرتے مین بلکہ صوبہ بہار مین انقضا سے ماہ مارچ کے بعد بھی اسکے پختہ پھل تیسرے آتے مین اکثر یہ درخت حالت ناپرسیانی مین رہتا ہے اگر باغونہن لگایا بھی جاتا ہے تو قابل خدمت نہیں سمجھا جاتا ہے خود رو درختوں کے طور پر مقرر ہوا کرتا ہے ظاہر ہے کہ اگر اسکی نگہداشت کجائے تو ضرور ہے کہ اسکا پھل ذائقہ اور مقدار مین ترقی کر سکتا ہے اس درخت کو کسی قسم کی کہا دکی حاجت نہیں ہوتی ہے لیکن چولھے کی راکھ اسکی جڑ مین دینا اور گرمیوں مین مثل اور اشجار مقرر کے سیراب کرنا اسکو بہت مفید ہوتا ہے اسکے علاوہ لازم ہے کہ جب اس درخت مین پھل لگیں اور پھل مرغ کے انڈے کے برابر ہو چکیں تو چند پھل کو رکھ کر باقی کو توڑ ڈالیں اور اس کے بعد بھی جو پھل نخلین اونکو بھی توڑ ڈالنا مناسب ہے اسکے سوا جب تک پھل پختہ نہوں تب تک درخت کو خوب سیراب رکھنا چاہیے خاصکر اوس حال مین جب زمین پختہ لاحق ہو اور سیرابی کی ضرورت عیان ہو۔

پیتے کے خام پھل سے اچار بناتے مین اسکے خام پھل کا مغز نمک کے ساتھ محال کو زایل کرتا ہے گوشت مین ہیکر ملا دینے سے سخت گوشت نرم ہو جاتا ہے اسکا پختہ پھل رافع قبض قاتل دیدان و مفید ہوا سیر ہے تناول طعام کی بعد

کہتے ہیں کہ اسے کھاتے ہیں جنم غذا میں معین ہوتا ہے بلاشبہ یہ درخت بہت قابل
توجہ ہے اسکا درخت اسکے تخم سے تیار ہوتا ہے ایک سال اسکے جوان ہونے کے
پہلے کافی مقصور ہے اسکی عمر ہی چار یا پنج سال سے زیادہ نہیں ہوتی۔

یہ درخت بعض نرا اور بعض مادہ ہوتا ہے نر نر نہیں ہوتا ہے صرف پھول لاتا ہے۔

wild olive

زیتون صحرائی

اسکا درخت کواکھ درخت کے برابر ہوتا ہے اسکے پتے اوپر کچا جانب سبز اور نیچے کیٹھن
نقہ پڑی رنگ ہوئے ہیں اس خوش نمائی کی وجہ سے اسکا درخت باعث ترقین باغ وستان
میں ہے اسکا پہل مقدار میں کروندے کے پہل کے برابر ہوتا ہے اور اسکے پہلوں میں
نیشہ ذائقہ عربی بناتے ہیں چونکہ اسکے پہلوں میں ترشی بہت غالب رہتی ہے
بغیر عربی بنائے یا چینی کے ساتھ بکارتے ہوئے مصرف انسان میں نہیں آسکتا ہے
اسکے پہلوں کا رنگ پختہ ہونے پر زردی میں ہلکا سرخ ہوتا ہے اسکے پہلوں کے
میان کروندے کی طرح ایک سخت تخم پایا جاتا ہے ایام سرمایہ میں یہ درخت پھول لاتا ہے
یہ درخت فروری یا ابتدای مارچ سے اسکے پہل پختہ ہونے لگتے ہیں یہ درخت کثیر الاثمار
ہوا کرتا ہے

زیتون صحرائی کا درخت تخم کے ذریعہ سے تیار کیا جاسکتا ہے

Landium Domesticum

لینگسٹ

اس درخت کا وطن جیساوا (Java) اور بھی جزائر مولکس
(Moluccas) ہے، فرخوہ صاحب کی ذاتی تحقیق اس درخت کے
مادے میں اسقدر معلوم ہوا ہے کہ سرکاری ہوائی میل باغ گلہ میں ڈاکٹر والک

(Wallich) کے زمانے میں اسکے دو درخت موجود تھے جو بکثرت بارور بھی ہوتے تھے مگر اب ان کا نشان نہیں پایا جاتا ہے وہ ان کے مالیون کا یہ بیان ہے کہ وہ دونوں درخت ضائع ہو گئے فرنگی صاحب کی اس تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کو کلکتہ کی سرزمین میں بالیدہ اور بارور ہونیکلی صلاحیت حاصل ہے پس عجب نہیں کہ ہندوستان کے بعض اور سیدانی حصوں میں بھی جہانکی آب و ہوا کو اطراف کلکتہ کی آب و ہوا کے ساتھ مناسبت ہو یہ درخت بالیدہ اور بارور ہوتے یہ درخت قابل تو صہ شایقین معلوم ہوتا ہے چنانچہ سٹرلے (Straley) کی تحریر پر حوالہ سٹر فرنگی صاحب اپنی کتاب میں کرتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ اس درخت کا پہلے پر مغرب ویا اور نازک ہوتا ہے اور سٹرلے کے اس قول کی تصدیق ڈاکٹر وارڈ (Dr. Ward) کی تحریر سے بھی ہوتی ہے ڈاکٹر موسون کہتے ہیں کہ لینگٹ کا درخت بنیلم اور اس کا پہلے مقدار میں بڑے گینے کے برابر اور ذائقہ میں خوش آئند ہوتا ہے اسکے پہلے خوشون میں لنگے رہتے ہیں پہلے کی جلد پہلے ہی ہوتی ہے اور جب جلد کو ہاک کرتے ہیں تو اندر سے چمکے کوئے نکلتے ہیں اور ہر کوئے میں ایک گردہ کی شکل کا ہلکا سبز رنگ تخم ہوتا ہے اگر اشخاص اس پہلے کو وہان کے تمام پہاڑ پر جہاں یہ پہلے پیدا ہوتا ہے مرجع جانتے ہیں ملاکا (Malacca) میں یہ پہلے موافقت آب و ہوا سے کمال مراد کو پہونچتا ہے اسکے مراد پر آئینکا زمانہ جولائی ہے۔ بقرنیہ غالب لینگٹ درخت اسکے تخم سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ درخت ارباب شوق کے قابل توجہ ہے۔

Alligator Pear

الگٹیر (منگ ناشیاتی)

اس درخت کا وطن جزائر وِست انڈیز (West Indies) ہے ہندوستان

یہ درخت متوسط اقامت ہوتا ہے مگر برین ہمبولٹ (Baron Humboldt) کا یہ بیان مشاہدہ ہے کہ کراکسل (Caracas) کے قرب میں اسکے درخت نہایت بزرگ اور قد کشیدہ موجود ہیں یہ درخت ملک بنگالہ میں کثیر الوجود ہے مگر ہندوستان میں اسکے مروج ہوئے بہت عرصہ نہیں گزرے ہیں اطراف کلکتہ میں یہ درخت ابتداء فروری میں پھول لاتا ہے پھول کارنگ ہلکا زرد ہوتا ہے اور آخر اگست سے انکا پھل پختہ ہونے لگتا ہے اور نصف ستمبر تک اسکے پھلوں کی فصل رہتی ہے اسکے پھل کی شکل بڑی مقدار کی سبز ناشپاتی سے مشابہت رکھتی ہے اور اسکے وسط میں ایک تخم اخروٹ کے برابر ہوتا ہے پھل کے مغز میں مسکہ گاو یعنی کہن کی کیفیت موجود رہتی ہے اور اسکا فزائزہ اخروٹ کے فزے سے مناسبت رکھتا ہے اسکا مغز نمک کے ساتھ اور یہی لذیذ ہو جاتا ہے اس پھل کی بلد کارنگ اور مغز کارنگ چمکیلا زرد ہوتا ہے سر جو بیکیٹن (Rink) J. Paxton لکھتے ہیں کہ اس پھل کو خام کھانے سے تپ اور پیش پیدا ہوتی ہے اسکا درخت بنگالہ میں تخم کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے ہر چند بنگالہ کے بخون میں یہ درخت کثیر الوجود ہے مگر اکثر اہل بہار اس سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں پنجاب میں کوئی شخص اس درخت کے نام سے بھی مطلع نہیں ہے اگر ارباب شوق اپنے ملکوں میں اس درخت کو مروج فرمائیں تو خوب ہو۔

Cocoa Plum

کو کو ایلوم

فرمنج صاحب (Firminger) سے معلوم ہوتا ہے کہ سابق میں نٹ آگرہ نارٹیکل سوسائٹی (N. H. Cultural Society) کے باغون میں اور ہر چند یہ درخت وٹان بالیدہ ہوا تھا مگر اس کے پھل یا پھل لانیکی

نسبت صاحب موصوف اپنی لاء علی بیان کرتے ہیں ڈاکٹر لینڈلی (Dr. Lindley) لکھتے ہیں کہ اس درخت کے شجر ہونیکے واسطے زمین سرد اور مرطوب درکار ہے اسکے پھل کو ڈان صاحب (Don) بطرز ذیل بیان کرتے ہیں :-

گوکولیم کا پھل مقدار میں آلوچہ کے برابر ہوتا ہے شکل گولیت کے ساتھ بیضی ہوتی ہے جلد کی رنگت مختلف الائوان یعنی کیسیکی جلد زرد کوئی سرخ کوئی سیگنی سرخی آمیز ہوتی ہے اور مغز جو تخم سے منبسطی کے ساتھ لپٹا رہتا ہے سفید رنگ ہوتا ہے خزا ہلکی تلخی کے ساتھ شیریں مگر خوش آئند ہوتا ہے۔ یہ پھل مطبوع اور غیر مطبوع دونوں طور سے صرف انسان میں درآتا ہے اور جزائر و سٹ انڈیز (West Indies) کے بازاروں میں بکثرت فروخت ہوا کرتا ہے۔

Prickly Pear پرکلی سیر (ناشپاتی خارشت)

اس درخت کا وطن امریکہ جنوبی ہے اور ہر چند ہنگالہ میں اسکا درخت نصب کیا گیا ہے مگر کبھی بارور نہیں ہوا ہے فرنیچ صاحب لکھتے ہیں کہ اگر اضلاع مغربی و شمالی کی طرف یہ درخت استحاناً لگایا جائے تو اسکا بارور ہونا قریب قیاس معلوم ہوتا ہے۔

یہ درخت چھوٹے قد کا ہوتا ہے اور اسکے پتے عریض شیرہ دار بیضی و سی شکل شیرہ دار ہوتے ہیں اسکا پھل ناشپاتی سے مشابہت رکھتا ہے مگر اسکے پھل کی جلد خاردار ہوتی ہے جلد کو تراشنے سے جلی کی طرح مغز نکلتا ہے ہر چند اسکا مغز بہت خوش ذائقہ نہیں ہوتا تاہم مفسح اور مسکن التہاب ہوتا ہے۔

پرکلی سیر کا درخت تخم سے بالاسکے پتے کو درخت سے توڑ کر ڈنٹی کی طرف سے بالو میں گاڑ دینے سے تیار ہوتا ہے۔

Voa Vanga

دو آوانگا

یہ ایک چوٹا خاں دار درخت ہوتا ہے اسکے خار نہایت مستحکم ہوتے ہیں اسکا وطن
جزیرہ مدغاسکار (Madagascar) ہے اس جزیرہ اور جزیرہ مارتیسیس
(Mauritius) کے سگنا آسکو برعزت کہاتے ہیں فرنجو صاحب
لکھتے ہیں کہ عرصہ دراز سے دو آوانگا کے درخت گلکٹہ کے سرکاری بوٹانیکل باغین
موجود ہیں ڈاکٹر وٹنٹ کے زمانہ میں یہ درخت کبھی پھول نہیں لاتے تھے مگر اب
ہر سال بار ور ہوتے ہیں اس درخت کی باروری کا زمانہ ماہ مئی ہے اسکے پھل کے
درمیان ایک سخت تخم ہوتا ہے جسکے بونے سے دو آوانگا کا درخت تیار ہوتا ہے۔

Elder

الڈر

فرنجو صاحب لکھتے ہیں کہ الڈر کا درخت ہم نے ہندوستان میں کہیں نہیں دیکھا ڈاکٹر وٹنٹ
(Vogel) کا بیان ہے کہ ۱۷۷۶ء میں اسکا درخت گلکٹہ کے سرکاری
بوٹانیکل باغ میں موجود تھا اور گو اس وقت وہ بان پندرہ برس کا ہو چکا تھا
مگر کبھی پھول نہیں لایا تھا اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بنگالہ کی آب و ہوا
اس درخت کے موافق مزاج نہیں ہے حسب تحقیق فرنجو صاحب معلوم ہوتا ہے کہ
اب الڈر کا درخت باغ مذکور میں موجود نہیں ہے صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ ہم نے
وٹنٹ کے اہلیان سے اس درخت کی نسبت دریافت حال کیا مگر جو لوگ وٹنٹ پیش
برس سے بھی نوکر تھے انہوں نے بھی اپنی لاعلمی ظاہر کی۔

Sea side grape

انگور ساحلی

یہ ایک جزیرہ بڑا عظیم افریقہ کے قریب میں واقع ہے۔

اسکا درخت چھوٹا ہوتا ہے اور اسکا وطن جزائر وِسٹ انڈین (West Indian) ہے اسکے پھل کا فرا چاشنی دار اور خوش آئند ہوتا ہے اور جزائر کے بازار میں لے کر پھل فروخت ہوا کرتے ہیں مگر وہاں اسکی بہت قدر نہیں ہوتی ہے اسکا صرف ایک درخت - سرکاری بوٹانیکل باغ کلکتہ میں موجود ہے ڈاکٹر ڈانٹ صاحب کا بیان ہے کہ ماہ اکتوبر اس درخت کی باروری کا زمانہ ہے فرنگی صاحب کہتے ہیں کہ مئی اس مہینے صرف ایسے چند عدد پھل اس درخت میں لگے ہوتے دیکھے تھے جو خرد و سبز و نامراد سخت انگور کے دانوں سے مشابہ معلوم ہوتے تھے درحقیقت یہ پھل جتنے موجود تھے سب کے سب محض نلکے اور خرافات تھے۔

Barbadoes Cherry

چیری باربڈوز

اسکا درخت قصیر القامت ہوتا ہے اور اسکا وطن جزیرہ باربڈوز (Barbadoes) ہے کلکتہ کے باغ و نمین اب اسکے درخت کثیر الوجود ہیں اور بارور بھی ہوتے ہیں۔ باربڈوز میں اسکے پھل سے اکثر مربے وغیرہ تیار کرتے ہیں اسکا فرا چیری کے اعتبار سے راسپیری (Raspberry) کے مزے سے زیادہ بہت رکھتا ہے ریورنڈ فرنگی (Rev. Fr. Minner) اس میوہ کی ایک قسم اور بھی بناتے ہیں جسکا نام بزبان لاطینی میلیگیئا گلیبرا (Meliocarpus glabra) ہے یہ قسم بھی کلکتہ کے باغ و نمین دیکھی جاتی ہے حسب بیان صاحب موصوف بہ قسم ایام سرزمین بارور ہوتی ہے مگر یہ قسم کثیر الاثمار نہیں معلوم ہوتی ہے یریں ان طور پر اسکے پھل شاخوں میں جا بجا لگے رہتے ہیں اسکے پھلوں کا رنگ چمکیلا سرخ ہوتا ہے۔ پھل کے دانے بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور مطلق لطف ذائقہ نہیں رکھتے۔

بحرالہند (Atlantic ocean) یعنی بحر اعظم مغربی میں یہ جزائر واقع ہیں۔

نجوم شمرہ

دافع ہو کہ نجوم شمرہ بھی اشجار شمرہ کے مانند بہت قابل توجہ میں بعض نہایت عمدہ قسم کے میوے نجوم شمرہ سے بھی پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ آئندہ کی تحریر فقیر سے ظاہر ہو گا۔ بطور پرہیز مختصر اشجار شمرہ کی حالات درج کتاب ہذا ہو چکے ہیں اسی طرح نجوم شمرہ کی نسبت بھی بالا اختصار امور ضروریہ عرض کئے جاتے ہیں یہ رقم شمرہ کی کیفیت اوسکے بیان سے ظاہر ہو گی یہ امر بھی حضرات ناظرین کتاب ہذا پر واضح ہے کہ مولف نے بطرح بیان اشجار شمرہ میں اور نہیں اشجار شمرہ کو درج کتاب ہذا کیا ہے جسکی نسبت اپنی دانست میں اطلاع دہی ضروری سمجھی ہے ویسا ہی اور نجوم شمرہ کا ذکر ذیل میں اندراج پاتا ہے جسکی زراعت ہندوستان میں فروغ پکڑ سکتی ہے یا جسکی نسبت اطلاع دہی مناسب معلوم ہوتی ہے تحریرات ذیل پر توجہ فرمائی ارباب شوق دعا رہے۔

Pine apple

انتاس

اسکا وطن ہندوستان ہے امریکہ جنوبی کے دریافت میں آنے کے قبل سے اہل ہند اس میوے سے واقف تھے کس واسطے کہ لفظ انتاس جو سنسکرت ہے کوئی نوک لفظ نہیں ہے مگر شک نہیں کہ انتاس کی چند عمدہ قسمیں ہندوستان میں امریکہ سے بھی لائی گئی ہیں لیکن اس سے یہ قیاس نہیں کرنا چاہئے کہ اس میوے کی عمدہ قسمیں ہندوستان میں کبھی موجود نہ تھیں ایسا نہیں ہے ہندی انتاس بھی عمدہ قسم کے ہوتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ چند عمدہ قسمیں ارباب شوق کی بدولت خارج سے بھی داخل ہندوستان ہوئی گئی ہیں انتاس کے اقسام ذیل قابل لحاظ ہیں۔

کتاب	نام قسم	کیفیت
۱	انناس بنگالہ	<p>انناس کی یہ قسم گلگتہ اور دیگر اطراف میں کثیر الوجود ہے۔ برائے خود یہ قسم بڑی نہیں ہے مگر بونہالی کی غلط کارروائیوں سے اچھے پہلے پیدا نہیں ہوتے۔ مین گلگتہ کے بازاروں میں اس نسل کے انناس بکثرت فروخت ہوتے ہیں اور ہر خرید اسکے دلانے بڑے اور شاداب دیکھا جی دیتے ہیں مگر خوش ذائقگی اور شیرینی اونہیں حسب مراد نہیں پائی جاتی ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ اکثر انناس کے درخت اہل بنگالہ درختوں کے سایہ اور ناپرساں زمینوں میں لگاتے ہیں محرومی حرارت آفتاب سے دانے بڑے تو ہوتے ہیں مگر حسب مراد شیرینی سے محروم بھی ہوتی ہیں۔ اس قسم کے ہندوستان میں لانے والے مسٹر رابنسن (Mr. Robinson) صاحب مین یہ انناس خوش ذائقگی کے اعتبار سے بہترین قسم تصور ہے۔ اس قسم کا پہلا ٹرا اور حالت خامی میں ہلکا سبز اور پختگی میں کچی کی طرح زرد ہوتا ہے۔</p>
۲	انناس سنگاپور Ceylone	یہ بھی اچھی قسم ہے اسکا پوست مسطح اور
۳	انناس ڈماک	

اسکی آنکھوں کا رنگ سفید ہوتا ہے۔

اس قسم کا پہل چوٹا اور گٹھا ہوا ہوتا ہے یہ قسم بھی عمدگی میں مشہور ہے حالت خامی میں اسکی پہل کا رنگ سیاہ اور پختگی میں چمکیلا زرد ہوتا ہے اسکی آنکھیں بڑی ہوتی ہیں مگر ایک عمدگی اس قسم کی یہ بھی ہے کہ ہر پہل میں سات یا آٹھ آنکھیں ہوتی ہیں ظاہر ہے کہ اگر انناس کے پہل میں آنکھیں نہ ہوتیں تو چشم خلاق میں اسکی قدر اور بھی زیادہ ہوتی عموماً یہ پہل گویا سراپا آنکھ ہوتا ہے ہر پہل میں بیس یا پچیس آنکھیں ہوتی ہیں پس اگر کسی قسم میں صرف سات یا آٹھ آنکھیں ہوں تو بلاشبہ یہ کمی زیادتی عمدگی پر دلالت کرتی ہے۔

اس جزیرہ سے انناس کی دو تین قسمیں ہندو لائی گئی ہیں مگر یہ سب قسمیں انناس بخلاف معنی کلکتیا انناس سے مشابہت رکھتی ہیں بلکہ انناس مذکور کے مانند ہوتی ہیں۔

اس قسم نے ہندوستان میں اگر کبھی پہل نہیں دیا اس واسطے اسکے حسن وقع سے سکناؤ ہند کو کچھ اطلاع نہیں ہے لیکن اسکا پتا سفید اور کچھ سرخ اور نشان دار بھی ہوتا ہے۔

۴۔ انناس سلہٹ

۵۔ انناس جزیرہ پینینگ
Penang

۶۔ انناس جاوا (Java)

۷ انٹاس مخروطی شکل

آس قسم کے انٹاس کا پتہ لگنے کے پتے کی طرح
لاہنا ہوتا ہے مگر اس قسم میں خاص کی طرح کی عکاسی
نہیں پائی جاتی ہے۔

۸ انٹاس جزیرہ کینی

Cayenne

آس قسم کے انٹاس کی کاشت یورپ میں
بکثرت ہوتی ہے اہل یورپ کو یہ قسم بہت
مرغوب ہے کسواسطے کہ انٹاس کی عمدہ
قسموں میں یہ ایک عمدہ قسم ہے بوالیام
میں میسر آتی ہیں انٹاس کینی کی دو قسم ہے
ایک خاردار اور دوسری بیخار۔ واضح ہو کہ
کینی جزائر امریکہ سے ہے اور گورنمنٹ فرانس
سے متعلق ہے اس جزیرہ کی آب و ہوا بہت
خراب ہے زمانہ ٹوئی پینولین میں مجرم بہ نظر
سزا اسی جزیرہ کو بھیجے جاتے تھے۔

۹ انٹاس ماسکو (Mascau)

ہندوستان میں نمبر ۹
مسٹر ال جیکلی (Mr. Al. Jekely)
ہیں۔ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ انٹاس
ماسکو بمقام لاہور شیشہ کے گھر میں پھیل لایا
معلوم ہوتا ہے کہ انٹاس نمبر ۹ ہندوستان میں
بارور ہو سکا۔

۱۰ انٹاس موسومہ کوئین (Queen)

واضح ہو کہ اقسام انٹاس از نمبر ۲ تا نمبر ۱۰ باغات
میں پھیل سوسائٹی میں

اتناس ماہ فروری و مارچ میں پھول لاتا ہے اور اس کا پہلا چولائی اور اگست میں پھر ایک
 پہونچتا ہے بعد ازاں اس کا درخت مستحضر اور کثرت میں جسا ترقی کرتا ہے۔ پھل
 بالیدہ ہونیکو عوض بارشانی پھول کی پہلی لانا اور یہ پہلی چارٹ سے سکے زمانہ میں پختہ ہوتا
 ہے وقت ہونیکے باعث اوس میں ترشی اور بد ذائقگی پائی جاتی ہے اس واسطے اس کا
 بارشانی پھول لانا کوئی امر مطبوع مستور نہیں ہو سکتا۔

ایام بارش میں عموماً اشجار کو سیرابی کی کوئی حاجت نہیں ہوتی ہے لیکن
 اتناس کے درخت کو انقطاع فصل پر شکال کے بعد بھی سیرابی نہ ہو کر ناچاہئے۔
 اتناس کی سیرابی کا زمانہ ماہ مارچ سے شروع ہوتا ہے اور جب تک اس کے پہلے
 جسا ترقی کرنیکی صلاحیت باقی رہتی ہے سیرابی میں کمی نہیں کرنی چاہئے لیکن جب
 پہلے کے پختہ ہونیکا زمانہ قریب آ پہونچے سیرابی کی مکمل موقوف کردینی چاہئے۔
 کس واسطے کہ اس وقت کی سیرابی سے پہلے کا مزایا پہلکا ہو جاتا ہے جو دن کو سیرابی
 کرنیکے علاوہ ہزاروں یا کسی قسم کی دھکیل کے ذریعہ سے کبھی کبھی اتناس کے بالائی
 دن کو بھی تر کرنا چاہئے تاکہ غبار اور جالے مکڑے وغیرہ سے درخت صاف
 ہو جایا کریں بالائی حصوں کے کشیدہ ہونے سے عرق شجری کا دورہ خوب نہیں ہوتا
 اور وہ پانی جسے درخت کی جڑیں جذب کرتی ہیں اس کے اعلیٰ کی طرف چڑھنے میں
 کثافت مستعد ہوتی ہے۔

اتناس لگانے کا زمانہ تمام ماہ اگست تا اول ستمبر ہے اس کو ایسی جگہ لگانا چاہئے
 جہاں آفتاب کی روشنی اور حرارت کے طبعی طور پر پہونچنے اور موجود رہنے میں
 کوئی وقت لاحق نہ ہو۔ اتناس کے درخت قطار بندی کے ساتھ لگائے جاتے ہیں
 ہر ایک دو ہرے سے تین فٹ کے فاصلے پر واقع ہو اور ایک درخت سے
 دوسرے دو فٹ کے فاصلے سے کم پر نصب نہ کیا جائے۔

مشتعل ہوتی ہیں۔ بعض ایسے ضلع ہیں جہاں آئس گوباد خود و طرح سے بالیدہ اور بارور ہوتا ہے زمین کی مناسبت سے بونواس کے کو کسی قسم کے تردد کی حاجت نہیں ہوتی ہر گراسکی زراعت کا بہترین طریقہ یہ ہے جو ذیل میں مذکور ہوتا ہے۔

انناس کے بالیدہ کرنے کے لئے بہترین زمین وہ ہے کہ جو سنگریزہ آمیز موٹے بالوں چکنی کیوال مٹی کا روئیٹ آف لائم (Carbonate of lime) آکرائڈ آف آیرن (Iron oxide) اور اقسام نمک و اجزائے نباتی و حیوانی سے مرکب ہوتی ہے اکثر اس قسم کی وہ زمین ہوتی ہے جو نیشکر کی پیداوار کے صلاحیت رکھتی ہے اگر ایسی زمین میں بیج نہ تو چاہئے کہ تین فٹ عمق میں اوس زمین کو جہاں انناس لگانا ہے کہوڈ ڈالین اور کہوڈی مٹی کو دفع کریں اور جہاں سے ممکن ہو قسم مذکور کی مٹی منگا کر اوس کہوڈی مٹی میں بہر کر کمیت تیار کریں اگر خود زمین وہی ہے جیسی کہ درکار ہے تو بھی اگو سے کم دو فٹ کہوڈ و اگر گھاس وغیرہ دور کر کے صاف کیستہ کی طرح بنانا چاہئے دو نو نوں حالتوں میں کمیت بنانے کے بعد درختوں کو نصب کرنا چاہئے مگر نصب کرنے کے قبل ہر درمی میں اور ہر درمی کے ارد گرد کھاد چھنہ رجہ ذیل کو استعمال کر لینا چاہئے۔

نسخہ کھاد برائے آئس

چونا نمک طعام شورہ خاکستر بڑا لیدر تازہ گھوڑی کی رہا بہتر یا کڑی کی مینگنی اول نمک کو ایک گھڑا یا گھڑے سے کچھ زیادہ پانی میں گھولیں بعد ازاں ٹوٹی دار لکڑی کے طرف کے ذریعہ سے اس آب نمک آمیتھ کو چھنے میں رفتہ رفتہ کر کے اس طرح ڈالیں کہ چونا تر ہو جائے مگر دیوار کے چوڑے کے خارج پانی میں محلول ہو کر پو چارہ بن جائے نہ ہو جائے جیون جیون ہوتا ہے کسی چیز سے چوڑے کو اور لکڑی

چاہتے یا یہ کہ تمام آب نمک آسختہ چونے میں جذب ہو جائے اسی غور پر شورے کو
 یہی خاکستر پر ایہ میں جذب کرنا چاہتے بعد ازاں ان دونوں مرکب کو آپس میں مرکب
 کرنا چاہتے جب دونوں مرکب مرکب واحد ہو جائیں تب اس مرکب میں گھوڑی کی
 لید تازہ یا پیٹیر یا بکری کی مینگنی اضافہ کرنا چاہتے۔ اگر اس کھاد کی تیاری میں کسی وجہ
 سے دشواری ہو تو آم کا سٹرا ہوا پتہ (مار) اور بوسیدہ گوبر (مار) آمیختہ کر کے ہر درمی
 میں بقدر پاؤ سیر اور ہر درمی کے ارد گرد بھی اسقدر اس ترکیب سے
 ڈالنا چاہتے۔

جب حسب ہدایت بالا درخت نصب کئے جا چکیں تو لازم ہے کہ انناس کے کیتے
 ہفتہ وار کھڑی کے ذریعہ سے گہاس وغیرہ دفع کیجائے اور انفضائے ایام
 بارش کے بعد سیرابی معقول ہو کر سے فروری میں نیا انناس کی جڑوں کو کوہو
 دو چار روز کھول رکھنا چاہتے اور بعد ازاں آم کا سٹرا ہوا پتہ اور گوبر بوسیدہ
 یا لید تازہ ڈال کر جڑوں کو بند کر دینا درکار ہے اگر نئی ٹونٹی یا نئی شاخیں درختوں
 سے نکلن تو انکو علحدہ کرنا چاہتے ان ترکیبوں کی پابندی سے انناس حسب
 مراد بارور ہوگا۔

جب انناس کے پہلے مراد پر اگر درخت سے علحدہ کئے جا چکیں تو لازم ہے کہ پہلوں کے
 سر پر چوتے رہتے ہیں فوراً علیہ کئے جائیں ایسا کرنے سے پہلے کامزاترٹی کر جانا
 ہے ورنہ چوتے کہ پہلے کے بالائے سر ہوتے ہیں اونکا نقد یہ اوسے پہلے سے ہوتا
 اور اس وجہ سے پہلے کا شیرہ کم ہو کر پہلے بد ذائقہ ہو جاتا ہے۔

فرمنج صاحب (Mingam) (لیسا) لکھتے ہیں کہ انناس کے درختوں کو
 بدیل مقامات نہایت مفید ہوتا ہے۔ صاحب موصوف اپنی اس راوی کی تائید میں
 ایک ساکن شہر ڈاکہ کے قول کو جو جنرل جکسن کی تحریرات میں مندرج ہے پیش کرتے ہیں

وہ توئی یہ ہے کہ اول زمین کو خوب جوتنا اور تیار کرنا چاہئے تب انناس کے
 درخت کو نصب کرنا چاہئے۔ انقضاے ایک سال کے بعد پرائے درخت
 اوکھاڑ دیتے جاوین اور نوخیز درخت ایک مقام سے دوسری جگہ منتقل کر دیو جاوین
 پارس جہتہ تبدیل مقامات میں کوشش رکھیں اوسیدر درخت بالیدہ اور عمدہ
 ہونگے قول بالا کی تکرار تائید میں فرموج صاحب (*feromen ger*) ایک
 فرانسیسی عالم نباتات کے قول کو بھی دلیل گردانتے ہیں اور وہ قول یہ ہے کہ انناس
 کے درخت کو اوکھاڑ کر جب قدر چڑھیں اوس سے لگی ہوں اونہیں کاٹ ڈالنا چاہئے
 جب چھری کا زخم ہوا لگ کر خشک ہو جائے تب اس تراشیدہ درخت کو
 سر نو سے کسی تیار زمین میں نصب کر دینا چاہئے اس قول سے تبدیل مقام ہی
 کی ہدایت نہیں ہو بلکہ تبدیل مقام کے قبل خراش تراش کے بھی حاجت معلوم
 ہوتی ہے راے مولف اس مادے میں یہ ہے کہ بلاشبہ تبدیل مقام سے
 اشجارِ شمرہ کو صحیحی میں نفع پہنچتا ہے خاص کر آم کو جسے گو بار بار کی تبدیل مقام
 بالیدہ گو ہیں سال دو سال دیر لگتی ہے مگر جب اس طرح کا تبدیل شدہ درخت
 شمرہ ہوتا ہے تو پہلے اوسکے اوسکے بزرگوں کے پہلون کے اعتبار سے مقدار و
 سبب پیشگی حلاوت و خوش ذائقگی میں ترقی کر جاتے ہیں مولف کو اشجارِ شمرہ کی
 نسبت اس مادہ میں تجویز کافی حاصل ہے کوئی شک نہیں کہ تبدیل مقام ہی
 انناس کے درخت کو بھی عام اشجارِ شمرہ کی طرح فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن
 صوبہ ہزار میں جہان کی عموماً زمین انناس کے بالیدہ کر نیو بگا لہ کی زمین کے
 برابر صلاحیت کافی نہیں رکھتی ہے ہم بار بار کا انتقال موضع انناس کو
 سفید نہوگا لیکن سال میں ایک بار منتقل کرنا نفع بخش ہو سکتا ہے ایسی
 تبدیل مقام میں نقصان کا گمان نہیں ہے مگر حسب ہدایت بالا درختوں کو

طور کی تراش خراش صوبہ بہار و اودھ میں اور بھی ایسی جگہوں میں جو بنگالہ کی طرح
مربوط نہیں ہیں یقیناً ضرر رسان ہو گئی۔

بنگالہ میں جبکہ رائٹس کی کثرت دیکھی جاتی ہے اور پر کے اضلاع میں نہیں باقی جاتی
صوبہ بہار میں بہ اطلاع مولف صرف دو ایک جگہ کاشت کے طور پر انٹاس بوسی جاتے
ہیں ورنہ شائقین کے باغوں میں کمتر دیکھے جاتے ہیں بلاشبہ بنگالہ کے اعتبار
سے بہار میں انٹاس قلیل الوجود ہے اس طرح لکھنؤ کے سرکاری باغوں میں
اور بھی لکھنؤ کے اطراف میں صوبہ بہار ہی کے طور پر انٹاس موجود ہیں۔ سہارنپور کے
سرکاری باغ میں بھی کبھی کبھی انٹاس کے درخت پہل لاتے ہیں مگر عموماً اضلاع مغربی
و شمالی میں انٹاس قلیل الوجود ہے۔ شملہ و اطراف شملہ اور دیگر کوہی مقاموں میں یہ وہ
بالکلیہ مفقود ہے مگر شیشہ کے گہروں میں بقول لفٹنٹ پاگسن (Pogson) (پیرس)
انٹاس آسانی کے ساتھ بالیدہ اور شمر ہو سکتا ہے۔

امریکہ اور برما میں انٹاس خود و طور پر کثرت سے پہل لاتا ہے اور اس صحرائی انٹاس کا
پہل نہایت لذیذ ہوتا ہے۔

انٹاس کا درخت اوسکے ٹوٹے سے تیار ہوتا ہے یا انٹاس کے پہل کا سر کا ٹکڑی زمین میں
نصب کر دینے سے درخت پیدا ہو جاتا ہے۔ انٹاس کے درخت تیار کرنیکی نظر سے
سوچاں انٹاس کے پہل کلکتہ سے بسبیل ریل منگوانا چاہئے پہلوں کو فٹن
لاکر پہل کے سر کو جان پر پتے ہوتے ہیں تراش کر زمین میں لگا دینا و رختون کی
تیاری کو کافی ہو گا۔ ایام برشکال میں ایسا کرنے سے درخت بہت جلد تیار ہو جائیگا
یا کسی نرسری (Nursery) سے تیار درخت طلب کر لینے سے بھی
برار کار تصور ہے۔

Peruvian Cherry

غلاف دار کو

اس حشیش کا وطن ملک پیرد (Persia) ہے جو امریکہ جنوبی مین واقع ہے مگر ایک عرصہ سے کیپ (Cape) مین اسکی زراعت ہوتی ہے اور اس قدامت کی وجہ سے اسکو اہل فرنگ کیپ گو سبری (Cape Goodenberg) کہتے ہیں ہندوستان مین غلاف دار کو کو کیپ ہی سے اہل فرنگ لائے اور اب ہندوستان کے اکثر ایسے مقاموں مین جہاں سرمایہ شدید نہیں ہوتا ہے اس کو پیدا کرتے ہیں۔ ہمارے صوبہ بہار مین بھی یہ میوہ پیدا ہوتا ہے مگر نہ اس کثرت جیسا کہ بنگالہ مین چنانچہ کلکتہ اور اطراف کلکتہ مین اسکی کثرت ہوتی ہے اور اہل یورپ اسے ہندوستانیوں کے اعتبار سے زیادہ رغبت کے ساتھ کھاتے ہیں۔ یہی کہ اسکا مزہ انگریزی پسند ہوتا ہے یعنی اسکی ترشی اور شیرینی مذاق انگریزی کے موافق ہوتی ہے وہ اہل ہند بھی جو متبع اہل فرنگ کو ضروری سمجھتے ہیں اس پہل کی طرف نہایت رغبت رکھتے ہیں۔ بدانت مولف یہ پہل ہر چند پورے ہندوستانی مذاق کے مطابق نہیں ہے تو بھی بہت قابل توجہ ہے اس پہل کے ایک اور غلاف حالت خامی مین سبز رنگ اور پختگی مین ہلکا زرد چمکتا ہے مقدار مین یہ پہل ہندو کی گولی کے برابر ہوتا ہے اور اسکی صورت نفیس اور مطبوع ہوتی ہے۔

غلاف دار کو کی پیدائش کی ترکیب یہ ہے کہ ماہ مئی یا جون مین اسکے تخم کو بوتے مین جب نئے درخت تخم سے اُگتے ہیں تب ایک تیار کھیت یا باغ کے تختہ مین قطار بندی کے ساتھ ان درختوں کو نصب کرتے ہیں ہر قطار کو ایک دوسرے سے چار فٹ کے فاصلے پر واقع ہونا چاہئے اور ہر درخت ایک دوسرے سے دو فٹ کے فاصلے پر لگایا جائے ہر چند غلاف دار کو کے درخت بے کھاد دیئے ہوئے زمین مین بھی بالید ہوتے ہیں مگر قبل سے کھاد ڈال رکھنے سے اونکی تقویت و ترقی بہ صورت زیادہ تر

حاصل ہوتی ہے۔ جب آٹھ انچ کے برابر درخت اٹھچے ہو جاوین تب نصف درخت تک اونکے گرد مٹی بلند کر دینا چاہئے اور جب درخت پہل لادین تو لازم ہو کہ تازہ شاخوں کے کوئل تراش دیئے جائیں تاکہ پہلون کی طرف مادہ کا مالہ ہو اور اس وجہ سے پہلون کو مقدار و ذائقہ میں ترقی کرنیکا موقع ملے۔

غلاف دار کو کا پہل ماہ جنوری اور فروری میں بچتہ ہوتا ہے اور بازار و نمیں کو کڑک بچتا ہے۔ پہل لینے کے بعد تمام درخون کو اوکھاڑ ڈالنا چاہئے اور زمین کو پھر سرخوسے تیار کر کے نئے درخت حسب ہدایت بالا لگانا چاہئے۔

غلاف دار کو کا درخت نہایت نازک ہوتا ہے اور سردی سے شدید کا متحمل نہیں ہو سکتا جس ہندوستان کے ایسے مقاموں میں جہاں بگالہ اور بھار کے اعتدال سے بہت زیادہ سردی ہوتی ہے اسکا درخت ایام سردی میں زخمی نہ ہو سکتا ہے۔

غلاف دار کو کا درخت نہایت خوب ہوتا ہے۔ اہل یورپ اسکے ربے کو نہایت پسند کرتے ہیں۔

Currant

کرنٹ

یہ ایک عام سیوہ دار درخت اقسام کو سب سے بہترین و خوش ذائقہ درخت ہندوستان کے میدانی حصوں میں بالیدہ نہیں جاتا ہے مگر گالہ میں اسکی زندگی دیر ہوتی ہے بگالہ کی کرنی اور بارش کا عمل اسکا عمل نہیں ہے۔ صاحب موصوف کہتے ہیں کہ مقام فیروز پور میں اس درخت کے پروردہ کرتے ہیں۔ بارش میں اسکی گھاسی آکر کاروبار نازک درخت مگر بھول نہ آت ہے۔ بگالہ کے بھار میں یہ درخت زخمی ہوتا ہے مگر کسی بالیدہ اور سردی میں

ہوتا ہے اس قول سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ہندوستان کے کوہی مقاموں کی آب و ہوا
 و سرزمین بھی اسکے موافق نہیں ہوتی اور صاحب موصوف کے طرز تحریر سے بھی یہ بات
 پتہ چلتی ہے کہ ہندوستان کے میدانی اور کوہی دونوں حصوں میں یہ درخت
 بالیدہ نہیں ہوتا ہے اور اب تک جو کچھ کوششیں اس درخت کے پروردہ کرنے میں
 ہوئی ہیں سب بیکار گئی ہیں البتہ یہ امر صحیح ہے کہ اس درخت کو ملک سرور کا ہر
 کد ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ ہندوستان کے تمام کوہی حصوں کو بلا استثناء احد
 اس مینو سے کہ پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل نہیں ہے۔ بلانت مولف یہ درخت
 شملہ میں بالیدہ ہو کر بارور ہوتا ہے چنانچہ لفٹنٹ پاگسن صاحب کی تحریر کا خلاصہ جو
 درج ذیل ہوتا ہے میرے اس قول کی تائید کرنے کو کافی مقصور ہے۔

لفٹنٹ موصوف لکھتے ہیں کہ کرنٹ کا وطن انگلستان اور کوہ ہمالہ ہے کوٹ گڑھ
 آگے کے کوہی سلسلوں میں سیاہ اور سرخ دونوں قسم کے کرنٹ بطور خود
 کثرت سے اگتے ہیں کو دارن کے پہلوے جنوبی و مغربی میں کرنٹ سیاہ کی تولید
 کثرت کے ساتھ ہوتی ہے اور وہاں سے جو چھوٹے درخت شملہ میں لاکر لگائے
 جاتے ہیں بالیدہ تو ہوتے ہیں مگر نہ نندین لائے لیکن سرخ کرنٹ جاگو

جائے ہیں بالیدہ تو ہوتے ہیں مگر نہ نندین لائے لیکن سرخ کرنٹ جاگو
 (Growth of Gach) پہاڑ پر جو اس شملہ کا ایک محلہ ہے بارور ہوتا ہے
 کہ لفٹنٹ صاحب موصوف کی اس تحریر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آخر ہندوستان کی
 بعض کوہی مقام کو کرنٹ کی پیداوار کی صلاحیت حاصل ہے۔

کرنٹ کے بالیدہ کرنے کے لئے وہ زمین درکار ہے جو سنگریزہ آمیز مٹی بالو چٹنی
 کیوال مٹی کاربونیٹ آف لائم (Carbonate of lime) اگر آئید آف آیرن
 (Magnesia) میگنیشیا
 اقسام نمک اور اجزاء بنائی و حیوانی سے مرکب ہوتی ہے ماہ اپریل اور اگست

درمیان کرنٹ کی گاجیوں کو نصب کرنا چاہئے اور چونکہ اسکا درخت کہاؤکا طالب ہوتا ہے۔ ماہ نومبر میں اس کے تھالے میں کھاؤ کا لکڑی چورٹیا چاہئے اور کھاؤ ڈالنے کے وقت کچھ ضرور نہیں کہ کھاؤ تھالہ کہو دگر ڈالا جائے تھالے کی سطح پر کھاؤ کا پہلا دینا مناسب ہوتا ہے جب فوری کا مہینا آپہنچے تب کرنٹ کے درخت کو چانٹ کر کھڑی کے ذریعہ سے جڑوں کو کہو دے بغیر تھالے کی مٹی میں اس کا کھاؤ داخل کر دینا چاہئے تاکہ وہ کھاؤ مٹی سے آمیختہ ہو جائے سسج اور سفید رنگ کے کرنٹ کے درخت کو اس قدر چانٹنا چاہئے کہ درخت ٹوٹا ہو کر بدن معلوم ہونے لگے ہر خذا اس طرح کے چانٹنے سے درخت کو بالیدہ ہونے میں دیر ہوتی ہے مگر پہل اچھالا تا ہے لیکن سیاہ کرنٹ کو جبکہ لئے سفید اور سرخ کرنٹ کے اعتبار سے زیادہ سرد اور مرطوب جگہ درکار ہوتی ہے اس طور سے چانٹنا نہیں چاہئے البتہ جو شاخیں بہ مرض یا اور کسی وجہ سے سیاہ اور گندہ پوست فلس یا سی یا سانپ کی کھلی کے مانند ہو جاوین اونکو دور کر ڈالنا ضروری متصور ہے۔

کرنٹ تخم سے پیدا ہوتا ہے مگر چونکہ انگلستان سے اسکی نئی گاجیان آسانی کے ساتھ منگائی جاسکتی ہیں تخم سے اس درخت کو پیدا کرنیکی درد سری گولا کرنیکی کوئی حاجت نہیں ہے۔



Raspberry

راسبری

ایک خار دار نیم شمر ہے اسکا پھل لذیذ قابل توجہ شا یقین سے۔
 اسکا وطن کوہ ہمالہ ہے گو اویقتا مون سے بھی اسکی عمدہ قسمیں ہندوستان
 آتی گئی ہیں بہ تحقیق لفٹنٹ پاگسن (Mr. P. H. P. P.) تین قسم کی ہندی
 راسبری دیکھی جاتی ہیں ایک زرد اور دوسری سبز تیسری وہ جو مقدار
 میں ان دونوں سے بزرگ اور زیادہ شوخ رنگ ہوتی ہے۔ اول اور
 دوم کثیر الوجود ہیں لیکن قسم ثالث جکا ذائقہ اصل راسبری کا ہوتا ہے
 کیا ہے شعلہ کے شکر میل کے اندر یہ قسم پانچ نہیں جاتی جو قسمیں
 اور ملکوں سے داخل ہندوستان ہوئی ہیں اونکی بالیدگی میں کسی
 قسم کا نقصان نہیں دیکھا جاتا ہے مگر نا توجہی شا یقین سے اونکے پھل
 تنہا پر ہونگے ہیں لفٹنٹ موصوف لکھتے ہیں کہ اقسام راسبری
 سے مکلا رن کے پرائیفک راسبری (McClelland's Prolific Raspberry)
 کی طرف شایق کی توجہ خاص درکار ہے یہ شوخ رنگ اور نہایت بزرگ
 مقدار پھل پیدا کرتی ہے اسکا پھل کارٹر کی پرائیفک (Carter's
 Prolific) کے پھل سے مقدار میں دو گونہ کلاں ہوتا ہے اور یہ
 راسبری خوب پھل بھی لاتی ہے شاہین رائیل مارکیٹ چل سوسائٹی
 (Royal Horticultural Society) نے سارٹیفکٹ کے ذریعہ سے

اس راسبری کئی عمدگی سے اعتراف کیا تھا اور اب انگلستان میں اس راسبری سے کوئی عمدہ قسم دستیاب نہیں ہے۔

قبل اسکے کہ پرورش راسبری کا طریقہ حوالہ قلم ہو لازم ہے کہ فرمنجیہا (*Franching*) کی تحریر بھی اس جگہ پر اضافہ کیا جائے صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ حسب تحریر ڈاکٹر راسبری

(*Dr. R. S. R. S.*) یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرخ راسبری کے درخت ۱۸۴۶ء میں بمقام کلکتہ ایک ولایتی صاحب کے باغین حسب مراد بارہ ور ہوئے تھے مگر چونکہ ڈاکٹر صاحب کی تصنیف میں جس کا نام مترجم اشجار برائے ہند (*Illustrations for India*) ہے کوئی علمی نام اس راسبری کا مندرج نہیں ہے نہیں معلوم ہوتا ہے کہ آیا وہ راسبری یورپ کی معمولی راسبری تھی جسے روس آیتدیس کہتے ہیں یا اور کسی قسم کی تھی مگر میں یہ سوال رکھتا ہوں کہ آیا راسبری کی یہ قسم ہندوستان کے کسی میدانی حصے میں کبھی بالیدہ ہوتی بھی ہے یا یہ کہ بالیدہ ہونا اسکا ممکن ہے۔

فرمنجیہا صاحب کی تحریر بالا سے دو بات ظاہر ہوتی ہے اول یہ کہ حسب بیان ڈاکٹر راسبری ہندوستان کے ایک میدانی حصے میں ۱۸۴۶ء میں راسبری عام اس سے کہ کسی نسل کی ہو بارہ ور ہوتی ہو اور جب ایک بار بارہ ور ہوتی تو پھر بلا شک بارہ ور ہو سکتی ہے اور جب بارہ ور ہو سکتی ہے تو مناسب ہے کہ حضرات شایق ایسی راسبری کی پرورش بیچ میدانی حصے میں بارہ ور ہو سکتی ہے کوشش فرماویں ظاہر ہے کہ وہ چار سرخ قسم کی راسبری کو نصب کرنے سے معلوم

ہو جائیگا کہ کس قسم کی سرخ راسبری کو میدانی حصوں میں بارور ہونے کی صلاحیت حاصل ہے بلاشبہ اس تجربہ سے ایک بڑی بات حاصل ہوگی تو یہ کہ یورپ کی معمولی راسبری جسے روبس آئیڈیس کہتے ہیں نہیں معلوم کہ ہندوستان کے کسی ایسی جگہ میں کبھی بالیدہ ہوئی ہے یا اسکا بالیدہ ہونا ممکن الوقوع ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ فرنگی صاحب کے آخر جزو سوال کا جواب ارباب شوق پر دشوار نہ ہو گا جب چاہیں جواب کا سامان کر سکتے ہیں۔ راسبری مذکور کی گاجیون کا دستیاب ہونا آسان ہے اور تجربہ کر لینا بھی کوئی دشوار کام نہیں ہے دو سال کے تجربہ سے معلوم ہو جائیگا کہ راسبری مذکور کی کئی حالت ہوتی ہے خیرا، راسبری کے طریقہ پرورش کی طرف جو درج ذیل ہونا ہے تو چہرہ درکار ہے۔

راسبری کے لئے زمین ایسی درکار ہے جو سنگریزہ آمیز موٹے بالو کی مٹی کیوال ٹیٹو (Oxide of Iron) اور کاربائیڈ آف آئرن (Carbonate of Iron) اور گینیشیا (Magnesia) اور اقسام نمک اور اجزاء بناتی اور حیوانی سے مرکب رہتی ہے درخت نصب کرنے کے قبل زمین میں کہاں خوب ڈالنا چاہئے کہاں وہی ہو جو انسان کے بیان میں مذکور ہو چکی ہے ورنہ مجرد سڑے ہوئے پتے یا لکڑیاں یا گوہر بوسیدہ کافی ہونگے اور کبھی کبھی چوڑے کا میل داخل زمین کرنا بہت مفید ہوگا آخر اپریل میں اسکی گاجیان نصب کرنی چاہئے ہر گاجی ایک دوسرے سے ساڑھے چار فٹ کے فاصلہ پر واقع ہو اور ہر قطار کو ایک دوسرے سے ساڑھے پانچ فٹ کا فاصلہ درکار ہے جو زمین راسبری کے واسطے تجویز کیجئے ضرور ہے کہ اوسمیں بخوبی ہوا و روشنی و حرارت آفتاب کو داخل ہو کبھی اس درخت کو کسی درخت یا مکان کے سایہ میں نصب کرنا نہیں چاہئے۔

راسبری کا درخت چھانٹے جانیکا محتاج رہنا ہے سال گزشتہ کی بتلی بتلی وہ شاخیں جو

فصل میں پہل لائیکو ہون بلاتامل چھانٹ ڈالی جاوین تھوڑی مدت میں چہانٹے ہوئے مقالمو
ایک شاخ کی عوض چند شاخیں نکلیں گی اور ہر شاخ کثرت سے پہل لاو گی اور تمام
جولائی اور اگست میں پہلوں کی کثرت رہیگی۔

راسبری جزیرہ مارشس

اس اسبری کا وطن جزیرہ مارشس (Mauritius) ہے یہ ایک جزیرہ بحر
ہند میں واقع اور سلطنت انگلستان سے متعلق ہے عوام اسکو چالک کہتے ہیں اور
اس سے خوب واقف اس سبب ہیں کہ ہندوستانی غریب تلاش رزق بہت نام
سرکار انگلشیہ اس جزیرہ کو جایا کرتے تھے اور اب بھی جائے ہیں خیر اس جزیرہ کی
راسبری کی درخت کلکتہ کے باغوں میں دیکھے جاتے ہیں اول بار راسبری کی جو قسم
جزیرہ مذکور سے کلکتہ میں لائی گئی تھی وہ گلاب کی شکل کے دو گہر سفید پھول پیدا کرتی ہے
اور بار ثانی والی قسم ایک گہرے پھول لاتی ہے اور وسط ماہ فروری میں بار در ہوتی
ہے۔ اسکے پھلوں کی شکل انگریزی راسبری کے پھلوں سے مشابہت رکھتی ہے
مگر اسکے پہل سخت تخمیں سے پُر اور غیر مطبوع ہوتے ہیں۔

اس راسبری کا درخت تخم اور نیز اسکے ٹوٹنے کے ذریعہ سے تیار ہوتا ہے۔

Mysons Raspberry

راسبری میلسور

اس راسبری کا وطن کوہ نیلگری ہے یہ قسم راسبری کی مارشس سے بہتر ہوتی ہے
اس راسبری کے درخت اطراف کلکتہ میں دیکھے جاتے ہیں اسکی نئی شاخیں
باریک روئگیں کثرت سے ہوتے ہیں اور اسکا درخت بھی مارشس کی راسبری

بڑا ہوتا ہے۔ فردی میں یہ قسم پھول لاتی ہے اور مارچ میں اسکے پہلے مراد پر آتے ہیں۔ اسکی نگاہداشت و پرورش کا یہ طور ہے کہ اول تو اسکو بالیدہ ہونیکے لئے اچھی زرخیز زمین درکار ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ اسکی جڑوں کو نہی مٹی کی حاجت رہتی ہے سوم یہ کہ جوشاخ اسکی بارور ہو چکی او سے بالکل قطع کر ڈالنا چاہئے ان باتوں کا لحاظ رکھنے سے یہ درخت حسب مراد بارور ہوتا ہے۔

اس راسبری کا درخت ٹوٹنوں سے تیار ہوتا ہے۔ بارش کے زمانے میں آسانی کے ساتھ اسکا درخت تیار ہو جاتا ہے۔ اگر میرانے درخت کی پرورش کی عوض نئے درخت نئی زمینوں میں پروردہ کئے جائیں تو پہل اور بھی زیادہ حسب مراد حاصل ہونگے۔

Strawberry

اسٹابری

اسکا درخت چھوٹا قریب قریب زمین دوز خوش رنگ اور خوشنما ہوتا ہے۔ اسکا پہل صورت اور سیرت پھولوں میں حد درجہ ممتاز تصور ہے۔ اسکے پہل کی عجمگی ساخت خوش رنگی خوش ذائقگی بویاچہ لطافت و نراکت و دلربائی احاطہ ہر ایک باہر ہے جسقدر اس پہل کے اوصاف کلمے جائیں بجا ہے۔ خوش پسند مزاج نازک دماغ یورپ خیال عالی مذاق امریک کے واسطے یہ پہل موضوع ہوا ہے جس باغ میں اسٹابری بارور ہوتی ہے اوس باغ پر عجب رونق برتی ہے جس دسترخوان پر اسکے پہل موجود رہتے ہیں اوس دسترخوان کو عجب رینت نصیب ہوتی ہے زہے وہ باغ چہاں اسٹابری بارور ہو اوجھے وہ دسترخوان جس پر اسکا پہل جلوہ گر ہو واقعی یہ سیوہ بہت کچھ قابل توجہ شائقین ہے۔

افسوس ہے کہ مولف کو اس رسالہ عجالہ میں اس میوہ کو پورے بیان کی گنجائش نہیں ہے امر واقعی یہ ہے کہ اسکے واسطے ایک علیحدہ رسالہ درکار ہے بہر حال اس پر بھی جو امور کہ مولف کو محض ضروری معلوم ہوئے ہیں حوالہ قلم کئی جاتو ہیں۔ اسٹامبری کی بہت قسمیں ہیں اور ہر چند پچاس برس سے شملہ اور اطراف شملہ اور قریب نوٹے برس سے ہندوستان کے میدانی حصوں میں اسٹامبری کی کاشت ہوتی رہی ہے تاہم اسٹامبری کی عمدہ قسمیں اب تک ہندوستان میں مروج نہیں ہوئی ہیں حضرات اہل شوق کو لازم ہے کہ یورپ کی عمدہ اقسام اسٹامبری کو رواج دیں تاکہ ہندوستان میں یہ میوہ اوسی مقدار اور خوبی کے ساتھ پیدا ہو جیسا کہ عموماً یورپ میں دیکھا جاتا ہے ہندوستان میں بیشتر اسٹامبری کے دانے انگلستان وغیرہ کے اعتبار سے مقدار میں چھوٹے ہوتے ہیں بدانت مولف اس کم مقداری کی وجہ اختلاف آب و ہوا نہیں ہے بلکہ اس کم مقداری کا اصل سبب یہ ہے کہ اسٹامبری کی جو قسم مروج عام ہو رہی ہے خود وہ قسم بڑے دانوں کو پیدا کرنیکی صلاحیت نہیں رکھتی ہے پس اگر عمدہ اسٹامبری کی قسمیں ہندوستان میں رواج پکڑیں تو یہ کمی مقدار کی عام شکایت جاتی رہے لفٹنٹ پاگسن (Lt. T. J. Pagson) ہدایت فرماتے ہیں کہ شاید یقین اگر اقسام ذیل کی اسٹامبری کو رواج دیں تو اعلیٰ درجہ کے انشا پیدا ہو سکتے ہیں۔

نمبر اول اسٹامبری موسوم بہ بریڈ لیٹر امیٹور (Bradley's Amateur) ہے۔ خلاصہ تحریر لفٹنٹ صاحب موصوف اس اسٹامبری کے مادے میں یہ ہے کہ اسکا درخت صبح المزاج قوی مضبوط اور کثیر الاثمار ہوتا ہے پہلوں کے گٹھے اور خود پہل بھی بڑے ہوتے ہیں اور پتوں سے باہر نمایاں رہتے ہیں۔ پہلو نکا

رنگ نہایت سبز مطبوع اور غیر نہایت بستہ اور شیرہ دار اور ذائقہ نہایت مطبوع ہوتا ہے۔ اس اسٹابری کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ پختہ ہونیکے بعد بھی اگر اسکا پہل درخت میں چھوڑ دیا جائے تو بہت روزوں تک خراب نہیں ہوتا ہے بلکہ اگر ہوا بار و نہین ہوتی ہے تو ذائقہ اسکا اور بھی ترقی کر جاتا ہے۔ اس اسٹابری کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اسکا درخت قوی اور مضبوط ہونیکے باعث سے چند فصلوں تک باروری میں کوتاہی نہیں کرتا ہے یعنی وہی درخت چند فصلوں تک پہل دیا کرتا ہے ظاہر ہے کہ معمولی اقسام کی اسٹابری کا یہ طور نہیں ہے بلاشبہ یہ سب اوصاف ایسے ہیں کہ جبکہ باعث اسٹابری کی یہ قسم بہت کچھ قابل توجہ ہے اور ضرور ہے کہ حضرات اہل شوق اسکے رواج دینے میں سعی و مبالغہ کو راہ دیں۔

نمبر دوم اسٹابری موسوم بہ ٹرائینس رائلٹی (Trautman's Royalty) ہے۔ یہ قسم بھی لذیذ خوش ذائقہ پہل پیدا کرتی ہے اور اسکا درخت بھی بہت قوی اور مضبوط ہوتا ہے +

نمبر سوم اسٹابری موسوم بہ براؤنس ونڈر (Brown's Wonder) ہے۔ اسٹابری کی یہ قسم تجارت کے واسطے موضوع ہے اسکا پہل بڑا خوش ساخت اور خوش مزہ ہوتا ہے۔ ہر جگہ ہیں اس قسم کو بار و رہونیکی صلاحیت حاصل ہے اور اگر زمین میں کھاد اچھی طور سے دیا جائے تو اسکی باروری توقع سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔

اقسام بالا کے علاوہ اقسام ذیل بھی قابل توجہ ہیں۔ ارباب شوق انکے رواج دینے میں حتی الامکان نا تو بھی کوراہ ندین۔

فہرست اقسام اسٹابری توجہ طلب

نمبر شمار	نام بحرف فارسی	نام بحرف انگریزی
۱	برٹش کوتین	British Queen
۲	پرٹش آف ویلز	Prince of Wales
۳	پرنس رائل	Princess Royal
۴	بلیک پرنس	Black Prince
۵	نیوٹن سیڈلنگ	Newton Seedling
۶	کارولینا سوپر با	Carolina Superbae
۷	کینس سیڈلنگ	Keen's Seedling
۸	پریسیڈنٹ	President
۹	پریمیر	Premier
۱۰	الپائن اسٹرابری	Alpine Strawberry
۱۱	آسٹرین اسکارٹ	Austrian scarlet
۱۲	روزبری	Rose berry
۱۳	اسکاچ اسکارٹ	Scotch scarlet
۱۵	ابرڈین سیڈلنگ	Aberdeen Seedling
۱۶	گروانڈ اسکارٹ	Downlands } arrowend } scarlet

ہندوستان کے اکثر حصے عام اس سے کہ کوئی ہون یا میدانی پیداوار اسٹرابری کا عمدہ صلاحیت رکھتی ہیں ہر چند یہ درخت غیر ملکوں سے ہندوستان میں آیا ہے مگر اب اسکا شمار ہندی درختوں میں بخوبی ہو سکتا ہے صلاحیت پیداوار اسکی عیان ہے کہ لکھنؤ و مہارنپور و بعض دیگر اضلاع مالک مغربی و شمالی پنجاب میں

اسکی زراعت بڑی کامیابی کے ساتھ ہوتی ہے۔ شعلہ کے اطراف میں تو اس کثرت سے اسکا رواج ہے کہ بیشتر زمینداران کو ہی سہے درخت کو س شعلہ کے اندر بہت سے اپنے عہد کو بیون کر اسٹامبری ہی کی کاشت کیواسطے مخصوص کر رکھا ہے اور اس ذریعہ سے نہایت سیل کثیر النفع پیدا کر سکتے ہیں۔ پھر سنہ اور دانا پور کے اطراف میں بھی اسٹامبری پیدا ہوتی ہے۔ اسے طرح اکثر جگہوں میں بہان اہل یورپ عیشم ہوتے ہیں کہ نہ کچھ اس پہل کے پیدا کرنے کی طرف خود یا اونکے باعث سونڈی باجنا این ایف اسٹامبران تو جہ کز ہتہ ہیں۔ کلائے میں ہر سڈ اسٹامبری بارور ہوتی ہے مگر شاید نامواققت آبی و ہوا سے سبب مراد ذائقہ نہیں پیدا کرتی ہے مگر حیدر آباد و اطراف حیدر آباد بلکہ تمام دکن کو اس پہل کے عمدہ طور پر پیکر نیکی صلاحیت معلوم ہوتی چنانچہ موافق سنہ جو اس میوے کو بمقام حیدر آباد ذائقہ کیا تھا اس سے عمدگی صلاحیت زمین عبادت مٹی مگر نقصان عام جو تمام مقامات کے پیداوار اسٹامبری کو لاحق ہے وہ یہی ہے کہ عمدہ نسل کی اسٹامبریوں نے کہیں کسادہ پیشانی کے ساتھ رواج نہیں پایا ہے ورنہ ہندوستان کی اسٹامبران انگلستان کی اسٹامبریوں سے بخوبی مقابلہ کر سکتیں۔

ہندوستان کے میدانی حصوں میں اسٹامبری کی کاشت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے زمین مناسب اسٹامبری کے تختہ باکیت کے واسطے تجویز کرنا چاہئے زمین شامبری کے واسطے ایسی درکار ہے کہ جہین نیشر کی کاشت کامیابی کے ساتھ انجام پاسکتی ہو زمین کیوال یا کیوال آمیز بالو یا دوس اس درخت کو بارور کر نیکی صلاحیت رکھتی ہے خیر زمین تجویز کر کے اس بات کو بھی مگر لینا چاہئے کہ زمین مجوزہ میں آفتاب کی پوری حرارت اور روشنی طبعی طور سے پہنچتی ہی نہیں بعد اسکے زمین مجوزہ کو پہلی خوب پھوٹی سی کہو دوانا چاہئے۔

اختتام ماہ ستمبر کے قبل لازم ہے کہ زمین کہو دی جا چکے اور درختوں کے درمیان
 دریاں تیار کی جا چکیں کہ واسطے کہ ابتدا سے اکتوبر میں اسٹامبری کے درختوں کو نصب
 کرنا ہو گا زمین کو خوب کہو کر اور گھاس وغیرہ سے خوب پاک کر کے دریاں
 اسطوریہ سے کہو دی جائیں کہ ہر دری ایک دوسرے سے سو فٹ کے فاصلہ پر
 واقع ہو اور دریوں کی ہر قطار کے درمیان میں بھی اسی قدر فاصلہ حاصل رہے
 ہر دو قطار کے بعد ایک پتلی سی بلند روشنی بنانی چاہئے تاکہ درختوں تک پہنچنے پر
 بانجھان کو آسانی ہو ہر دری کو عمق چھ انچ اور قطر ۹ انچ ہونا چاہئے۔ گاجیان
 بٹھلانیکے قبل ہر دری میں برگ بوسیدہ گوبر بوسیدہ نرم زرخیز مٹی و گوبر گوبر
 بوسیدہ اور غ خاصے کا گوبر بوسیدہ ڈالنا چاہئے اگر سب اشیاء بالا موجود
 نہ ہوں تو تین جزو بھی انہیں سے کہا د کا کام بخوبی دے سکیں گے۔ درخت نصب کرنے کے
 بعد درختوں کو پانی سے سیرابی چاہئے۔ اور بعد اسکے جب حاجت معلوم ہو سیرابی میں
 کمی نہیں کرنا چاہئے۔ بعض اوقات ہر روز پانی کی حاجت معلوم ہوگی۔ بلکہ حقیقت
 یہ ہے کہ اسٹامبری کو روزانہ سیرابی کی ضرورت ابتداً عمر سے باروری کے
 زمانہ تک لاجی رہتی ہے اور پھر گرمیوں کے دنوں میں اگر کثرت سے سیراب نہ کیا جائے
 تو اس کا ضائع ہو جانا امر یقینی ہے۔ البتہ بارش کے زمانوں میں اسے دیگر اشیا
 و تخم کے مانند سیرابی کی حاجت نہیں ہوتی ہے مگر کثرت بارش اس کو ضرر بھی نہیں
 کرتی ہے بشرطیکہ اسکے درخت ایسی جگہ نہ ہوں جو پانی سے بالکل ڈوب جاتی ہو۔
 بالخصوص نصب کئے جانیکے بعد تھوڑی ہی عرصہ میں اسٹامبری کے درخت کامل طور سے
 جڑ پکڑ لیتے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ ایسی جڑ والی شاخیں پہنکنا شروع کرتے ہیں
 جنکو علوہ کے جانے پر آسانی کے ساتھ خود درخت ہو جانیکے صلاحیت حاصل رہتی
 ہے۔ بعض محققین کی رائے ان شاخوں کی نسبت یہ ہے کہ ان شاخوں کو دو کرنا

درختان نصب شدہ کو مفید ہوتا ہے مگر بعض تجربہ کار یہ کہتے ہیں کہ ایسا کرنے سے اوہ بھی درختان نصب شدہ کی شاخ اور پتوں کو بالیدگی ہوتی ہے جسکے باعث درختوں میں پہل کم لگتے ہیں مگر چونکہ زیادہ تجربہ کاروں کو رائے اول کے ساتھ اتفاق اسلئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ کارروائی یہ پابندی رائے اول عمل میں آیا کرے۔ بہ اطلاع موصوف دونوں شکلوں میں کبھی اسٹامبری کے درخت بارور ہوئے ہیں اور کبھی صرف پھول لاکر اور کبھی صرف کثرت سے پتے نکال کر رہ گئے ہیں جب حال یہ ہے تو دو ٹوک رائے دینی دشوار معلوم ہوتی ہے واقعی یہ ہے کہ ابھی تک درختان اسٹامبری کے کم پہل دینے یا غیر مثمر ہو جانیکے وجہین تحقیق میں نہیں آئی ہیں کلکتہ اور اطراف کلکتہ میں اسٹامبری کے تختے کے تختے بیشتر پھول اور کبھی مجرد اور اوراق کثیرہ کے سوا ایک دانہ پہل بھی نہیں لاتے ہیں یہ مصیبت اور اضلاع ہندوستان میں بھی اسٹامبری کی کاشتکاروں کو نصیب ہوتی ہے مگر نہ اس کثرت سے جیسا کہ کاشتکاران کلکتہ پر نازل ہوا کرتی ہے بہر حال ماہ فروری تک اسٹامبری کے درختان نصب شدہ بالیدہ ہو کر پھول لانیکے قابل ہو جاتے ہیں اور انکے پہل آخر مارچ سے مصرف میں آنے لگتے ہیں۔

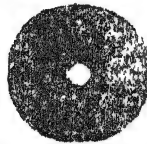
واضح ہو کہ اسٹامبری بونیکا عام طریقہ یہ ہے کہ اوسکے تختہ کو آلو یا شلجم یا مولی کے تختہ کی طرح سلسلہ موج کے طور پر فرائز و نشیب کے ساتھ تیار کر کے ہر فرائز لین پر اسکے درخت نصب کرتے ہیں لیکن جس بلندی پر عموماً لگاتے ہیں وہ بلندی ایسی نہیں ہوتی کہ سیرابی کافی کے وقت درخت ہر پتوں اور پھول اور پھل کی چھلکی آلودگی سے بچاسکے پس آلودگی کی مضر تون سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر درخت کے لئے مٹی کی ایک افزودنی بمثل ذیل نواسخ بادشس اسخ بلند تیار کیجیے اور اس افزودنی پر درخت لگایا جائے۔

درخت

صورت افزونی



چونکہ اکثر حالت سیرابی میں پھول اور پہل دونوں کچڑ سے آلودہ ہو جاتے ہیں اور اس آلودگی سے دونوں کو ضرر و تریب ہوتا ہے پس اس طریقہ کے اختیار کرنے سے پھول اور پہل دونوں صفت سے بچینگے اور بھی درختوں کی سیرابی میں کسی طرح خلل واقع نہ ہو گا کس واسطے کہ درخت جڑوں کے وسیلے سے پانی جذب کر کے سیراب ہو جائے گا لیکن بارش کے پانی سے جو کچڑ پیدا ہوگی اسکی آلودگی سے بچنے کو یہ ترکیب کافی نہ ہوگی اسکے واسطے کھارون سے مسطح گول سفال ٹوانچ قطر میں اور جسکے درمیان میں ایک گول سوراخ دیا سو اُدواچ قطر میں ہو بنوئی جائے۔
سفال کی شکل بطر ذیل ہونی چاہئے۔



شکل سفال

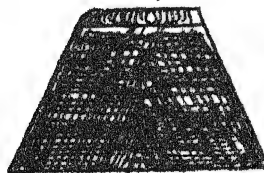
اس سفال کے سوراخ سے استابری کے درخت کو پار کر کے سطح افزونی پر اس سفال کو بٹھلا دینا چاہئے اس سفال کا سوراخ درخت استابری کے داخل ہونیکو کافی ہوتا ہے پتوں کو سہیٹنے سے درخت اس سوراخ میں در آتا ہے اور اگر کچھ صدمہ بھی درخت کو پہنچتا ہے تو تھوڑے عرصہ میں زایل ہو کر درخت اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے اس ترکیب کے ذریعہ سے بارش کی کچھسہری آلودگی سے بھی پھول اور پہل محفوظ رہتے ہیں اور محاصل میں نقصان کی عوض ترقی کی بڑی صورت بھی پیدا ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ اس ترکیب کے موجب بقول لفٹنٹ پاگسن (Lt. Pagson) کرنیل فارنگٹن (Colonel Farrington) صاحب مین جو شہر میرٹھ میں توجائی کی افسر تھے بلاشبہ اس ایجاد سے کرنیل موصوف کا بڑا احسان ارباب شوق پر رہ گیا بلکہ اعتراف احسان کے خیال سے اگر اسٹابری کا نام پلیٹ بری (Plate) (Lam V) کے ساتھ تبدیل کر دیا جائے تو بموقع نہ ہوگا کس واسطے کہ یہ نام یعنی اسٹابری ڈوڈبری (Wood berry) کا تبدیل ہو اور جو ڈوڈبری کو اسٹابری کے ساتھ تبدیل کو جانیکے کو واقع ہوئی تھی وہی جو اسٹابری کو پلیٹ بری کے ساتھ تبدیل کر دینے کیلئے حاصل ہے نظر تصریح بالا اس جگہ پر یہ بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسٹابری کو مہمانی مین ڈوڈبری کہتے تھے اور بعد ازاں اسٹابری (Straw berry) کہنے لگے پہلے تسمیہ کی وجہ سے سولف کو بخوبی اطلاع نہیں ہے ظاہر اوڈبری لفظ ووڈ (Wood) جس کے معنی چٹل ہیں اور لفظ بری (Berry) سے جس کے معنی میوہ فرد مقدار ہیں مرکب ہو۔ چونکہ تقریباً غالب یہ میوہ کھجی چٹل سے لایا گیا تھا اس واسطے اہل فرنگ اسے ڈوڈبری کہنے لگے تھے مگر اسکی اسٹابری موسوم ہو جانیکے یہ شکل ہوئی کہ ایک بار کثرت باران سے اسٹابری کے درخت انگلستان میں صدیہ عظیم ہو چکا تھا بعد اس آفت سماوی کے باغبانان انگریزی اسکے درختوں کے نیچے اسکے پھول اور پھل کو کچھ کی آلودگی اور مصرت سے بچانے کے لئے لکڑی کا پتھان بچانے لگے لکڑی کا پتھان انگریزی اسٹرا (Straw) کہتے ہیں پس اس ترکیب کے اختیار کرنے کے بعد سے بجائے ڈوڈبری کے اہل فرنگ اس درخت کو اسٹابری (Straw berry) کہنے لگے (جو زبان اہل ہند لفظ اسٹابری صرف ہے) اب چونکہ کرنیل فارنگٹن نے خس اور بیال سے یہی ایک سترے سے سوال کو ایجاد کر کے بجائے لکڑی کا پتھان استعمال کرنا شروع کیا

اور سفال کو انگریزی مین پلیٹ (Plate) کہتے ہیں اگر اب اسٹاربری کی جگہ اسے پلیٹ بری (Platency) کہیں تو یہ نام زیادہ مناسب ہوگا کسوٹے کہ یہ نام احسان کرنیل موصوف کے ذریعہ اعتراف ہونیکے علاوہ ایک جدید اور بکار آمد طریقہ استحفاظ کی یاد دہی کا باعث مٹھو ہے۔

جب پہل اسٹاربری مین لگین تو اونکی نگاہداشت کامل طور سے کیجاے ورنہ حسرت کے سوا کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوگا۔ اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اقسام طبع اس پہل کے نہایت شایق مین اور انکی جماعت کی جماعت اسٹاربری کے تختوں پر حملہ آور ہوتی ہے نگہبانوں کے شور و فساد سے طہور بہاگ تو جاتے مین مگر ذرا ہی غافل پاتے مین تو پھر غارتگری کو آپہونچتے مین یوں تو طوطے کوئی سینے ابلقی مہول مہولکے وغیرہ وغیرہ اس پہل پر جان دیتے ہی مین مگر ماریل ہی جو زمین پر مٹھو تاکم چرائی کرتا ہے اس میوے کے اشتیاق مین اوپنے اوپنے درختوں کو چوڑ کر زمین پر اترتا ہے۔ چنانچہ خود مولف نے چند ماریلوں کو اس غارتگری کی حالت مین شکار کیا ہے پس یہ نظر استحفاظ انما لازم ہے کہ ہر درخت پر بانس یا کسی اور شے کی ٹاپیان چڑھائی جائیں ٹاپیوں کی شکل بطور ذیل ہوتی ہے اور دوم کی قوم جسے بانس پھوڑ کہتے مین ان ٹاپیوں کو تیار کرتی ہے۔

ٹاپی



علاوہ ان ٹاپیوں کے جب قدر جالوں کے ذریعہ سے استحفاظ ممکن ہو عمل مین لانا چاہئے اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اسٹاربری ایک گران قیمت میوہ ہے۔ محاصل کے حساب سے بھی کثیر المنافع ہے۔ اسکی پرورش اور استحفاظ مین

ارباب شوق اور لٹریچر خاص تجارت پیشہ کو کی طرح پس پانہیں ہونا چاہئے۔
 اسٹابری کے درخت تخم سے تیار کئے جاسکتے ہیں چنانچہ فرمنبر صاحب لکھتے ہیں کہ
 ہم نے الپا بن اسٹابری (*Alpine Straw berry*) کے درخت تخم سے تیار کئے تھے
 اور یہ نئی درخت بہت قوی اور خوب شہر نکلتے تھے لیکن اگر تخم سے تیار کرنا تردد و طلب
 معلوم ہو تو بہتر ہے کہ لاہور و سہارن پور ڈسٹرکٹس و اناپورہ و کاکتہ وغیرہ سے ارباب
 شوق اسکے پھوٹے درخت منگو اگر بطریقہ مذکورہ بالا اسٹابری کے نئے تیار کر لیں ایک بار
 تنگانے کے بعد پھر نئی خریداری کی حاجت نہ ہوگی جب یہ نئی درخت دو تین مہینے کو
 ہو جائیں گے تب ان درختوں سے نئی جڑ والی شاخیں نکلیں گی ان شاخوں کو جا بے
 محفوظ بن رکھ کر ان سے نئے درخت تیار کر لینا کوئی دشوار کام نہ ہوگا ہر سال بڑے سالے
 درختوں کو ضائع کر کے نئے درخت نصب کرنا چاہئے اور سرفہ سے تختہ یا کہیستی
 تیار کرنا زیادہ مناسب ہوگا لیکن اگر اسٹابری کی کوئی ایسی قسم ہے جو چند فصلوں
 یکساں بارور ہو سکتی ہے مثلاً اسٹابری موسوم بہ بریڈلینز آمیلٹر (*Bradley's*
Leaves Ameltern) تو ایسے درختوں کو اکٹھا کر کے درختوں کے ٹانگی کوئی حاجت
 نہوگی البتہ تقویت و تغذیہ درختان کے خیال سے کہا دہر درخت کی جڑ میں دینا ضرور ہوگا
 اور وہی سب کارروائیاں درکار ہونگی جو اسٹابری کی زراعت کے واسطے اس
 رسالے میں درج ہوئی گئی ہیں۔

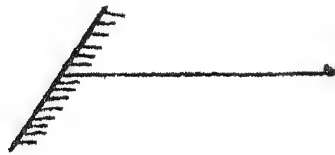
واضح ہو کہ باغبانان انگریزی ملک انگلستان میں بہ تقاضاے ملک و دیار اپنے
 خاص طور پر اسٹابری پیدا کرتے ہیں۔ ہندوستان میں انگریزی قواعد کی
 پابندی کے ساتھ خود اہل فرنگ بھی اسٹابری کی زراعت نہیں کرتے ہیں۔
 بدانت مولف انگریزی طریقہ کی پابندی کچھ دشوار بھی ہے اور بقرعہ غالب ملک
 ہندوستان کے حسب حال بھی نہیں ہے۔ چنانچہ مجھ سے ایک صاحب ولایتی

فرماتے ہیں کہ ہم نے اسٹامبری کو بقاعدہ انگریزی ملک ہندوستان میں پروردہ
اور بار بار کرنا چاہا تھا مگر ہم بالکل اپنی کوششوں میں ناکامیاب ہوئے۔ بہر حال مجھ
بہادر اطلاع دینے والے یقیناً اہل فرنگ کے طور پر اسٹامبری کے واسطے زمین تیار کرنے کی
طریقہ کو اس مقام پر حوالہ تسلیم کرنا چندان نامربوط نہ ہوگا خاص کر اوس حالت میں
کہ بقیہ اس نصف ہندوستان کے کوئی مقاموں میں اگر اس طریقہ کی آزمائش کی جائے
تو کیا عجب ہے کہ کامیابی کی صورت پیدا ہو اور اگر شاہین ہندوستان کے میدانی
حصوں میں بھی اسٹامبرا ایک بار انگریزی طریقے پر تھوڑا کمیت اسٹامبری کے واسطے
تیار کریں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کمیت تیار کرنے کے انگریزی طریقے چند معلوم
ہوئے ہیں مگر مولف اوسیکو درج کتاب مذکور ہے جسے مسٹر جیمز کٹ ہل
(Mr James Catwell) نے اپنے اسٹامبری کے رسالے میں ذکر کیا ہے۔
اونکی تحریر کا خلاصہ مندرج ذیل ہوتا ہے۔

جو زمین اسٹامبری کے واسطے تجویز کی جائے لازم ہے کہ اول وہ پھوڑے سے تین
یا چار بالشت کہو دی جائے کہو دی جائے بعد پھر اسے پاتوں سے اس قدر پال کرنا
چاہئے کہ اوس زمین کی مٹی نہایت بستہ ہو جائے بعد ازاں تمام اراضی کو خوب
گھوڑے کی لید سے چھپانا چاہئے اسکے بعد پھر زمین کو سر نو سے کہو دنا چاہئے تاکہ
کہا مذکور زمین کے اندر داخل ہو کر جزو زمین ہو جائے بعد ازاں پھر تمام اراضی پائمال
کر کے بستہ کر ڈالنا چاہئے جب زمین اس طور سے مستحکم ہو جائے تب اسٹامبری کے
درخت نصب کرنا چاہئے اسکے بعد سالہا سال زمین کے کہو دنے کی حاجت
نہیں ہوگی صرف ہر سال فروری میں سطح زمین پر کہا د کا ڈالنا کافی ہوگا۔ اس
التزام سے سال بسال کہا د نہ بہتہ جتنی جائیگی اور زمین کی قوت پیداوار ترقی کرتی جائے گی
جیمز کٹ ہل کہتے ہیں کہ طریقہ بالائی پابندی سے اسٹامبرا ان از قسم ٹیک پرنس

(Black Prince) وپرنس آف ویس (Prince of Wales) دی پرنس رابن (The Princess Royal) سالہا سال سے علی الاصل بار و رہوئی پٹیا آئی میں حضرات اہل شوق جو ان اقسام اسٹامبری کو ہندوستان میں رواج دینا چاہیں بہ نظر امتحان اس طریقے کو بھی اختیار کر کے دیکھیں کیا عجیب ہے کہ کامیابی نصیب ہو ورنہ مروج طریقہ جو ہندوستان کا ہے اور جکا مذکور سابق میں آچکا ہے ایک امر اختیار ہی ہے جب چاہیں اوسپر کار بند ہو سکتے ہیں۔ محقق موصوفہ یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ زمین کے پائمال کر نیکی زیادہ حاجت اوس حالت میں ہوتی ہے جب زمین نرم اور بالو آمیز ہوتی ہے اگر ایسی زمین خوب پائمال نہیں کیجائے اور کسی وجہ سے پہلکی رہ جائے تو اسٹامبری کبھی بار و رہ نہیں ہوتی ہے بلکہ لازم یہ ہے کہ درخت نصب کر نیکی بعد بھی اطراف درخت نصب شدہ کی زمین بارشانی پائمال کیجائے کیوال زمین کو اسقدر پائمالی کی حاجت نہیں ہوتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اوکو اجزا خود اتصال پذیر ہوتی ہیں مختصر یہ ہے کہ پائمالی کی ضرورت تقاضا سے زمین پر منحصر ہے یعنی جب قدر زمین کے اجزا زیادہ اتصال پذیر ہوتی ہیں اوسیقہ کم پائمالی کی حاجت ہوتی ہے اور جب قدر کم اتصال پذیر ہوتے ہیں اوسیقہ پائمالی درکار ہوتی ہے۔ لفظ ہندوستان کے کوہی حصوں میں اسٹامبری بونے کی یون ہدایت کرتے ہیں کہ اسٹامبری ماہ مارچ یا ماہ ستمبر میں نصب کیجائے اسکے واسطے زمین زرخیز چکنی کیوال درکار ہے اور زمین کو دھڑھمق میں کہو ونا چاہئے جولائی کی تیار کردہ گاجیان اور زمانے کی گاجیوں پر مچھ ہوتی ہیں ان گاجیوں کو ایسا نصب کرنا چاہئے کہ تمام گاجیوں کی باریک جڑیں تہ زمین ہو جاویں بہت لوگوں کا یہ معمول ہے کہ اسٹامبری کی کہیت کو سالہا سال تک نہیں کہو وٹے ہیں اور اونکے کہیت کی طرح پر محاصل دینو چاہتے ہیں مگر بہترین طریقہ یہ ہے کہ تین سال پر کہیت کہو ونا جائے۔ یہ وسطی حالت خود

ہوتی ہے نہ اس میں بالکل چٹم پوشی ہے اور نہ اس میں ہر سال بلا ضرورت کی
کاوشیں متصور رہے جب کہیت بوضع بالاتیار ہو جائے تب ہر سال محبت و سطح
زمین پر یعنی جتنی کہ سرفرو سے کہیت کے کہو دے کی حاجت لاتی ہو کہا دڑا
مناسب ہو گا۔ کہا دو حصہ زرخیز کیوال مٹی اور ایک حصہ گھوڑے کی لپ
یا گوبر بوسیدہ وغیرہ سے مرکب ہو۔ کہا دڑا لے کا زمانہ ایام سرما ہے
اس ایام میں کہا دڑا لے سے درختوں کی حفاظت ہوتی ہے اور نئی سویریں
نکلنے میں نئی سویروں کی نکلنے کا مقام اسفل کے پتے کی ڈالیوں کے نیچے ہے۔ ماہ
مارچ میں تمام پڑانے پتوں کو کاٹ ڈالنا چاہئے سو آون پتوں کے جو وسط میں واقع ہوتی
ہیں اسی زمانے میں کہیتوں کو کشیف چیزوں سے سیرمی دندانہ دار آلہ بہ شکل ذیل
کے ذریعہ سے صاف کر ڈالنا چاہئے۔



پہلوں کے پچنے کے قبل درختوں کے نیچے کاٹنا خاص یا پال پھا دینا چاہئے تاکہ
کچھ کی آلودگی اور مضریت سے پہل محفوظ رہیں۔

واضح ہو کہ شملہ میں اسٹابری کی کاشت جیسا کہ سابق میں بیان ہوا خوب ہوتی
اور وہاں کے مالی اسٹابری بونیکے قواعد سے خوب واقفیت رکھتے ہیں مگر ان مقامات
کو ہی میں ابھی تک اسٹابری کی زراعت نے خوب رواج نہیں پایا ہے۔ امید
کی جاتی ہے کہ لفٹنٹ پاگسن کی تحریر کا خلاصہ جو بالا میں حوالہ قلم ہوا ان کو بھی منکر
ارباب شوق کو بکار آمد ہو گا۔

Leran berry

(Berry) کرین بری (Crane)

اس درخت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کرین (Crane) بزبان انگریزی قلیق یا قزقری کو کہتے ہیں چونکہ اس درخت کی شاخیں اس جانور کے پاتوں کے مانند ہوتی ہیں اس واسطے اس درخت کو کرین بری کہتے ہیں یہ درخت چوٹا سرخ رنگ کا ترش پھل پیدا کرتا ہے اس درخت کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک کا وطن انگلستان اور اسکاٹ لینڈ ہے۔ چنانچہ خود رو اور صحرائی درختوں کی طرح یہ بہ کثرت دیکھا جاتا ہے دوسری قسم کا وطن امریکا ہے اس قسم کا درخت قسم اول کے اعتبار سے بڑا اور اسکا پھل بھی زیادہ دراز اور مقداراً بزرگ ہوتا ہے دونوں قسموں کے پھل مرٹے یا باد چچانے کے کام کے ہوتے ہیں ہندوستان کے کوہی مقاموں میں کرین بری کو بالیدہ ہونیکلی صلاحیت معلوم ہوتی مگر اب تک کسی نے اسکی آزمائش نہیں کی ہے۔

پلنے وطن میں کرین بری کے درخت لب جو خوب بالیدہ ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے واسطے زمین کثیر الرطوبت درکار ہے

+ *Water chest nut*
Waters

سنگھاڑا

بنگالہ اور بہار میں کثیر الوہود ہے تالابوں میں ہوا کرتا ہے پانی سے باہر زندہ نہیں رہ سکتا ہے اسکی جڑ زمین سے لگی رہتی ہے اور شاخیں جو بیل والی ہوتی ہیں سطح آب پر تیرتے رہتے ہیں قوت نامیہ سنگھاڑے میں بہت ہوتی ہے بوئے جائیکے بعد تھوڑے عرصہ میں تالاب کے تالاب کو اپنی شاخوں اور پتوں سے چھپا لیتا ہے اسکاڑہ میں اسکی درخت لضب کئے جاتے ہیں اور آسن تک اسکے پھل تیار ہو جاتے ہیں اسکے پھول سفید ہوتے ہیں اور شام کے قریب ٹگفتہ ہوتے ہیں

پہل مثلث شکل گندہ پوست خاردار سہ گوشہ ہوتا ہے پہل کی رنگت زیادہ تر سیاہی
مائل ہوتی ہے پوست کے علیحدہ کرنے کے بعد مغز بھی مثلث شکل نکلتا ہے اس مغز کو یا
بحالت خام یا جوشاندہ کر کے یا گھی میں بریان کر کے کھاتے ہیں اکثر اشخاص منہ پر
اس کا مغز بطورع ہوتا ہے مگر اہل انگلستان کو مطابق پسند نہیں آتا کرنیل سلیمن
(Colonel Sleeman) جبکہ نام نامی سے اہل کھنوخوب واقف ہونگے لکھتے
ہیں کہ جس تالاب میں سینگھاڑا بویا جاتا ہے وہ تالاب تھوڑے عرصہ میں خراب ہو جاتا ہے
اور اسکی وجہ یہ ہے کہ سینگھاڑا اکثر سے کیچڑ پیدا کرتا ہے جس سے تالاب جلد
بھرجا یا کرتا ہے۔

صوبہ بہار میں اکثر پاسی کی قوم سینگھاڑا ہوتی ہے اور اسکے پہل فروخت کرتی ہے۔
زمیندار تالابوں کو اس قوم کے ساتھ سینگھاڑا بونیکے واسطے بندوبست کر دیتے
ہیں یہ قوم اس پہل کا پیدا کرنا خوب جانتی ہے لگانے کے وقت سے تا زمانہ
مترگیری اسکا بونے والا سینگھاڑے کے درختوں کی پوری خبر گیری کرتا ہے
تالاب میں داخل ہو کر ہر شاخ اور برگ سے کیڑی نکالتا ہے بیشتر تالابوں میں
جسمین سینگھاڑا بویا جاتا ہے پانی عمیق ہوتا ہے پس اسکا نگران حال دو گھنٹوں
گھوڑے پر سوار ہو کر سارے تالاب میں پھر پھر کر ہر برگ و شاخ کی حالت کو معائنہ
کرتا ہے۔

سینگھاڑا ایسے پانی میں بویا جاتا ہے جو کسی فصل میں خشک نہیں ہوتا ہے یا پھر
نہ ضرور رہتا ہے کہ اسکی حاجتوں کو کافی ہوتا ہے لیکن ہر حال میں اسو آب بستہ
درکار ہے یہ ان پانی میں نہیں آگتا۔ سینگھاڑے کی گاجیان اسکے بیلون سے پیدا
ہوتی ہیں اور اور درختوں کی گاجیان کے مانند فروخت بھی ہوتی ہیں۔

Latus

کنول گٹا

یہ بھی سنگھانٹے کے مثل تالاب اور آب بستہ میں آگتا ہے اسکا پھول نہایت خوبصورت ہوتا ہے ہندی شاعروں نے اسکو کبھی تشبیہ اور کبھی استعارہ میں صرف کیا ہے اور تقریباً غالب ہر ہندی وطن گنوار سے گنوار ہی اسکے پیارے نام سے واقف ہے ایام گرما اور برشکال میں بہہ درخت آبی رنگ کی پھول لانا اور ابتدا سے سرمایہ میں اسکے تخم جو باد کا کیطرح مغز رکھتے ہیں بچتے ہوئے لگتے ہیں بنگالہ اور بعض اضلاع صوبہ بہار اور بھی اکثر مقامات ہندوستان و جزیرہ سنگلدیپ میں اسکے درخت تالاب یا آبستان میں دیکھے جاتے ہیں اسکے تخم کے مغز خوش مزہ ہوتے ہیں اور بادام کے طور پر صرف بن آتے ہیں۔

Hilbert

فلبرٹ

مسٹر فریجھاک کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ فلبرٹ اور نہ ہیزل نٹ (*Hazel Nut*) کی کوئی قسم ہندوستان میں دیکھی جاتی ہے اس درخت کو ہندوستان میں پروردہ کرنے کی کوششیں بہت عمل میں آئیں مگر ایسا کبھی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ جزیرہ مارشس (*Mauritius*) میں گارڈن تیار بھی ہوا تو بار بار وہیں سکا لفتنٹ پاگسن (*Field Pogson*) بھی اپنی تصنیف میں اسی تحقیق کا اعادہ کرتے ہیں۔

اس درخت کا پھل بیضاوی شکل مغز دار ہوتا ہے یہی مغز انسان کے مصرف میں آتا ہے اسکا مغز قابل غذا پز روغن اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ فلبرٹ کا درخت اسکے تخم سے پیدا ہوتا ہے یہ درخت اقسام بخم سے ہے۔

Earth nut

۱۰۰۰۰۰۰۰

چینی بادام

۱۰۰۰۰۰۰۰

اقسام خاشاک سے ہے اسکا وطن امریکہ جنوبی ہے مگر اب تمام ہندوستان میں شائع ہو گیا ہے اور اکثر اشخاص ہندی اس سے بخوبی واقف ہیں۔

چینی بادام کا پہل زیتون سے زیادہ کڑوا اور پہل کی شکل لانی میٹر کی پھلیوں کی طرح ہوتی ہے اور ہر پہل میں دو تین دانے ہوتے ہیں اور یہی دانے مغز بادام کے طور پر استعمال میں آتے ہیں یہ دانے بحالت خام بھی کھائے جاتے ہیں مگر بران کئے جانے پر زیادہ خوش مرہ ہو جاتے ہیں ذائقہ کے اعتبار سے ان انونین بادام و پستہ و آخوٹ و لایتی کے مقابلہ میں کم مزہ ہوتا ہے مگر براے خود ہر شے خوردنی ہے اور جہاں بادام و پستہ موجود نہ ہو چینی بادام ہی غنیمت ہے۔

چینی بادام کی زراعت قابل توجہ ہے خاص کر ایسی حالت میں کہ اسکو تمام ہندوستان میں بارور ہونیکلی صلاحیت حاصل ہے۔ چینی بادام ماہ جون میں بول لگاتا ہے اور جنوری میں اسکا پہل پختہ ہو جاتا ہے اسوقت میں اسکے پھلون کو زمین کھود کر نکالنا چاہئے۔

جب زمین سے پہلیاں نکالی جا چکیں تو پڑائے درخون کو کھود کر دفع کرنا چاہئے۔

اور سرنو سے کوئی نئی زمین میں سال آئندہ کی پیداوار کے لئے تخم ریزی کرنی چاہئے تخم ریزی کے قبل زمین کو خوب کھود کر تیار کر لینا ضروریات سے ہے۔ لازم ہے

کہ پہلے زمین خوب کھودی اور سطح کجائے تب ایک فٹ کے فاصلے پر ایک دوسرے

تخم نصب کئے جائیں۔ ضرورت کے حساب سے سیرابی درکار ہے۔ چینی بادام کی

کاشت کے لئے نرم پہلی اور بالو آمیز زمین درکار ہوگی وال میں اسکو بونا ہی مفول ہو۔

پہلیاں لینے کے بعد پڑائے درخت جب زمین سے اوکھاڑے جائیں تو لازم ہے

کہ وہ زمین خوب کھودی اور جوتی جائے تاکہ پڑائے درخت کی تمام جڑیں کندہ ہو جائیں

ورنہ اگر کچھ بھی جڑوں کا لگاؤ رہے گا تو پھر چینی بادام کے درخت خود رُو طور پر پیدا ہو جائیگا

اور زمین بیکار کی بیکار بجائیں گی۔ کوشش تبلیغ کے بغیر چرائے درختوں کی جڑوں کا استعمال
ناممکن ہے حالت یہ ہوتی ہے کہ جس زمین میں ایک بار چینی با دھام کے درخت نصب
ہو جاتے ہیں تو پھر بقیہ زمین کی اون کا استعمال دشوار ہو جاتا ہے۔

Sugar cane

نیشکر

اسکی بہت قسمیں ہیں بعض قسمیں ایسی ہوتی ہیں کہ صرف شکر گڑ چینی وغیرہ چیزیں اون سے
کیجاتی ہیں اور تعلکات کے طور پر استعمال کے قابل نہیں ہوتی ہیں اس کتاب میں
ان قسموں کے مذکور کی حاجت نہیں ہے لیکن وہ قسمیں جو فواکھ کے طور پر استعمال میں
لائے جانے کے قابل ہوتی ہیں اس کتاب کے احاطہ بیان کے اندر نہیں آتی اور
اس سبب سے ان اقسام شکر کا باغون میں جگہ پا نامثل نجوم و حشائش مشرہ کے نام سے
نہیں ہے۔

کہانیکے قابل جو نیشکر ہوتی ہے اسے بزبان ہندی پونڈا اور گنا کہتے ہیں اور فواکھ
کے طور پر اہل ہند اسکو استعمال میں لاتے ہیں ہندوستان میں پونڈے سے شکر
گڑ اور چینی وغیرہ کتر بناتے ہیں مگر چین و تھائی و امریکہ و بعض جزائر میں جہاں پونڈا
پیدا ہوتا ہے اس سے بہت عمدہ نبات و قند تیار کرتے ہیں۔ صوبہ بہار میں جو
نیشکر شکر اور چینی بنانے کے کام کی ہوتی ہے وہ نہایت پتلی سخت اور مختلف اقسام
ہوتی ہے۔ دیہات میں جہاں پونڈا نصیب نہیں ہوتا ہے وہاں لوگ اسی قسم کی
نیشکر کو جسے اوکھ کہتے ہیں پونڈے کی جگہ کہاتے ہیں۔ واقعی یہ ہے کہ اوکھ کوئی
چیز کہانے کی نہیں ہے جو اشخاص اسکے چبانے کی عادی نہیں ہوتی ہیں اسکے چبانے
سے اونکے دانت اور زبان اور لبوں کو سخت تحلیف ہوتی ہے بھر حال رنگ کو اعتبار سے
نیشکر سبز اور سفید ہوتی ہے پس پونڈے بھی سفید اور سرخ رنگ ہوتے ہیں۔

سفید رنگ سرخ رنگ کے اعتبار سے کثیر الوجود ہیں۔

بہترین پونڈا سفید رنگ برودان میں ہوتا ہے اور بعد ازاں راج محل و پٹنہ و آگرہ آباد و شاہجہان آباد و کبر آباد و بعض مقامات دکن میں بھی اسکی پیداوار ممتاز شغل ہوتی ہے باغون میں سفید و سرخ دونوں رنگ کے پونڈے لگانا چاہئے جہاں سے عمدہ قسمیں ملیں انہیں دستیاب کرنا چاہئے زمانہ موجود دریل اور تار برقی کا زمانہ ہے عمدہ چیزوں کا فراہم کرنا کوئی امر وقت طلب نہیں ہے سرکاری باغون اور نرسریوں سے بھی عمدہ قسمیں مل سکتی ہیں۔ پونڈے کے باغون میں پیدا کرنا کا طریقہ سندھ ذیل ہوتا ہے۔

زمین پونڈے کے لئے نرم پہلکی بالو آمیز درکار ہے۔

اوکھ وغیرہ کڑی اور کیوال زمین میں بھی پیدا ہوتی ہیں مگر پونڈا ایسی زمین میں نہ بالیدہ ہوتا ہے۔ اور نہ ایسی زمین میں اسکی خلقی نرمی اور شادابی باقی رہتی ہو مولف نے ایک بار یہ نظر امتحان کیوال زمین میں کس قدر پونڈے بوئے تھے اول تو کم درخت آوگے دوم یہ کہ جو آوگے بھی تو اوکھ کے قریب قریب سخت اور خشک نکلے مختصر یہ کہ پونڈے کے واسطے نرم مرطوب پہلکی زمین تجویز کرنی چاہئے جب ایسی زمین تجویز پانچکے تب چاہئے کہ اول یہ زمین خوب تھوڑی سے کہو دی جائے بعد ازاں پھر برابر کیجئے اسکے بعد ہل سے جوتی جائے اور ہل سے جوتی جانیکے بعد اس میں کہا ڈالی جائے۔ کہا کو چولھے کی راکھ اور گوبر بوسیدہ بھر گہاے درخت بوسیدہ اور بکری اور بھیڑ کی بیگنیوں سے مرکب ہونا چاہئے۔ جب کہا دکی آمیزش ہو چکی تب زمین کو چوکی کے ذریعہ سے مسطح کرنا چاہئے چوکی کی اصطلاح سے کاشتکار لوگ خوب واقف ہیں چوکی کرنے سے زمین مسطح ہو جاتی ہے ایک ہفتہ کے بعد پھر ہل سے جوتا چاہئے اور بونے کے زمانے تک چند بار جوتا چاہئے۔ آسن کے مہینے سے

کہیت تیار کرنا کا اہتمام لازم ہے اور جب لاکھ کا زمانہ آوے تب پونڈے کے ٹکرے
 جسکو ٹون کہتے ہیں زمین میں نصب کرنا چاہئے ہر ٹون اس وضع کا ترش ہوا ہو کہ
 اس میں دو صبح آنکھ تو ضرور موجود ہوں بونیکے بعد پانی سے کہیت کو سیراب
 کرنا چاہئے اور اکثر سیراب رکھنا چاہئے خاص کر ایام گرامین کہ سیرابی کثیر کی حاجت
 ہوتی ہے ٹونوں کو نصب کرنے پر کچھ عرصہ کے بعد پونڈے کی گلابیان بنو
 ہوگی اور مرور ایام سے جتنا ترقی کرتی جائیگی گئے کی کاشت میں اس بات کا لحاظ ضرور
 ہے کہ گئے کے کہیت میں اکثر سوہنی اور کوڑنی ہو کرے گہانے اور دیگر خدائیں آگئے
 نہ پائیں ایسا کرنے سے پونڈا حسب مراد بالیدہ ہوتا ہے اسکی شادابی و نرمی و شیرینی
 ترقی کر جاتی ہے جن کہیتیں لکبار پونڈا بویا جا چکے بھر اس کہیت میں دو سال پونڈا نہیں ہونا
 چاہئے یعنی اس کہیت کو افتادہ طور پر رکھنا چاہئے یا ایسی چیز ہوتی چاہئے کہ جو بہت
 جاذب مادہ زمین نہو یا جکے بونے سے زمین خود درست ہوتی ہو جیسے کہ دگلڑی کہیر
 وغیرہ۔ جب تک پونڈا بچتہ نہ ہو لے زمین سے علیحدہ نہ کیا جائے۔ ایام برشکال کے بعد
 پونڈے میں پھنگی آتی ہے۔ ایام سرما اسکے ذائقہ کے جانیکا بہترین زمانہ ہے لیکن
 احتیاط کے ساتھ رکھنے سے کہیت میں پونڈا چیت تک بخوبی رہ سکتا ہے اور سبقتوں
 اسکی شیرینی اور بھی زیادہ ترقی کر جاتی ہے۔ غیر فصل میں ہی پونڈا تیار کیا جاسکتا
 صرف کسی قدر نگاہداشت زیادہ درکار ہوتی ہے۔

Plantain

کیلا

جسے عربی میں موز کہتے ہیں ایک معروف اور مشہور درخت ہے بنگالہ اور دکن میں کثیر لکڑی
 گرندوستان کے اکثر حصوں میں پائیدہ ہوتا ہے۔ شملہ کے جوار میں دیہات میں
 بھی کیلے کے درخت قلیل نہیں ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کیلا بعض کوئی خاص زمین

بھی روئیدہ ہونیکے صلاحیت رکھتا ہے۔ اطراف کو نگڑھ میں جو دریا سے ستلج کے کنارے واقع ہے اسکے درخت دیکھے جاتے ہیں پمپتی میں بھی کیلے کی بعض عمدہ قسمیں ہوتی ہیں۔ ہندوستان کے علاوہ امریکہ میں کیلا بہ کثرت پیدا ہوتا ہے۔ دیشائی مقاموں سے سواصل بلاد عربستان و یمن و عمان و بصرہ و بنا دیر ایران میں بھی کیلا پایا جاتا ہے مگر نہ اوس کثرت کے ساتھ جیسا کہ ہندوستان میں اسکی کثرت دیکھی جاتی ہے۔

باغون میں لگانیکے قابل جو کیلے کی قسمیں میں مندرج نقشہ ذیل ہوتی ہیں۔

نمبر باری	نام قسم	کیفیت
۱	مرتبہ چمپا <i>Champa</i>	اسکا اصل نام امرت بان ہے مجھے یاد آتا ہے کہ نصف آرائش محفل نے بھی نام لکھا ہے بہر حال نام جو ہو یہ کیلا بہت عمدہ اور نفیس ہوتا ہے بلکہ بعضوں کی یہ رائے ہے کہ بنگالہ میں اس سے بہتر کوئی کیلا نہیں ہوتا ہے لیکن فرمنج صاحب چمپا کو تمام اقسام کے کیلون پر ترجیح دیتی ہیں مولف کی دانست میں مرتبان کو اگر چہ ترجیح نہیں ہے تو برابری میں کوئی گفتگو ہی نہیں ہے لیکن ہے یہ کہ فرمنج صاحب کا تجربہ مولف سے وسیع تر ہے عمدہ چمپا ممکن ہے کہ تمام اقسام کے کیلے پر مرجح ہو۔
۲	چمپا <i>Champa</i>	بقول فرمنج صاحب اس سے زیادہ کوئی کیلا

لذیذ نہیں ہوتا ہے۔ واقعی اسکی عمدگی بہت
کچھ قابل تعریف ہے اس قسم کے کیلے کا درخت
سرخی مائل ہوتا ہے۔ تنہ اور پتے میں سرخی
ہوتی ہے اسی سرخی کے باعث اور اقسام کیلہ
سے فوراً ممیز ہو جاتا ہے۔ چمپا کی پہلی چھ انچ
طول میں ہوتی ہے بچے پر زرد کھربائی رنگ
ہو جاتی ہے۔ اور جب تک کہ خوشی سے اسکی
پہلیاں غایت پگھلی سے خود جدا نہ ہونے لگیں
تب تک سمجھنا چاہئے کہ مراد پر نہیں آیا۔

چمپا کے مانند ہوتا ہے فرق یہی ہے کہ اسکی
پہلیاں چمپا کی پہلیوں سے چھوٹی ہوتی ہیں۔
یہ قسم ہی عجیب لذیذ میٹھا کرتی ہے۔ بہت
موقع ڈھکنی مرتبان چمپا جیسی چمپا یہ سب
قسمیں ایک دوسرے کی ہم پہلو ہیں اور
کیسان قابل توجہ ہیں۔ مرتبان کے درخت
سے ڈھکنی کو بڑی مشابہت ہے فرق یہ ہے
کہ ڈھکنی کا گلہ حصہ کے نیچے میں جوڑ
دیا رہا ہوتا ہے وہ مرتبان کی دھاریوں
سے جیسے گوشت زیادہ عریض ہوتی ہیں سوا
اسکے ڈھکنی کے برگ کے نیچے والے سطح
میں بایرہ باجور سے لے کر سونے کی طرح

۳ جینی چمپا (Chumpra)

۴ ڈھکنی (Dacca)

شے سفید بہ کثرت ہوتی ہے جو چھوٹے سے
ہاتھوں میں لپٹ آتی ہے۔

اس کیلے کی ہڈیاں طول میں ۴ انچ تک ہوتی ہیں
بختہ ہونے پر اسکا پہل ہلکا زرد رنگ ہو جاتا ہے۔
مگر نوک اور ڈنٹی ہری کچور رہ جاتی ہے۔ حالت
غایت پھلکی میں بھی اسکی ہڈیاں گھٹو سے بچتا
چھپا کی ہڈیوں کی مضبوطی کے ساتھ لگی
رہتی ہیں۔

اسکی ہڈیاں چوٹی ہوتی ہیں اور بختہ ہوئے پر کہا
قابل شیریں ہو جاتی ہیں۔ صوبہ بہار میں اسکی
دو یا تین قسمیں دیکھی جاتی ہیں اور وہ ان کے
باغون میں اس کے درخت کثیر الوجود ہیں۔

عوام پسند ہے کوئی لطف نہیں رکھتا مگر اسکی
گھوڑ بڑی ہوتی ہے اور بعض سرزمین میں یہ

کیلہ کب قدر شیریں بھی ہوتا ہے جب اچھو
کیلے کہا سنے کو نہ ملین تب اسکو کہا لینا جائز ہے
یہ کوئی شے خوردنی نہیں ہے مگر ہندو اس کے
بہت خواتن رہتے ہیں اسواسطے کہ یہی کیلا
مذہبوا ہوتا ہے۔ اسکا قد بہت کشیدہ اور
پتے نہایت شوق سبز رنگ ہوتے ہیں قسم
مال جوگ بے نمبر ۶ سے خراب ہوتی ہے۔

۵ جینا

۶ مال جوگ یا موہن جوگ

Mohun Bhog.

۷ کھٹلا Kuntela

صوبہ ہریانہ میں اسکو یا اسکی ایک قسم کو
سنگھیا کہتی ہیں ترکاری کے مصرف کا ہونا
ہندو اسکو بہ شوق تمام بچا کر کھاتے ہیں۔
ہندوؤں کی اکثر مذہبی تقریروں میں کام آتا ہے۔
یہ بھی مثل نمبر ۷ کے مصرف ترکاری کے مصرف کا
ہوتا ہے یا جانوروں کی غذا کے قابل ہوتا ہے۔
اسکی پھل یا بہت دراز ہوتی ہیں۔

کچ کیلا

۸ رام کیلا *Musa Rubra*

یہ قسم بھی ڈھکی کے مثل نہایت عمدہ ہوتی ہے
اس سے باغ کی بڑی زینت تصور ہے لیکن یہ
قسم قلیل الوجود ہے تنہ اور ڈانٹ سرخ ہوتی
ہے اور پہل بھی حالت خامی میں سرخ رنگ
ہوتا ہے مگر بچہ ہونے پر زردی آمیز سرخ
ہو جاتا ہے۔

۹ کیلا کیوندش *Cavendish*

یہ بھی لذیذ پہل پیدا کرتا ہے اور بہت کچھ قابل
توجہ ہے۔ اسکا قد پست اور پتے عریض اور ایک
دوسرے سے نہایت قریب دیکھنے میں اسکا
درخت بہت پست قد اور کوثر گردن معلوم
ہوتا ہے۔ اسکی گھود بہت بڑی ہوتی ہے۔
اور پھل یا موٹی اور طول میں کم سے کم وشل
باغ بچہ ہونے پر بھی کبھی قدر سبز ہجاتی ہیں
اس کیلا کی پھل یا مراد پر آتی ہی فوراً شرفی گنتی

۱۰ *Plantain*

میں اس واسطے انکا عین حالت کمال چنگی میں
ذائقہ کیا جانا دشوار ہو جاتا ہے۔ یہ بیشتر ہی
ہوتا ہے کہ بے لطف نصیب ہوئے ہیں شاید
یہ وہی کیلا ہے جسے صوبہ بہار میں منٹو کہتے ہیں
یہ بھی کیوندش کے مانند پست قدم ہوتا ہے تا
کیوندش سے مناسبت رکھتا ہے مگر یہ تحقیق
مولف اسکی پہلیان مراد پر اگر جلد شرف نہیں
لگتی ہیں۔ صوبہ بہار میں بھی اسکے درخت
دیکھے جاتے ہیں مگر کثیر الوجو نہیں ہیں۔
صوبہ بہار میں بنگالہ سے یہ قسم لائی گئی ہے۔
یہ قسم بھی بانٹا کہلاتی ہے یا منٹو کی کوئی قسم جو
ظاہر ہے کہ پست قدم ہونے سے ہر قسم
منٹو کہلا سکتی ہے۔

۱۱ کیلا کاہلی { *Cabwlee* }

اراکان کیلے جتنے ہندوستان میں آئے سب
ضائع ہوتے گئے۔ حسب تحقیق فرموج صاحب
کپتان رپلی (Captain Ripley) نے
اراکان سے کم سے کم انیس قسمیں اگر وٹارٹی
کلچر سوسائٹی *U. s. elch. s. asiatica* ۱۶-۱۷-۱۸ کو
سیجی تھیں اور حسب بیان کپتان موصوف ۱۲
انہیں سے نہایت نفیس تھیں مگر چونکہ سب
ضائع ہو گئیں۔ مولف نے اونکے اعادہ کی کوئی

۱۲ کیلا اراکان { *Arakan* }
Plumtan }

حاجت نہیں دیکھ کر سبکو متروک الذکر کیا۔		
یہ بھی عمدہ قسم ہے۔	کیلا بمبئی <i>Bombay</i>	۱۳
یہ بھی عمدہ قسم ہے۔	{ <i>Penang</i> }	۱۴
یہ قسم خوش چال ہونیکے باعث آرائش کے مصرف کی ہوتی ہے۔	{ <i>Glaucia</i> }	۱۵
یہ کیلا بھی نمبرہ اکے مثل آرائش کے کام کا ہوتا ہے۔	{ <i>Superba</i> }	۱۶
اس قسم کے کیلے کے پتون میں سرخ داغ ہوتے ہیں اسوجہ سے قسم خوش چال میں یہ قسم بے نظیر ہوتی۔ چاند اور باسی سمجھا۔	{ <i>Lebrina</i> }	۱۷
اور کیلون کے درخت کے اعتبار سے اس درخت گران قیمت فروخت ہوتا ہے۔		

واضح ہو کہ دنیا کے لذیذ ترین میوؤں سے کیلا بھی ہے بشرطیکہ عمدہ قسم کا ہے ورنہ
کیلے کی بعض قسم ایسی بُری ہوتی ہے کہ چار پائے کے سوا آدمی کے مصرف میں
نہیں آتی ہے جنکو گون نے عمدہ اقسام کے کیلے ذائقہ نہیں کہتے ہیں انکے خیال
میں اسکی عمدگی مجرد بیان سے جگہ نہیں کر سکتی ہے بہت اشخاص ہندوستانی
نے بھی اچھے کیلے نہیں کھائے ہیں چہ جاکہ اہل یورپ کہ اکثر ان میں عمدہ اقسام
کے کیلون کی خوبی سے بالکل ناواقف ہیں بعض اہل انگلستان جنہوں نے
ولایت میں ترکیبی کیلے ذائقہ کہتے ہیں اور پھر ہندوستان میں آکر انکو عمدہ
اقسام کے کیلون کے ذائقہ کرینا موقع نہیں ملا ہے کیلے کی نسبت لکھتے ہیں کہ
ایک بد ذائقہ پہل ہوتا ہے حالانکہ کیلے کی بعض قسمیں ایسی شیریں لذیذ اور

لطیف ہوتی ہیں کہ جن سے لب بند ہونے لگتے ہیں اور روح کو تاریکی نصیب ہوتی ہے۔
ایسی تحریک باعثِ نا تجربہ کاری ہے ملکِ افغانستان میں جو کہ اب تک گرم خانوں اور
(Hut Houses) پیدا کیا جاتا ہے وہ سب مرزا اور بھی بد مزہ ہوتے ہیں۔

شیرینیت سے اوس غریب کو کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ اسی ترکیبی کیلئے ہزاروں فقیرانہ
مرتان چمپا اور ٹھکسی وغیرہ کی ہندوستانی پیداوار کو بھی قیاس کر لیا ہے۔ لیکن
بعض اہل یورپ جو ہندوستان میں بھی آکر اپنی ولایتی خیالوں کے پابند رہ چکے ہیں
اوسکی وجہ یہ ہے کہ عمدہ اقسام کے کیلے علی التعمیم نہیں آتے ہیں اور یہ اقسام
کے کیلے بہ کثرت ہر جگہ پائے جاتے ہیں ان برے اقسام کے کیلے کو کھانکر اوسکے
وطنی خیالات کیلئے کی نسبت مستحکم ہو جاتی ہیں اور پھر ان کو اپنی رائے کے بدلے کاغذاتی
موقع ملتا ہے اور نہ ہجومِ کار سے ان کو دریافتِ حقیقت کی فرصت ملتی ہے مگر جو اہلِ بریت
کہ ہندوستان میں رہ کر تحقیقی الاثار کر سکتے رہیں، یا دوسرے محققین کے تجربات سے
فائدہ اٹھانیکا موقع پائے گئے ہیں ان کو کیلئے کی ہنگامی اور فوری حالت سے متاثر نہیں
ہوتے بہر حال اب کیلئے کی زراعت کی طرف توجہ منشا یقیناً درکار ہے۔

کیلئے کے بالیدہ اور شمر ہونیکے لئے نہایت زرخیز زمین درکار ہے جب تک زمین میں
نمک کا جزو کثرت کے ساتھ پایا نہیں جاتا۔ کیل صاحب مراد بار ورنہ سو گا جس میں زمین
نمک کا جزو کم ہو لازم ہے کہ اوس میں یا کیل لاندہ نصب کیا جائے یا اگر کسی وجہ سے
انصب کر نیکی حاجت ہو تو اوس کا دین جو انناس کے واسطے مذکور ہوا ہے۔
نمک کا جزو دو گونہ کر دینا چاہئے۔ نمک آمیز ہونیکے علاوہ زمین کیلئے کے واسطے
نرم پٹیلی اور مرطوب بھی درکار ہے ورنہ اسکی بالیدگی میں بڑی دشواری لاحق
ہوتی ہے۔ مولف نے کیلئے کے بہت درخت سخت کیوال میں لگائے مگر کسی کوئی بھی
حب مراد بار ورنہ ہوا لیکن ایسی زمینوں میں جو نرم اور پٹیلی نہیں۔ اسوقت

موت کے لگاؤ سے درخت نہایت شاداب ہو جاتا ہے کیلے کا درخت بہت جلد زمین کی توت کے
 صدف کو ڈالتا ہے۔ اور پھر اسے عرصہ میں زمین کی توت چڑھ جاتی ہے اس واسطے لازم
 ہے کہ موقع موقع سے اوس میں گوبر اور درخت کے پتوں کی راکھ اور شورہ اور
 نمک پانی میں محلول کر کے داخل کیا کریں اگر انسان والی کہاؤ کے استعمال کا موقع
 حاصل نہ ہو تو ابتدا سے اسی ترکیب کی پابندی بھی خالی از قیاس نہ ہوگی اس وضع کی
 تقویت کے علاوہ سیرابی میں ہرگز غفلت نہ ہو ورنہ درختوں کی بالیدگی میں فتور
 لاحق ہوگا۔

کیلے کے نصب کرنیکا بہترین زمانہ سانوں بہاؤن یعنی جولائی اور اگست ہے پہلے
 زمین کو کہو در کا قدام گیاہ اور خضائش سے پاک کرنا چاہئے بعد ازاں دریاں ایک
 دوسرے سے آٹھ فٹ کے فاصلہ پر کہو دی جاوین ہر دری دو فٹ عمیق اور تین فٹ
 عریض ہو درخت نصب کرنیکے قبل ان درہوں میں کہاؤ ڈال لینا چاہئے اور درخت
 نصب کرنیکے بعد پانی سے سینچنا درکار ہے تاکہ درخت نو نصب درمی میں جگہ کرے
 بعد ازاں موقع موقع سے سیراب کرنا چاہئے تاکہ درخت کی شادابی میں نقصان لاحق نہ ہو۔
 اور بھی گوبر راکھ شورہ نمک سے حسب ہدایت بالانقویت و تغذیہ درخت ہو کرے۔
 کچھ عرصہ کے بعد درخت نصب شدہ کی جڑوں سے ٹوٹے ٹکڑیے ان ٹوٹنوں سے نئے
 درخت تیار ہو سکتے ہیں پس یا ان ٹوٹنوں کو اس غرض سے دوسری جگہ نصب کرنا
 چاہئے۔ یا ضائع کر ڈالنا مناسب ہوگا چونکہ ٹوٹے ٹکڑے سے نئے پتے اور درختوں کی

اس واسطے کیلے کو آم یا کئی کوخت شجر کے قریب نہیں لگانا چاہئے عوام کا یہ محض غلط خیال
 ہے کہ کیلے کے قریب سے آم کو تازگی ملتی ہے حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ کثیر الجذب
 ہونیکے باعث کیلا اپنے جوار و اطراف کی رطوبت کو کھینچ لیتا ہے اور اس وجہ سے
 اسکے قریب کے درخت کو مغرت پہنچتی ہے۔

کم حاجت ہوتی ہے۔ بیشتر انکا کاٹ ہی ڈالنا لازم آتا ہے۔ بہر حال انہیں سے ایک یا دو ٹونٹے اپنی حالت پر رہنے بھی دینا مناسب ہوتا ہے تاکہ درخت نصب شدہ کے بارور ہونے کی دیر پور پی سی ٹونٹے اور سکے قائم مقام ہوتی جائیں۔ ظاہر ہے کہ ایک دفع بارور ہونیکے بعد کیلے کا درخت پھر بارور نہیں ہو سکتا ہے اس لئے اسکا کاٹ ڈالنا ضرور ہو جاتا ہے پس اسکے قائم مقام کا خیال بھی ضروری ہے اس واسطے ایک دو ٹونٹے کا اپنی حالت پر رہنے دینا قرین مصلحت ہے۔

جب کیلا پہل لائے تو اسوقت تک اسکی گہود کو درخت سے علحدہ نہیں کرنا چاہئے۔ جب تک کہ اسکی تین چار پھلیاں درخت میں از خود پختہ نہ ہوں تب جب ایسی صورت پیدا ہوئے تب گہود کو کاٹ کر اور ڈوری میں باندھ کر چیت یا چہرے سے آویزان کر دینا چاہئے۔ رفتہ رفتہ سب پھلیاں پختہ ہو کر مصرف میں آنیکے قابل ہو جائیں گی۔

کیلے کی گہود کو ہرگز دھوان وغیرہ سے پکانا نہیں چاہئے اسطرح پر پکانے سے پھلیاں بد مزہ ہو جاتی ہیں اور نفیس مزاجوں کے ذائقہ کے قابل نہیں رہتی ہیں۔

پختہ کیلے میں کچے کیلے کے خلاف غذائیت بہت کم ہوتی ہے۔ البتہ پختہ میں جزو شکر بہت ہوتا ہے مگر گلوٹن (Gluten) یا البومین (Albumen)

نهایت قلیل مقدار سے پایا جاتا ہے۔ پس چونکہ پختہ کیلے سے بدل یا تھل کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی ہے انسان خالی پختہ کیلا کھا کھا کر زندہ بھی نہیں رہ سکتا ہے مگر خام کیلے میں قوت تغذیہ بہت حاصل رہتی ہے بدن وجہ کہ خام میں آمیز (Starch) اور گلوٹن (Gluten) کے اجزاء بکثرت موجود رہتی ہیں اسی سبب سے ہندو اور اہل برہمن کو اس سے تغذیہ معقول کی شکل پیدا ہوتی ہے اور یہ اشخاص اسے

دھنیا سے کوکتہ ہیں۔ یہ وہ شے ہے جو مایہ کے طور پر گندم وغیرہ سے نکلتی ہے بلکہ خود مادہ ہوتی ہے۔ یہ مایہ کاست یا جوہر۔

ترکاری بنا کر بہ کثرت کہا کرتے ہیں اور یہی خشک کر کے اور اس کے پہلوں کا اٹھانیا کر کے
صرف میں لایا کرتے ہیں۔

حکیم کیسٹری کے ذریعہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ کیلے میں اجزاء
معدنی کم موجود ہوتے ہیں مگر اجزاء معدنی بچہ کیلے کے چمکے میں بہ کثرت پائے جاتے
ہیں اس واسطے اجزاء سے معدنی کی کثیر المقداری کو خیال کر کے عملیات طبیعات کی
یہ اس کے قائم ہوئی ہے کہ کیلے کے چمکے کی راکھ سے میورٹ آف پٹاس
تیار کرنا چاہیے۔ نمک سوڈا اور نمک و فاسفٹ آہک اوس میں بھی موجود ہوتے ہیں
صاحب مخزن لاد یہ لکھتے ہیں کہ کیلے کے پوست اور برگ کو جلانے سے ایک
قسم کا نمک اوسکی خاکستر سے نکل سکتا ہے اور چونکہ اوسکی خاکستر میں چمک اور جلا
اس واسطے گا دران بنگالہ اوسکی خاکستر کو بھی کے طور پر کپڑوں کے دھونے میں
استعمال کرتے ہیں انہیں اسو کے دریافت سے اس بات کی وجہ بھی سمجھ میں
آتی ہے کہ کیوں کیلے کا درخت جلد زمین کو سیٹھی کر دیتا ہے اور کیوں اسکو نمک آمیز
کہاؤ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے پھر اس تحقیق سے اس مسئلہ کی بھی تصدیق ہوتی ہے
کہ آم کے درخت کے قریب کیلا نصب نہیں کرنا چاہئے اور جو عام کا خیال اس واسطے
میں ہے نہایت غلط ہے۔ قبل اسکے کہ کیلے کی بحث تمام کیجا سے ایک ایسی ترکیب کا
ذکر جس کے وسیلہ سے ایک گھوڑی دو قسم کے کیلے پہلین ضروری معلوم ہوتا ہے
ایسے گھوڑے پیدا کرنے کے واسطے لازم ہے کہ باغبان دو قسم کے کیلے کی دو ٹوٹی مقدار
لاوے اور دونوں کو نصف نصف تراش کر کے ایک قسم کے ٹوٹے کے نصف
دوسری قسم کے ٹوٹے کے نصف کے ساتھ اس طرح وصل کر دے کہ مطابق
المتعل یا التعل کی صورت پیدا ہو پھر ان دونوں مل شدہ حصوں کو معمولی ٹوٹے
کے طور پر زمین میں نصب کرے تو ٹوٹے عرصہ میں دونوں حصے وصل نہیں کر لینگے

ان سے جو درخت تیار ہوا ایک گہوڑے میں دو قسم کے پھل لائیکا اور وہ دو لڑکے
 قہقہے دہی ہو گئی جگہ نصف نصف ٹوٹوں سے وہ درخت تیار کیا جاسکتا۔
 کیلے کا درخت توٹے سے تیار ہوتا ہے۔ تخم سے بھی تیار ہونا ممکن ہے۔ اس
 زمانے میں اچھے اقسام کے کیلون کے تیار کر نیکی بہترین ترکیب یہ ہے کہ کڑی
 باغات یا نرسریوں سے عمدہ عمدہ اقسام کی لکڑیاں ایام برشکال میں منگوا لیا جائیں
 اور جب ہدایت دے مندرجہ کتاب ہذا ان کے پروردہ کر نیکی سالانہ کیا جاسکے۔
Native.

پٹو

فرخ صاحب کہتے ہیں کہ اس خشکیش کا وطن دشت اندیز (West. Indies)
 ہے مگر سندوستان کے باغوں میں اسکی کاشت مروج ہو گئی ہے پٹوے کا
 پھل کوئی نہیں کہتا لیکن اسکے پہلے پر بویک دبیز پُرق برگ (dark)
 ہوتا ہے اس سے نہایت لذیذ مربے وغیرہ بنایا جاتا ہے پٹوے کی ایک
 قسم سرخ اور دوسری سفید ہوتی ہے دونوں میں فرق اسقدر ہے کہ سفید
 قسم سرخ کے اعتبار سے کس قدر کم ترش ہوتی ہے۔ آخر ماہ میں اسکا
 تخم نصب کیا جاتا ہے ہر درخت کو ایک دوسرے سے ۴ فٹ کے فاصلے پر ہونا
 چاہئے اسکا درخت تین یا چار فٹ بلند ہوتا ہے۔ پھل کی رنگت زرد خوشنما
 ہوتی ہے۔ پھل کے وسط میں گہرا سرخ رنگ داغ ہوتا ہے۔ نومبر و دسمبر
 ملک بنگالہ میں اور اس سے کچھ پہلے اضلاع شمالی مغربی میں اسکے پھل کو مرا
 آجانا چاہئے لہذا اسے کہ موسم سرما آتے پٹوے کا درخت مر جا کر رہتا ہے۔
 لفٹنٹ پاگسن (Luffa Pagoon) کہتے ہیں کہ شعلہ میں پٹو کی کاشت
 نہیں ہوتی ہے لیکن اگر وہاں کے مالی اسکو اکتوبر میں بارور کر سکیں تو

ارنگ بار و سو نا ممکن ہے جب حال یہ ہے کہ ملک میں رام تو بری جیسے ہندو ہی بھی
کہتے ہیں اور بانگاپیدا سو تاسیے تو پوٹا تندر و تندر اور بار و سو ہندو میں کوئی
شے مانع ہو سکتی ہے۔ پٹوا کی کاشت کر لیتے آج یہ ہوا و مٹوب درکار ہے
و سو یا تندر بنانا میں یہ کثرت دیکھا جاتا ہے۔

Melon.

خریزہ و سروا

جو تھر کہ ہندوستان میں خربزے کے نام سے مشہور ہے اسکا وطن بھی ہندوستان
ہے ہر چند رنگ و رنگ و نرمی و سختی مغز و درجات شیرینی و بویائی و جسامت
و غیرہ کے اعتبار سے ہندوستان کے مختلف حصوں میں مختلف قسموں کے خربزے
دیکھے جاتے ہیں تاہم ہندی خربزہ ونگی جتنی قسمیں ہیں انکو مناسبت کا کوئی دعویٰ
قابل بخارا سمجھنے کے اقسام سروا کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر خربزہ ہندی ہندو
نزدیک قابل تو جہ متصور ہو تو ہو مگر سروا کے مقابل میں لکھنؤ کا خربزہ بھی
نہایت بے حقیقت شے ہے۔

خریزہ کی کاشت کار و اج ہندوستان کے اکثر میدانی حصوں میں دیکھا جاتا ہے۔
خاصکر ایسی جگہوں میں جہاں دریا کے عرض ہونیکے باعث دیارے اور چر بہت
پڑ جاتے ہیں چنانچہ جھدر خربزے کثرت کے ساتھ سیکڑوں کو س گنگا کے
دونوں جانب پیدا ہوتے ہیں شاید کسی اور دریا کے دیارے اور
چھوٹے میں کم پیدا ہوتے ہونگے۔ گنگا چونکہ ایک دریاے عظیم ہے اور اسوا
اسکا گزر بھی ہندوستان کے مختلف مقامات ہو کر ہوا ہے۔ یہ تقاضا
آب و ہوا و دیار مختلف خربزے بھی جو ادن دیاروں میں پیدا ہوتے ہیں مختلف
شکل و مقدار و ذائقہ کے ہوتے ہیں مگر سب کم و بیش بڑے ہی ہوتے ہیں۔

بولیچہ واسے نکل بھی آئے ہیں تو اونہیں بڑو نیکو اعتبار لپٹے ہوئے ہیں عسکری
اعانت کے بغیر گنگا کے خربزہ نیکو کھانا کسی قسم کی ادویہ و رسم کرنی ہے ورنہ سیوہ
خوری کا کوئی لطف نہیں پیدا ہوتا ہے مگر حیدر آباد اور اطراف حیدر آباد و بقرینہ
غالب تمام دکن بلکہ تمام اعظمہ مدراس کے خربزہ تو ایسے خرافات ہوتے ہیں۔
کہ انسان اونکو ادیوقت علق سے فرو کر سکتا ہے جب حالت شدت جوع میں
کوئی چیز کھانیکے قابل نہیں آسکتی ہو مگر مولف نے اون اطراف کے لوگوں کو
بر غبت اور بقیعت ان نامعقول پہلوں کو لیکر زہر مار کر دے ہوئے دیکھا ہے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ ان بیچاروں کو لکھنؤ کے سفیدے اور پٹیلے کے وجود سے
اطلاع نہیں ہے ورنہ ایسے برے پہلوں کو مال غنیمت نہ سمجھتے بدترین خربزہ گنگا
کے دیاروں میں سے اطراف بہاگلپور میں پر نیہ اور کشنگ کے مطول اشخاص
کے بیٹوں کی طرح بہت بڑا مگر حد درجہ بد ذائقہ اور لا حول پڑنے کے قابل ہوتا ہے۔
اس پر بھی مولف نے سیکرٹون میں بہاگلپوری خربزہ سے ریل کے ذریعہ سے کلکتہ
تجارت کی غرض سے جاتے ہوئے دیکھے ہیں۔ کلکتہ بھی عجب جگہ ہے کہ نیک و بد
سب کا گزر دمان ہو جاتا ہے۔

یوں تو تمام کے خربزے سر دے کے مقابل میں گرد میں لیکن اس پر بھی
آتش پونچھنے کے واسطے لکھنؤ کے خربزے ہندوستان میں کیلتے
غیمت ہیں چونکہ خربزہ جلد خراب ہو جاتا ہے اس واسطے اسے حالت تازگی میں
ذائقہ کرنا چاہئے پس ایسے لوگوں کو جو لکھنؤ سے دور رہتے ہیں تازہ خربزہ نیکو
نصیب ہونا دشوار ہے اگر ارباب شوق جگہ وطن لکھنؤ سے دور خربزگی فصل میں کچھ
روزوں کے لئے لکھنؤ میں قیام اختیار فرما دیں تو البتہ تازہ پہلوں کے لطف
اوٹھا سکتے ہیں۔ جو حضرات لکھنؤ سے منگو اگر اپنے وطنوں میں دمان کے خربزہ کو

ذائقہ فرماتے ہیں اور نکا ذائقہ فرمانا صرف قسم کھانیکو بکار آد ہو سکتا ہے ورنہ درحقیقت اونہیں خربزہ خوری کا پورا لطف حاصل نہیں ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لکھنؤ کی سرزمین کی یہ تاثیر ہے کہ وہاں کے خربزے اور لکھنؤ کے خربزے اچھے پیدا ہوں۔ چند سال سے اور مقاموں کے کاشتکار بھی لکھنؤ کے چیتلے اور سفیدے دونوں کے تخموں سے خربزے پیدا کرتے ہیں۔ ہر چند یہ خربزے انکے سابق اور وطنی خربزون کے مقابل میں ممتاز صورت اور مشابہت سیرت ہوتے ہیں مگر لکھنؤ کے خربزون کے برابر اچھے نہیں نکلتے لکھنؤی نسلوں کے خربزے کی کاشت جو پور والہ آباد وغیرہ کے اطراف میں ہونے لگی ہے مگر تقاضا آب و ہوا اپنا جلوہ دکھلا ہی دیتی ہے۔ دیار کا اثر کچھ نہ کچھ آہی جاتا ہے۔ الہ آبادی عموماً خربزے پٹنہ سے اچھے ہوتے ہیں۔ ابھی تک پٹنہ میں لکھنؤ کے خربزوں کی نسل جاری نہیں ہوئی ہے۔ دیکھتے ہمارے دیار کے شایق کیک اس کے طرف توجہ فرماتے ہیں میرے اہل وطن میں ایک بڑا کمال یہ ہے کہ کسی کام میں جلدی کو راہ نہیں دیتے ہیں جب تمام دنیا کسی کام کو کر لیتی ہے تب اس کام کو آغاز فرماتے ہیں خیر اگر اب بھی کاشتکاران صوبہ بہار لکھنؤ کے خربزون کے پیدا کر نیکا سامان کریں تو نہ صرف ذاتی فوائد ادا کھاسکتے ہیں بلکہ عام سکناؤ صوبہ بہار بھی جنگو ہر سال بد ذائقہ پھیلے خرافات خربزی نصیب ہوتے ہیں لذت یاب پیداوار جدید ہو سکتی میں عام کاشتکاروں سے اسکی امید بے قصہ نہیں فصل ہی فصل ہے مگر حضرات اہل شوق اگر اپنے باغوں میں لکھنؤی خربزے پیدا کر نیکا سامان فرما دیں تو خوب ہو ترکیب ذیل قابل توجہ ہے۔

آسن کے مہینے میں زمین خوب جوتی جائے اور گیاد و خٹائش کے دفع کرنے کے بعد سطح کیجا ہی بعد ازاں گھٹا یا کسی ندی کے بالوں سے سارے میں بقدر ۳۰-۴۰ انچ کی

چھپائی جائے پھر انہیں ابتدا سے کانگھین دریاں مٹا دیتے ہیں۔ قریب تکلی اور
 قنٹ عرض میں کہو دی جلیان ان دریاؤں میں بالو آمیزش داخل کرتا چاہے تھوڑا سا
 یا اونچین دریاؤں میں تنسم ہوئے جائیں یا علوہ سے نورستہ ہو دے کوئی
 وغیرہ کی گاہیوں کے طور پر نصب کئے جائیں ہر دریا ایک دوسرے سے
 قنٹ کے فاصلے پر واقع ہو اور ہر قطار میں ایک دوسرے سے اس قدر فاصلہ
 لاجی رہے۔ ضرورت سیرابی و دیگر درختوں کو سیراب کرنا چاہئے اگر درختوں میں
 کیڑے لگنا شروع ہوں تو لازم ہے کہ کس قدر سیراب کیا جائے تاکہ اگر گڑبڑ میں آئیں تو
 درختوں کی جڑوں میں ڈال دیں اور آب تنہا کو سے پتے غسل دینے بہاؤں۔

کانگھ کی گاہیاں لگائی ہوئی جیت تک پہل لاؤنگی اور جو گاہیاں پوسس
 یا ابتدا سے کانگھ میں لگائی جاؤنگی ان کے پہل بسا کھد اور آدھے جیسے تک
 مراد پر آئینگے پہلی پیداوار کو اگانت اور دوم کو پچانت کہتے ہیں اگانت سے
 پچانت لذیذ تر ہوگی کسوا سے کہ خربزہ کی پیداوار کا طبعی زمانہ یہی بسا کھ جیسے کہ
 قبل اسکے کہ سردی کا بیان شروع ہوا لازم ہے کہ ہندوستانی خربزہ کی
 قلت شیرینی کی وجہ عرض کی جائے۔ ظاہر تعجب فیض معلوم ہوتا ہے کہ کابل
 سردے اس قدر شیرین ہوتے ہیں اور ہندوستانی خربزہ سے اس قدر
 پھلکے کہ بسا اوقات انہیں شیرینی کا نام بھی نہیں پایا جاتا ہے۔

اس کثرت اور قلت شیرینی کا سبب یہ ہے کہ ہندوستان ایک ملک نہایت
 گرم ہے تقاضاے حرارت شمسی سے خربزہ کا شیرین مادہ بمقدار کثیر
 خود تکمیل پر پائے کی عوض اسٹارچ کی طرف متحیل ہو جاتا ہے ظاہر ہے کہ
 اسٹارچ ایک ایسا جوہر راست ہے کہ برائے خود کوئی ذائقہ نہیں رکھتا ہے
 اور ترکیب جسم خربزہ میں شامل رہتا ہے پس جب شیرین مادہ اسطور پر

لوگ میلن ہوس *Belam house* (یعنی خربزہ یا سردا خانہ کہتے ہیں ایسے گھر کے اندر آفات خارجیہ از قسم باران وغیرہ سے سردے کے درخت اور پہل محفوظ رہ سکتے ہیں ٹھنڈے موصوف سردا خانہ بطور ذیل بنانے کی ہدایت فرماتے ہیں اور یہی جو کچھ انکی ہدایتیں سردے پیدا کرنے کے واسطے ہیں اور انکا خلاصہ بھی ذیل میں حوالہ قرار کیا جاتا ہے۔

سردا خانہ بنانے میں یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ تمام چھت شیشے سے بنائی جائے اگر تین تین فٹ کے فاصلوں پر بھی شیشے لگائے جائیں تو روشنی آفتاب کی دخول اور بارش باران سے بچاؤ کے واسطے کافی ہونگی۔

سردا خانہ کی مشرقی اور مغربی دیوار زمین اس طرح شیشے لگائے جائیں کہ آفتاب کی شعاع صبح اور شماع سہ پہر کا گزارا دون شیشوں سے ہو کر سردا خانے کے اندر بلا تکلف ہو کرے ان دیوار زمین ایک فٹ سطح زمین سے زیادہ بلندی پر شیشے نہ لگی ہوں زیادہ بلندی سے اگر شیشے لگے ہوں تو شماع صبح اور شماع شام کا داخل سردا خانہ ہونا محال ہو جائیگا اس مکان میں صرف ایک شیشہ دار کیواروں کا دروازہ دکھن رخ کا ہونا چاہئے اور ایک کپڑی بھی ایسی ہی شیشہ دار قبضوں پر اوتر رخ ہونی چاہئے تاکہ جس کی کیفیت پیدائش ہو سکے اور بھی بارش سے بچاؤ کی شکل قائم رہے اور جو دو بقیہ دیواریں ہوں تو انکے مستحکم ہونے کی سبب سے اور بھی پاداری مکان کو حاصل ہوگی۔

سردا خانے کے اندر کی زمین اول تو خود اسطرح قسم کی زرخیز ہونی چاہئے اور بہ نظر قوت زمین چونا پوٹاش اور خاکستر اتھوان کیس مخلول کے ساتھ آمیزش کر کے داخل زمین کرنا چاہئے۔ ایک جزو کھلی کے سفوف کو دو جزو پچال کے ساتھ مرکب کر کے کہا د کے طور پر سردے کی جڑوں میں دیا نہایت مفید ہوتا ہے۔

اگر چہ خاک کو تر فراہم نہ ہو سکے تو مرغ خانے اور بیل خانے کے کورسے پختال کو تر کیے بدل جو سکتے ہیں درخت کی سٹری پٹیاں، جب کہا دے کے لہو پر استعمال کی جائیں تو آدن میں شورہ محلول کو شامل کرنا چاہئے یہ کہما در زمین سرد و خانہ کے لئے مناسب ہے اور کہا در سابق الذکر سردے کے تھالوں کے لئے آضافہ شورہ کی ضرورت زمین کے کھاد میں کیوں ہوتی ہے اس سے بیشتر عوام مطلع نہیں ہیں۔ جاننا چاہئے کہ جو نباتات مشرقیہ ایسے شربدا کرتے ہیں جنکی ترکیب میں اسٹارچ اور شکر بمقدار کثیر داخل رہنے میں وہ زمین سے پوٹاشس بھی بمقدار کثیر جذب کر لیتے ہیں۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اگر تین کھانا زمین میں آلو کی کاشت کی جائے تو آلو کے درخت اتنی زمین سے چھ سو پونڈ پوٹاشس جذب کر لینگے اور اگر اتنی ہی اراضی میں چھ سو روئے جائیں تو ایک ہزار ایک سو بیس پونڈ پوٹاشس چھ سو روئے درخت اویس اراضی سے جذب کر لینگے۔ آلو اور چھ سو روئے دونوں کی ترکیب میں کم و بیش اسٹارچ اور شکر داخل ہیں لیکن سردے کی ترکیب میں ان دونوں سے کہیں زیادہ اسٹارچ اور شکر داخل ہیں پس ظاہر ہے کہ سردے کے درخت آلو اور چھ سو روئے سے بہت زیادہ مقدار میں زمین سے پوٹاشس جذب کر لینگے جب حالت یہ ہوتی ہے تو زمین کی تقویت کا سامان کرنا باغبان پر واجب ہے ورنہ پیداوار معقول کی کوئی امید نہیں کیجا سکتی۔ ایسی زمین ضعیف کی تقویت کے لئے تھین سے بمقدار کثیر پوٹاشس کا جزو غائب ہو گیا ہے شورے سے بہتر کوئی شے نہیں بدین وجہ کہ شورے میں پوٹاشس کا شمول جب قدر بمقدار کثیر ہوتا ہے کسی اور شے میں نہیں ہوتا اس جزو کو کہا دین داخل کرنے سے پوٹاشس جذب شدہ کا بدل بدرجہ اتم ہو جاتا ہے اور پیداوار میں پھر کی طرح پر کمی مادہ کی وجہ سے تنزیل لائق نہیں ہوتی ہے۔

کوہی مقاموں میں سردے کی تخم ریزی کا زمانہ مئی جون سے لیکر تینویں تا بیسویں اپریل تک
 ہونے کے قبل لازم ہے کہ ۳۴ گھنٹے تخم آب کیس محلول میں پھولائے جائیں۔
 بعد ازاں دریوں میں جو پہلے سے حسب ہدایت بالاتیار کی جا چکی ہوں تخم نصب کر دیں
 جب درخت نمودار ہوں اور پہلی پتی مضبوط ہو چکیں تب جو کوہیں پتوں کے درمیان
 پائی جائیں انہیں آلات باغبانی کے بغیر ہاتھوں سے ٹونگ ڈالنا چاہئے ایسا
 کرنے سے درخت کے نمونہ پہلے توقف لاحق ہوگا لیکن آخر کار درخت اور
 آثار دونوں کو نفع عظیم پہنچے گا اس مادے میں مسٹر میکفیل نامی (Mr MacPhail)
 باغبان انگریزی کی ہدایتیں جنکا خلاصہ مندرج ذیل ہوتا ہے نہایت قابل لحاظ ہے۔

لازم ہے کہ جب تخم سے سردے کا درخت اُوگے اور شاخ و برگ نکالے تو اس نوڑت
 درخت کو ادھکی گہرائی سے ٹونگ ڈالنا چاہئے ایسا کرنے سے ٹونگی ہوئی شاخ کے
 پہلو سے ایک نئی شاخ نکلیگی اس شاخ ثانی کو بھی گہرائی سے ٹونگ دینا چاہئے
 ایسا کرنے کے بعد اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ درخت ہر گہرے سے ایک پہل اور ایک
 سوڈہ جسے انگریزی میں ٹنڈرل (Tender) کہتے ہیں نکالنا شروع
 کرتا ہے۔ اس پہل اور ٹنڈرل کے درمیان میں ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوگا
 کہ ایک نئی شاخ یعنی شاخ ثالث بھی وجود میں آئیگی ہے جو بحالت رشد خود
 بھی بارہو سکے گی جب شاخ ثانی اس قدر بڑھ چکے کہ اس پہل آگے نکلیا چکے
 تب چاہئے کہ اس شاخ کو اور اوٹسٹرل کو ٹونگ دیں گر ٹونگنے کے وقت اسکا لحاظ
 ضرور کریں کہ اس ٹونگنے میں اس پہل پر صدمہ نہ پہنچے ایسا کرنے سے شاخ
 ثالث نہایت زور کے ساتھ بڑھنے لگے گی اور اس سے پہل کو بھی فائدہ پہنچے گا
 اس ترکیب کے مفید ہونیکی وجہ ظاہر ہے کہ واسطے کہ جو مادہ شاخ ثانی کی طرح
 صرف ہوتا وہ شاخ ثالث اور ادھس ثمر کی تقویت میں صرف ہوا بیگا۔

واضح ہو کہ سردے کی گاجیان ماہ جون میں بارور ہونے لگیں گی۔ اس وقت میں زمین کو افراط طوبت سے معمور رکھنا نہیں چاہئے تھوڑی سی کافی ہوگی۔ دھرت کی شاخوں پر پانی نہ ڈالا جائے صرف جڑ کو سیراب کرنا چاہئے۔ گرم زمانے میں سردا خانے کے دروازے اور کمر کی دونوں کو ہوائے خارجی لینے کے لئے کھول دینا مفید ہوگا۔ جو پتے سردے کی گاجیوں سے مردہ ہو کر جدا ہوں یا اگر کوئی شاخ کسی وجہ سے ضعیف ہو جائے تو دونوں کو سردا خانے سے خارج کرنا لازم ہے اور جب پھل نمودار ہو کرے تو مسٹر میکفیل (MacPhail) کی ترکیب مذکور بالا کی پابندی ہمیشہ ملحوظ رہے۔

پنجستان میں سردے کی تین بے شمار ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ سردا خانے کی ترکیب کے ساتھ کو ہی مقاموں میں انگریزی اقسام کے سردے پیدا کئے جائیں گے چنانچہ اقسام کے نام فہرست ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

نمبر شری	نام	کیفیت
۱	کنگ آف ایٹلی (King of Italy) شاہ ایتالیہ	سرخ مغز کا سردا جو نہایت لذیذ اور گلابی ہوتا ہے
۲	گلبرٹس امپروڈ وکٹی آف باتھ ویلن (Gilberts Improved Victory of Bath Melon)	ایک مشہور قسم کا عمدہ اور نفیس سردا ہے
۳	لارڈ پنیر سیلن (Lord - Napier Melon)	یہ سردا مقدار میں سب قسموں سے بڑا اور بھی لذیذ ہوتا ہے
۴	دی سلطان (The Sultan Melon)	سبز مغز اور نہایت نفیس ہوتا ہے

افستہ پاکسٹی (Lute Pagoda) سے اپنی تصنیف میں ۱۹ اقسام
کے سروں کے نام لکھے ہیں اور آفرین لکھتے ہیں کہ انکے علاوہ اور بھی بہت
ہو یہ لحاظ اخذ نہ کرنا کہ انہیں سے کیا جاسکتے ہیں۔

واضح ہو کہ تجربیات بالا جو سروں کی نسبت جو اہمیت ہے ان سے اس میں
ہدایت ملے گی۔ بہت کہ اگر کوئی مقام ان میں سرو سے پیدا کئے جانے کی طرف متوجہ
فرمائیں تو یہ پند بھی نہ کیوں نہ ہو کہ بالائی کو ششون میں کامیاب ہو سکتے ہیں یا
جو امور اب ذیل میں درج ہو قی پر ان سے ظاہر ہو گا کہ ہندوستان کے میدانی
مقامات پر اس کی کاشت ممکن ہے چنانچہ جو اشخاص اس کام کی طرف متوجہ
متوجہ ہو سہم ہوں اپنے فکر محنت سے لذت یاب ہوتے گئے ہیں یہ امر مسلم ہے کہ ہندو
میدانی حصوں میں کابلی سرو سے کے برابر خوش ذائقہ اور نفیس زمین پیدا ہو سکتا
لیکن جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے اور سفید سے دیگر وغیرہ۔ سے لذت و نفاست میں کمین بہت
پیدا کیا جاسکتا ہے تو ایسی حالت میں نا تو بھی شائقین بہت دیرت اگر یہ تصور ہوگی۔
سرو فرنیچر (Furniture) کے لئے (Lute Pagoda) لکھتے ہیں کہ سرو سے کی ایک قسم
ہے جسے اپنے فیروز پور کے باغین تیار کی تھی اور ہم اپنی کو ششون میں پوری طرح
کامیاب ہوئے تھے یہ سرو کابلی اقسام سے تھا اور اس کے سفر کی رنگت سبز تھی۔
یہ سرو اجسامت میں بزرگ اور شکل میں بیضاوی تھا اسکی جلد مسطح تھی اور تمام جلد پر
جال کے طور کے نشان تھے جلد کا رنگ ہلکا سبز تھا اسکے تخم بھی بہ مناسبت جسم بزرگ
اور ہر ازستہ اسے طرح کابلی سرو سے کے پیدا کرنے میں شچو (Shoo Chow)
بمقام شیب پور جو سواد کلکتہ سے بڑے بہت کو شان ہوئے تھے اور آخر کار
کو شش بلخ کے بعد نہ صرف فائز المرام ہوئے بلکہ اس امر کی تحقیق بھی
کر سکے کہ سرو سے کابلی ملک ہندوستان میں حسب مراد پیدا کیا جاسکتا ہے

موت چھو کی ہدایت باغے مندرج ذیل اور بھی اون اسو کے طرف جو سروے کی کاشت
کے لئے درکار اور ضروری مقصود میں ارباب شوق کی توجہ فرمائی کا ملتی ہوتا ہے۔

فرنیچ صاحب کہتے ہیں کہ اضلاع مغربی و شمالی میں بھی وہی قاعدے سروے کی کاشت
کے لئے بکار آمد ہونگے جو مسٹر چو (Mr. Chow) نے بنگالہ کے واسطے مقرر کی ہیں
لیکن صرف اس قدر فرق متصور ہے کہ تقاضاے آب و ہوا و اضلاع مغربی و شمالی کو
خیال کر کے اس کی کاشت کی کارروائیوں میں دو ہفتہ التوا درکار ہوگی یعنی تخم ریزی کا
زمانہ اضلاع مغربی و شمالی میں بنگالہ کے اعتبار سے دو ہفتہ کے بعد پونچتا ہے۔

مسٹر چو (Mr. Chow) ہدایت کرتے ہیں کہ سروے کی کاشت کے لئے

اراضی ایسی تجویز کیجیے جو نہایت کھلتی ہوئی ہو کسی طرف سے بند نہ ہو اور اس کی مٹی میں
پل حصہ بالو اور پل حصہ گل خالص ہو دریاں جو تخم ریزی کے واسطے کھودی جاتیں دو
فٹ عمیق ہوں اور اونکا قطر دو یا ساڑھے دو فٹ سے کم نہ ہو ہر دری کو ایک
دوسرے سے چار یا چھ فٹ کے فاصلے پر واقع ہونا چاہئے ان دریوں میں تخم ریزی
کے قبل نصف جزو کو بریگھوڑے کی لید اور نصف جزو مٹی کھا دے کے طور پر ڈال کھانا
لازم ہے۔ تخم ریزی کا بہترین زمانہ نصف مارچ ہے اس وقت کی تخم ریزی سے سروے
کے جو درخت تیار ہوتے ہیں نہایت شا داب بالیدہ اور قوی ہوتے ہیں چنانچہ
اس وقت کے بوئے درخت دو مہینے بیشتر کے بوئے ہو درخت کے ساتھ ہی ساتھ
بارور ہوتے دیکھے گئے ہیں تخم ریزی کے قبل تخمون کو ۲۴ گھنٹوں تک گرم پانی میں
تر کر رکھنا چاہئے پھر کرینیکے بعد انکو تر کپڑے یا تر خاک میں دو تین روز چھا کر رکھنا
ضرور ہے تاکہ تخمون سے انگر نکل آویں جب ایسا ہو چکے تو فوراً ان تخمون کو دریوں میں

ملاحظہ ہو کہ حسب تحریر مسٹر فرنیچ (Mr. Francher) اضلاع مغربی و

شمالی میں تخم ریزی کا زمانہ مناسب نصف مارچ کی عوض ابتدا سے اپریل ہے۔

ایک دوسرے سے ایک فٹ کے فاصلے پر اور ایک انچ یا دو انچ عمق میں زمین درمی کو کہو دگر نصب کرنا چاہئے نصب کرتے ہی خوب پانی دینا لازم ہے اور اس سیر ہر روز اس وقت تک کہ جب تک سردے کے درخت زمین سے دو انچ بلند نہ ہو چکیں سیرابی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے بعد ازاں موقع موقع سے سیراب کرنا کافی اور مفید ہو گا حالت ابتدائی میں سیرابی کثیر سے سردے کے درخت نہایت قوت کے ساتھ بالیدہ ہوتے ہیں اور ایسے وقت کے سیراب شدہ درخت بالیدہ ہونے پر کثیر زندگی ہزار ہا سالوں سے محفوظ رہے جاتے ہیں۔

تحریر فرسوخ صاحب سے اسبقدر سٹریچو (Cheew) کی ہدایتیں دریافت میں آتی ہیں لیکن کارروائی ماسے بالا کے علاوہ اور بھی کس قدر کارروائیاں و کار میں یعنی تجربہ سے دریافت میں آیا ہے کہ سردے کے درخت شاخ اور ٹنڈرل کو ٹنگو کے بغیر جب مراد بار در نہیں ہوتے ہیں۔ ان کارروائیوں کی نسبت چند محققین کی ہدایتوں کا ذکر فرسوخ صاحب اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں مگر بدانت مولف اس میں جو کچھ مولف نے سابق میں لفٹٹ پاگسن کی تحریرات سے اقتباس کر کے درج کتاب مذکور کیا ہے اسکی پابندی ہندوستان کے میدانی حصوں میں بھی سردے کی کاشت کے لئے کافی ہوگی۔

سردے کی بحث کے اتمام کرنیکے قبل چند امور جو اس میوے کی نسبت قابل عرض ہیں درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

واضح ہو کہ کوہی اور بھی میدانی ملکوں میں سردے کی گچیان کیڑوں کی باعث ضائع ہجانی ہیں کرم خوری سے بچانیکے لئے چونا راکھ اور تبنیا کو سفوف کے اور کسی مٹن کے طرف میں رکھ کر بوقت ضرورت سردے کے پتوں اور شاخوں پر چھڑکنا چاہئے۔ اس نسخہ کے استعمال سے کیڑے مکوڑے سب مرجائینگے ہاں تجربہ سوچشیدہ

نہیں ہے کہ ابتدائی وقت نضب سے سرو کی گچھون کو بافراط سیراب کرنا ضروری
درخت کا باعث ہوتا ہے اور یہی اس ترکیب سے درختوں میں کیرے نہیں لگتے ہیں
اگر سیرابی کے ذریعہ سے استحفاظ کرم خوری کی شکل قائم رہے تو فہو المراد ورنہ سخت
بالا کی تعمیل ضروری تصور ہے ہر چند اس کے عموماً ضرر لاغی اور چار پانچ بجائے کھوت پیدا
ہوتی ہے مگر خود درخت کی بالیدگی میں کثیر نقصان لاحق ہو جاتا ہے اس نقصان کی وجہ
یہ ہے کہ سفوف یا راکھ کا شاخون اور پتوں پر چڑھ کر جانا مثلاً اس کے پتوں کا جھٹکا جاتا ہے
واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہر درخت کے پتے اس درخت کے لئے فلیٹر
یہ ہیں انہیں پتوں کے ذریعہ سے جمیع اشجار و بخوم و حشائش وغیرہ سانس لینے
نباتات کی آمدورفت نفس کے وسایل یہی پتے ہیں اگر ان کے مسامات کسی وجہ سے بند
ہو جائیں تو نباتات کو بالضرور کچھ نہ کچھ نقصان لاحق ہو گا پس سرو کے کی شاخ اور پتوں
سفوف مذکور کا چڑھنا خالی از مضر نہیں تصور ہے لیکن چونکہ اس سفوف پاشی
کی مضر کرم خوری کی مضر سے بہت کم ہے بحالت ضرورت سفوف پاشی کو
اختیار کرنا امر ناگزیر ہو جاتا ہے۔

سروے اور خربزے کے تخمون کو صاف کر نیکی ترکیب یہ ہے کہ انکی تخمون میں
راکھ ملائے ہیں اور بعد ازاں خشک ہونے کے لئے پہیلا دیتے ہیں خشک ہونے پر
سب تخم صاف ہو کر راکھ وغیرہ کی آمیزش سے علیحدہ ہو جاتے ہیں جب ان پہلوں کو
تخم صاف ہو جائیں تب انکو حفاظت کے ساتھ شیشوں میں رکھنا چاہئے اور
جب تخم ریزی کا زمانہ آئے تب شیشوں سے نکالنا چاہئے جب اچھی قسم کے
سروے اور خربزے کے تخم ریزی کے خیال سے رکھے جائیں تو اس بات کا
ملاحظہ واجب ہے کہ ان کو خربزہ کھیتوں کے قریب خراب قسم کے سروے اور
خربزے روپے ہوئے نیپاؤں ورنہ ان بڑی قسموں کی وجہ سے اچھے بھی

خراب ہو جائیگے اور خراب ہو جائیگی یہ صورت ہوگی کہ اچھے سردے یا خربزے اپنے جواروں
 بڑے سردے اور خربزون سے حاملہ ہو جائیگے اور اوسکے پہلوں کے تخم میں بڑے سردے ہوئیگی
 وجہ سے اچھے سردے یا خربزے پیدا نہیں کر سکیں گے۔ اہل و اطفال سے
 پوشیدہ نہیں ہے کہ سردے اور خربزے اُن اقسام نباتات سے ہیں جو بذات خود
 فرد افراد جامع ذکریت اور انثیت میں اس کے کوئی پھول مذکر ہوئے ہیں اور کوئی پھول
 مونث پھول مذکر سے حاملہ ہوئے ہیں ذریعہ حمل ایسے اجزائے صغار ہوتے ہیں
 ہوا کے وسیلہ سے مذکر پھول سے خارج ہو کر مونث پھول میں داخل ہو جاتا ہے
 جس طرح پرورفت واحد کے مذکر پھول سے مونث پھول کو حمل قرار پاتا ہے ویسے ہی کلون
 ہے کہ غیر درخت کے مذکر پھول سے بھی حمل کی صورت قرار پڑے پس اس وجہ سے
 اس بات کا لحاظ ضروری ہو جاتا ہے کہ اچھے اقسام کے سردے اور خربزے کے
 گرد و پیش میں بڑے اقسام کے سردے یا خربزے پروردہ نہ ہونے پائیں ورنہ
 بڑے کے اجزائے صغار سے اچھے کو حمل کی صورت پیدا ہوگی اور پہل بھی ناجار
 بڑے پیدا ہونگے اور جب ان بڑے پہلوں کے تخم سے نئے درخت پیدا کئے جائیگے
 تو وہ بھی بالضرورت شتہ یزید جمع الی اصلہ کے مصداق ٹھکین گے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
 کہ اعتباط بلوغ کے ساتھ بھی خرابی نسل واقع ہوتی ہے اس خرابی کی وجہ بعض اوقات
 یہ بھی ہوتی ہے کہ مدہ کھئی کبھی کسی بڑے درخت سے اجزائے صغار اوڑا کر اچھے
 درختوں پر آ بیٹھتی ہے اور مونث پھول ایسے اجزائے صغار کو قبول کر لیتے ہیں جسکی باعث
 حمل قرار پاتا ہے اور تنزلی قومی مترتب ہوتی ہے۔

Peacumis Inomordica

پھونٹ جمالی

یہ پہل ہی خربزہ ہے کہ طور پر پیدا ہوتا ہے لیکن خربزے کے برخلاف اسکی

شکل لاجینی ہوتی ہے اکثر اسکا فراہیت پہنکا ہوتا ہے۔ ہندوستان میں کثیرالوجود ہے۔ جو اوم اسکو بہ کثرت کہاتے ہیں درحقیقت یہ شے کم تھیکہ قابل نہیں ہے۔ اسٹارچ کا جسڈوپونٹ میں بمقدار کثیر پایا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس پہل کا جزو شکر زیادہ اسٹارچ (Starch) کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے۔ اس میں شیرینی بہت کم محسوس ہوتی ہے۔ سیوہ ہونکی حیثیت سے یہ پہل تو جہتاً شیرین کے قابل نہیں ہے مگر اسکی کاشت بلاشبہہ غربا اور مساکین کو نفع رسان ہوتی ہے۔

Water melon

ترتر

ہندوستان میں کثیرالوجود ہے۔ اکثر دیاروں میں اسکی کاشت ہوتی ہے اسکا پہل مقدار میں چوٹے ترتر سے لیکر گہڑے کے برابر ہوتا ہے پختہ ہونے پر جلد کا رنگ گہرا سبز سیاہی آمیز ہو جاتا ہے بعض کی جلد پر ابرو کی طرح کے نشان ہوتے ہیں۔ کسی ترتر کا مغز سبز اور کسی کا سفید ہوتا ہے۔ تموا ہندوستانی ترتر کے شیرین ہونے میں گرتے ہیں آیا ہو کہ لچو تانہ کو ریگستانی میدانوں میں بادیہ عرب کی طرح ترتر شیرین ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کی خشکی سوا فردا طلبت زایل ہو جاتی ہو جسکو باعث شیرینی بخوشی آجاتی ہو اکثر ترتر مقایسہ شمار پیکے ہوتے ہیں کثرت مائیت کی شیرینی کا باعث ہوا کرتی ہے اسیدو ہلے دیاروں کے ترتر زمین اعلیٰ درجہ کی شیرینی نہیں پائی جاتی ہے بخلاف اسکے عربستان کے ترتر نہ صرف بڑے بلکہ بھید شیرین بھی ہوتے ہیں اگر عرب کے ترتر کو تراش کر چھوڑ دیجئے تو انقضای دو ساعت کے بعد تراشی ہوئی سطح ترتر پر ترتر کے دانے نمودار ہونے لگتے ہیں۔ حالت یہ ہوتی ہے کہ عربی ترتروں میں جزو شکر بہ کثرت موجود رہتا ہے اور جب تراشیدہ مقام پر ہوا لگتی ہے تو تقاضا ہو اسے موضع تراشیدہ میں خشکی آنے لگتی ہے خشکی فنا سے مائیت کا نام ہے

فنائے مائیت کے بعد جو شے رہ جاتی ہے وہ جند و شکر ہے اور چونکہ جند و شکر بہ مقدار کثیر موجود رہتا ہے۔ مقدسی دانوں کی نموداری کو ہی امر خلافت قیاس اور موجب انجیب نہیں ہے۔

عموماً تربز کی شکل گڑوی یا بیضاوی ہوتی ہے مگر صوبہ اودہ میں تربز کی ایک قسم ہوتی ہے جو کدو سے دراز کے طور پر لا بنی ہوتی ہے اور کدو سے دراز سے بالکل ہم شکل بھی ہوتی ہے البتہ دونوں میں رنگ جلد کا تو فرق رہتا ہے ورنہ شکل ظاہری تو کسی طرح کا فرق پایا نہیں جاتا۔ تربز دراز کی جلد کا رنگ جلد کدو کی دراز کے برعکس ہے کہ اس پر سیاہی آمیز ہوتا ہے۔ مغز کی رنگت شوخ گلابی ہوتی ہے اور تخم سمجھو لی تربز کے برخلاف نہایت سیاہ ہوتے ہیں بلاشبہ تربز کی یہ قسم ارباب شوق قابل توجہ متصور ہے۔

جو تردوات کہ سروے کی کاشت کے واسطے درکار ہیں تربز کے لئے درکار نہیں ہیں ماہ جنوری میں تخم ریزی کرنا چاہئے اور چونکہ تربز کو سیرابی کی بہت حاجت ہوتی ہے سیرابی میں کسی طور پر کمی لاحق ہونے نہ پائے دیاروں میں سیرابی کی بھی جتن نہیں ہوتی ہے بدین وجہ کہ اسکی کاشت ایسی ہی زمین میں ہوا کرتی ہے کہ جو ایام بارش میں کچھ عرصہ تک نہ آب رہا کرتی ہے مگر جب باغون میں تخم ریزی کی جائے تو سیرابی کا خیال بہت ضروری ہے۔ اور چونکہ اسکی بیل دور تک پہنچتی ہے اسے ایسے موقع سے نصب کرنا چاہئے کہ اسکی بیلین جب خواہش پیل سکین۔

Granadilla.

گرانڈیلا

ریورنڈ فرمنجواس نباتات کی پانچ قسمیں اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں انکو نام یکے بعد دیگرے درج ذیل ہوتی ہیں۔

نمبر نشانی	نام	کیفیت
۱	کاسن گرانڈ لایا <i>Common granadilla</i>	اسکا پہل مستطیل مقدار میں لڑکے کے سر کے قریب قریب - مزا شیرین بلکہ ترشی کے ساتھ اور نہایت خوش ذائقہ گرم ملکوں میں استعمال کے قابل -
۲	ایپل فروٹڈ گرانڈ لایا <i>Fruited granadilla</i>	اسی سوئیٹ کالا باشش بھی کہتے ہیں <i>Sweet Calabash</i>)
۳	واٹر لیمن } <i>Water - Lemon</i>	گرم ملکوں میں بہ کثرت پروردہ کیا جاتا ہے اکثر اشخاص کو مرغوب ہوتا ہے -
۴	پریل فروٹڈ گرانڈ لایا <i>Purple fruited granadilla</i>	اسکا پہل مرغ کے انڈے کے برابر ہوتا ہے حالت خامی میں سبز اور پختگی میں آلودہ کا رنگ پیدا کرتا ہے -
۵	فلش کلرڈ گرانڈ لایا	اسکا مغز سرخ رنگ ہوتا ہے -

بقریہ غالب گرانڈ لایا کوئی قسم جناب نورالدین خالصاحب کے کارخانہ بناتا ہے جو بمقام رسا پھلا ضلع ٹالی گنج اطراف کلکتہ میں واقع ہے موجود ہے - ارباب شوق وہاں سے منگوا کر اسکا امتحان فرمائیں تو خوب ہو -

گرانڈ لایا کا درخت کسی دوسرے درخت کی استعانت کے بغیر بالیدہ نہیں ہو سکتا بلکہ بیل والی نباتات کا عموماً یہی طور ہے صرف گرانڈ لایا منبر اسندوستان میں دیکھا جاتا ہے کلکتہ میں کم بارور ہوتا ہے مگر ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ ہم نے بہت کم کوہٹی (*Gouhatti*) اس منبر کو بہ کثرت بارور ہوتا ہے دیکھا ہے اسکی باروری کا زمانہ ماہ دسمبر ہے مگر اسکے پہل وٹان ایسے اچھے نہیں ہوتے

یہ ایک ایسا درخت ہے جس کے بیج بالاسو چکے ہیں۔ ایک ایک بیج کا تولیہ ایک سال کے درخت کو پہنچتا ہے۔ چنانچہ جانتے کہ صرف اس کا تنہ رہ جائے ایسا کرنے سے اس کا یہی مراد کو پہنچتا ہے۔

Monstera

مانسٹرا

یہ ایک بیلدار بنات ہے اس کا وطن میکسیکو (Mexico) ہے۔ اس کا پہلا مشہور دربار اور لذت بخش قسم کے انسان کی طرح ہوتا ہے۔ حال میں یہ درخت فلوریڈا، ہندوستان، ہوا ہے اور لنڈ فرنیچر (Ben Fern) کہتے ہیں کہ اس ملک میں اسے کیا شکل پدا کی ہے اس سے بہو اطلاع نہیں ہے۔

Grapes

انگور

یہ عمدہ میوہ و مسروقہ و مشہور دربار و اسٹار ہے۔

واضح ہو کہ پنڈت ام کے انگور خاص ہندی وطن میں گران قسموں کے علاوہ بہت سی قسمیں ایسی بھی ہیں کہ دوسرے ملکوں سے یہاں پہنچ کر حسب مراد بارور ہوتی گئی ہیں اکثر ہمارے ہم وطنوں کا یہ خیال ہے کہ صوبہ بہار یا ہندوستان کے راجہ بون کو عمدہ انگور کے پیداوار کی صلاحیت حاصل نہیں ہے۔ بلاشبہ خیال ہمارے ہم وطنوں کو صوبہ بہار کے کھجور اور بد ذائقہ انگور دن کو دیکھ کر پیدا ہوا ہے ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ اگر عمدہ اقسام کے انگور دن کے پیداوار کی طرف توجہ دے تو ان کی کامیابی ایک امر یقینی ہے۔ جب کیفیت یہ ہے کہ غیر ملکوں کے انگور ہندوستان کے مختلف مقاموں میں کوشش اہل فرنگ سے حسب مراد بارور ہوتے گئے ہیں تو

کیا ہمارے ہندی ارباب شوق کی محنت رایگان جاسکتی ہے؟ ہمارے دیہی وطن کی
 اس غلط خیالی کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اس صوبہ میں ہمیشہ اسی قسم کے
 انگور پوسے جاتے ہیں جن کا ولایت میں گاؤں بھی نہیں پوچھتے بڑے اقسام کے
 انگور کو اور وہ بھی بلا قاعدہ ہو کر عمدہ پیداوار کی توقع رکھنا بعید از عقل ہے
 لیکن اگر پابندی قواعد علمیہ کے ساتھ عمدہ اقسام کے انگور کے جن کا ذکر آئندہ آتا ہے
 پروردہ کئے جائیں اور سوت حسب مراد بار ورنہ ہوں تو البتہ ایسی حالت میں اپنے
 دیس کی شکایت بجا ہوگی ورنہ تجربہ کافی بغیر اپنے دیس کو پیداوار انگور کے ناقابل
 سمجھنا حب الوطنی سے بہت دور ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اور بعض صوبہ جات ہندوستان کے
 صوبہ ہمارے زیادہ تر اس کام کی صلاحیت حاصل ہو۔ اس کم و بیش کافرق
 ایک امر دیگر ہے مگر بے تحقیق کافی ناقابل الزام لپٹنے دیس پر لگا دینا بلاشبہ
 ایک امر اگر معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے صوبہ ہمارے کی حالت یہ ہے کہ یہاں کے
 امرا علمی قواعد کی پابندی کے ساتھ کمتر آراستگی باغ کی طرف متوجہ ہوتی ہیں
 مالی جو باغوں میں رکھے جاتے ہیں نہ ان کو علم نباتات میں دخل ہوتا ہے اور
 نہ ان کو کیمسٹری آتی ہے ان جاہلون کو اسکی بھی خبر نہیں رہتی ہے کہ کن کن
 ملکوں میں کیسے کیسے انگور پوسے ہیں اور کن کن ملکوں کو ہندوستان کی زمینوں
 کے ساتھ کس قسم کی مناسبت یا مخالفت حاصل ہے یہ ہندوستانی مالی جو
 بیشتر محض نادان ہوتے ہیں اپنے ملکوں کو جو بیشتر فن باغبانی سے اور نیچے
 بے سروکاری لاحق رہتی ہے جیسا چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں جسکی بدولت معاملات
 باغبانی میں ہزاروں نئے خیالات کے پابند ہمارے مہوطن ہو جاتے ہیں چنانچہ منجملہ
 نئے خیالات باغبانی کے ہمارے ہم وطنوں کا ایک نکتہ خیال یہ ہے کہ ہمارے
 دیار میں ترش بد ذائقہ اور چھوٹے چھوٹے انگوروں کے سوا کسی اور

قسم کے عمدہ انگور دن کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بحالت موجودہ جو انگور صوبہ بہار و بنگالہ و اطراف صوبہ بہار و بنگالہ میں پیدا کئے جاتے ہیں۔ ایسے ذلیل اور بُرے ہوتے ہیں کہ اونکی طرف انگور کی نسبت بھی ستم ہی ستم ہے مگر یہ نامرادی پیداوار سرزمین صوبہ بہار وغیرہ کی ناقابلیت کی دلیل نہیں ہو سکتی جو کس واسطے کہ بحالت موجودہ انگور کی جو قسمیں ان اطراف میں دیکھی جاتی ہیں خود نہایت ارزل ہیں اور اوسپر امر مزید یہ ہے کہ اونکے پیدا کر نیوالے بیشتر نا تعلیم یافتہ اور جاہل اشخاص ہوتے ہیں بہر حال تحریرات ذیل کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ انگور کی کاشت حسب مراد عمل میں آسکتی ہے اور بالفرض اگر ہندوستان میں یہ میوہ اوس عمدگی اور لطافت کو نہ پہونچ سکے جیسا کہ عموماً انگور خیر ملکوں میں پیدا ہوتا ہے تو بھی اسکی حالت موجودہ بہت کچھ ترقی کر سکتی ہے جیسا کہ اگر ارباب شوق ایسے عمدہ میوہ کی پیداوار کی طرف کوشش نہ کریں واقعی یہ ہے کہ کوئی میوہ انگور کی برابری نہیں کر سکتا ہے اگر دعویٰ ہماری اس میوہ کے ساتھ کسی میوہ کو ہے تو البتہ آم کو ہے جن لوگوں نے عمدہ عمدہ اقسام کے آم ذائقہ کئے ہونگے ہمارے اس قول کے ساتھ تمام اتفاق کرینگے مگر ایسے حضرات جنکو صرف معمولی بیجی اور مالہ آمون کے ذائقہ قناعت کی نوبت پہونچی ہے اونے آم کی عمدگی کی داد طلبی بھی پیدا دی ہے۔

فرمنجو صاحب (Mr. J. R. Manger) کہتے ہیں کہ انگور کی قسمیں ہندوستان میں بے شمار ہیں اور بعض اونہیں ایسے عمدہ پہل دیتی ہیں کہ اونکے پہل مقدار و ذائقہ دنیا کے کسی ملک کے انگور سے زہار کم نہیں ہوتے ہیں صاحب مدوح فرماتے ہیں کہ میرے فیروز پور کے باغ میں پانچ یا چھ قسم کے انگور تھے جو نہایت لذیذ دانے پیدا کرتے تھے مگر میں اونکے نام سے کبھی اطلاع نہ ہوئی سٹرال برکلی (Mr. L. Berkeley) کی تحریر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ لاہور میں چند عمدہ

اقسام کے انگور جو غیر ملکوں سے لاکر نصب کئے گئے تھے حسب مراد بارور ہوتے ہیں
انکے علاوہ پنجاب میں انگور کی ایک قسم اور بھی موجود ہے کہ جو کشمش کے مانند بیدار نہ
شریہ کرتی ہے۔ اورنگ آباد میں بھی انگور کی ایک سیاہ قسم دیکھی جاتی ہے جو پگالی
سیاہ انگور سے کسی بات میں کم نہیں معلوم ہوتی ہے۔ اس قسم کے سیاہ انگور کی
کاشت دولت آباد میں بہ کثرت ہوتی ہے۔ مولف نے اس سیاہ انگور کو سفر کن
کے زمانہ میں ذائقہ کیا ہے واقعی یہ قسم نہایت لذیذ ہوتی ہے اسکے ذائقہ کرنے پر
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہندوستان کے بعض مقامات کو پیداوار انگور کی پوری
صلاحیت حاصل ہے یہ سیاہ قسم بقیاس مولف اطراف پٹنہ و بنارس والہاں
وغیرہ میں حسب مراد بارور ہو سکتی ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے پٹنہ کے ارباب
شوق پٹنیا سیاہ انگور کو انگور سمجھ کر اپنے باغوں میں جگہ دیتے ہیں اور کبھی
اورنگ آبادی سیاہ انگور یا اور کسی عمدہ قسم کے انگور کی پرورش کو مروت کوئی
کی طرف مطلقاً مائل نہیں ہوتی ہیں۔ اورنگ آبادی سیاہ انگور کے علاوہ اس
رنگ کا انگور ریاست ریوان و کالنبر میں نہایت نفیس پیدا ہوتا ہے۔ کنوار میں
بھی انگور کی ایک نہایت عمدہ قسم دیکھی جاتی ہے مگر یہ قسم بقرنیہ غالب واصل
کشمیر وطن ہے یا وسط ایشیا سے لائی گئی ہے۔ بنگلور میں انگور کی ایک قسم جو
جسکے پہل اکتوبر نومبر میں مراد پڑاتی ہیں۔ یہ قسم بھی اچھی ہوتی ہے۔ اطراف کلکتہ
کی زمین کو پیداوار انگور کی صلاحیت کم معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمنجی صاحب لکھتے ہیں
کہ ہم ۱۸۵۹ء میں یورپ کے عمدہ اقسام کے انگور مقام اوٹاکمنڈ سے چننورا
لائے مگر کوئی بھی بالیدہ نہ ہوئے جیسے آئے تھے ویسی ہی رہ گئے معلوم ہوتا ہے
کہ فرمنجی صاحب کے لائے ہوئے انگور نازک اقسام کے تھے اس واسطے اطراف

مک صوبہ بونڈیل کنڈ میں واقع ہے۔

کلکتہ کی نامور اعلیٰ آب و ہوا سے ضائع ہوتے گئے اگر قوی اور غلیظ اور گرم ہو تو انگریزوں کی اس بیماری سے بچنے کے لئے انگریز کلکتہ اور اطراف کلکتہ میں مروج کئے جاتے ہیں تو پیداوار سے قبل کی اس بیماری سے بچنے کے لئے چنانچہ خود صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ بمقام گوسری جو سواد شہر کلکتہ سے ملتا ہے ٹیبلو اسٹاکرٹ (Talhart) نے کسی قسم کا انگریزی انگور پروردہ کیا تھا جو خوب بالیدہ ہو کر حسب مراد بارور ہوا تھا یہ انگور نہایت صحیح المزاج اور تنومند تھا معلوم ہوتا ہے کہ قوی اقسام کے سوا ضعیف اقسام کے انگور کلکتہ اور اطراف کلکتہ میں بالیدہ اور بارور نہیں ہو سکتے ہیں کس واسطے کہ اوشس اور اس کے اطراف کی ہوا کی یہ تاثیر ہے کہ وہاں انگور کا بالیدہ کرنا ایک سخت دشوار ہو جاتا ہے اکثر یہی ہوتا ہے کہ نصیب کئے جانیکے بعد پھر انگور کے درخت کسی قسم کی جسمی ترقی نہیں کرتے ایک ہی حالت پر عرضہ راز تک رہ کر ضائع ہو جاتے ہیں۔

فہرست ذیل جسمیں چند اقسام کے انگوروں کے نام و بیان مندرج کئے جاتے ہیں قابل توجہ حضرات اہل شوق ہیں۔

نمبر شمار	نام	کیفیت
۱	باربروسا Barbarossa	انگلستان کا انگور ہے اسکی لاجبی کارٹر کمپنی لندن (Carter & Colson London) کے ذریعہ سے ہندوستان میں منگوائی جاسکتی ہے یہ انگور اچھی قسم کا ہے اور باب شوق استھانہ اسکی پرورش ضرور فرماتین۔

۳۰	بلیک الیکنٹی (Black Alicante)	ایضاً
۳۱	بلیک ہمبرگ (Black-Humburg)	ایضاً + یہ قسم شہر لاہور میں بارور ہو چکی ہے جیسا کہ مسٹر برکلی (
		لکھتے ہیں کہ میرے باغ میں حسب مراد بارور ہوتی ہے شاہد سرکاری باغ لاہور میں نہیں ہے کس واسطے کہ وہاں کی فہرست شجرہ میں اس کا نام نہیں دیکھا جاتا ہے لیکن یہ قسم سرکاری باغ لکھنؤ میں موجود ہے۔
۳۲	بلیک سکت (Black Muscat)	ایضاً + شاہد یہ قسم بھی مسٹر برکلی کے باغ میں بارور ہوتی ہے۔
۳۳	بلیک پرنس (Black Prince)	عمدہ انگریزی انگور ہے قابل توجہ شاہد یقیناً یہ قسم سرکاری باغ سہارنپور میں موجود ہے۔
۳۴	بودو مسقط (Boudo Muscat)	ایضاً مگر یہ اطلاع مولف یہ قسم ہندوستان میں نہیں پہنچی ہے۔
۳۵	بک لینڈ سوٹ واٹر (Buckland Sweet Water)	عمدہ انگریزی انگور ہے قابل توجہ ارباب شوق ہے۔ بقرینہ غالب ابھی تک یہ قسم ہندوستان میں نہیں ہے مگر ایک قسم سو سوم بے سوٹ واٹر سہارنپور کی سرکاری باغ میں موجود ہے۔
۳۶	کبیلان سکت (Chablan Muscat)	عمدہ انگریزی انگور ہے مگر یہ اطلاع مولف

ایضاً	۹	فروٹینڈ وی لمیس Ferdinand de Leups.
ایضاً	۱۰	فرٹیکٹائل Frankenthal.
ایضاً۔ بقرنیہ غالب یہ قسم بمقام لاسوسٹر برکلی (Mrs Berkeley) کے	۱۱	گولڈن شیمپین - Golden - Champion.
باغ میں حسب مراد بارور ہوتی ہے مگر وہاں کی سرکاری فہرست اشجار میں اسکا نام مولف کی نظر سے نہیں گزرا ہے۔	۱۲	گروس کالمن Gros - Colman.
ایضاً + عمدہ انگریزی انگور ہے یہ قسم ہندوستان میں بقرنیہ غالب نہیں پونجی ہے۔	۱۳	گروانڈ سوٹ واٹ - Gros - and sweet - water.
عمدہ انگریزی انگور ہے یہ اطلاع مولف یہ قسم ہندوستان میں نہیں آئی ہے	۱۴	لیدی ڈونر سڈلنگ Lady Doner's Seedling.
عمدہ انگریزی انگور ہے اور لکھنؤ کے سرکاری باغ میں موجود ہے۔	۱۵	سبز رینڈلک مسکٹ Mrs Prince's Black Muscat.
ایضاً مگر یہ اطلاع مولف ہندوستان میں ابھی تک یہ قسم لائی نہیں گئی ہے۔	۱۶	مسقط اسکندریہ Muscat of Alexandria.
عمدہ انگریزی انگور ہے۔ سرکاری باغیچہ لکھنؤ و سہارنپور میں یہ قسم موجود ہے	۱۷	رایل ایکات - Royal - Ascot.
عمدہ انگریزی انگور ہے بقرنیہ غالب ابھی تک	۱۸	رایل مسکٹ - Royal - muscadine.

ہندوستان میں نہیں پہنچا ہے۔

ایسٹ

۱۹ ٹرنہم بلیک - Trenham

Black.

عہدہ انگریزی انگور ہے سرکاری باغات

۲۰ ویاٹ فرانکلین - White

Frontignan.

سہارنپور و لاہور میں یہ قسم موجود ہے۔

۲۱ ویاٹ نایس - White

Nice.

ایضاً مگر تقریباً غالب ابھی تک ہندوستان میں

اس قسم نے تاج نہیں پایا ہے۔

۲۲ گرزی فرانکلین - Grisly

Frontignan.

انگریزی انگور ہے لاہور کے سرکاری باغ میں جو

ہے۔

۲۳ رایل وینارڈ - Royal

Vineyard.

ایضاً سرکاری باغوں میں لکھنؤ اور لاہور

موجود ہے۔

۲۴ آسٹری ایٹ - Austreate

۲۵ بلیک برگنڈی - Black

Burgundy.

ایضاً سرکاری باغ سہارنپور میں موجود ہے۔

ایضاً ایضاً عہدہ انگور ہے۔

۲۶ ڈاماسکس - Damascus

۲۷ اری میجر - Early

Hamburg.

" " "

" " "

۲۸ مسکٹ میجر - Muscat

Hamburg.

" " "

۲۹ وست سنٹ پیٹر - West

st-Peter.

" " "

۳۰	ویاٹ شیمپین - White Champion.	ایضاً ایضاً ایضاً
۳۱	میڈرس فیلڈ کورٹ - Madras Field-Court.	عمرہ انگریزی قسم ہے سرکاری باغ لکھنؤ میں موجود ہے۔
۳۲	بمبئی کاسٹنخ انگور - Bombay Red.	ہندی انگور ہے سرکاری باغ لکھنؤ میں موجود یہ قسم بہت عمدہ نہیں ہے۔
۳۳	دیسی سفید انگور - Country White.	ایضاً ایضاً اس قسم سے اکثر اشخاص واقف ہیں یہ قسم پٹنہ میں بھی دیکھی جاتی ہے۔
۳۴	کابلی انگور سیاہ	یہ قسم قابل توجہ ہے لاہور کے سرکاری باغ میں موجود ہے۔
۳۵	حسینی - Hosaini	یہ انگور سفید رنگ دراز نہایت لطیف اور شیرین ہوتا ہے کابل سے جو انگور سفید رنگ پٹاریون میں ہر سال ہندوستان آتا ہے شاید ہی حسینی انگور ہے اگر حسینی نہیں ہے تو حسینی کے ساتھ اشبہ بہت ہے حسینی انگور کشمیر میں بھی پیدا ہوتا ہے یہ انگور بہت کچھ قابل توجہ اور باب شوق ہے۔ لاہور کے سرکاری باغ میں موجود ہے۔
۳۶	کشمش - Kishmish	یہ انگور معروف خاص و عام ہے اس میں تخم نہیں ہوتا سرکاری باغ لاہور میں موجود ہے۔
۳۷	پشوری - Peshawar	یہ انگور سرکاری باغ لاہور میں موجود ہے۔

ہنایت عمدہ قسم ہے کشمیر وطن ہے۔ ارباب
شوق کشمیر سے منگواسکتے ہیں۔

ہنایت لطیف و شیریں ہوتا ہے بقرینہ عطا
ہندوستان میں اسکی پرورش نے
راج ہندیا ہے۔ اس انگور کا وطن
ملک ایران و کابل و عراق وغیرہ ہے اہل ہند
جبکہ سفر کابل و ایران و عراق کا اتفاق ہوا ہے
البتہ اسکی عمدگی کی شہادت دے سکتے ہیں۔

ایضاً

ایضاً

یہ انگور نمبر ۳۰۴ و ۳۰۵ سے بھی زیادہ لطیف
اور شیریں ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ انگور کی قسمیں بہت ہیں جسقدر ذکر
ہوئیں توجہ ارباب شوق کے لئے کافی ہیں +
انگریزی اقسام جو مذکور ہوئے اوکی حقیقت یہ ہے
کہ بہت اونچیں ایسے ہیں کہ جو حقیقت ایشیائی
وطن میں مگر چونکہ اب انگلستان میں پروردہ
کئے جاتے ہیں اور ہندوستان میں انگلستان
سے آتے گئے ہیں بالائے جاسکتے ہیں اب
اؤکو انگریزی اقسام کہنا امر مجبوری ہو گیا ہے
اسکے علاوہ ہم ہندو یوں کو انکے ایشیائی ناموں

۳۸ - kruska

۳۹ عکری

۴۰ صاحبی

۴۱ ریش بابا

۴۲ انگور کشمشی

دریافت کرنا چونکہ بہت دشوار ہے اس لئے ناپا
اوتھنے انگریزی ناموں پر اکتفا کرنا لازم ہے۔

جو اشخاص انگور کے طرز کاشت یا طریقہ پرورش سے ناواقف ہیں انگور کا پیدا کرنا ایسا
امر دشوار سمجھتے ہیں کہ خیال دشواری اپنے باغون میں اس عمدہ میوے کو کتر جگہ دیگر
میں حالانکہ انگور کی کاشت یا پرورش اوسقدر تردد طلب ہے جتنا کہ اور اشجار
و جنوم مثلاً اقسام آم و لہجی و شفتالو و کولا و اسٹابری و انناس و سردا و غیرہ وغیرہ
کی پرورش و نگاہداشت متقاضی تردد ہوتی ہے جو اراضی کہ درختان مذکورہ بالا کو
بالیدہ کر نیکی صلاحیت رکھتی ہے انگور کے درخت کو بھی بالیدہ کر سکتی ہے ظاہر
کہ جس طرح فن باغبانی کی دانست کے بغیر لاعلمی کی صورت میں درختان مذکور
حسب مراد بارور نہیں ہو سکتی اوس طرح انگور کی بھی پرورش بوضع احسن
عمل میں نہیں آسکتی پس اگر پابندی قواعد علمی کے ساتھ انگور کی کاشت
یا پرورش عمل میں آوے تو زیر باری کثیر کے بغیر آسانی کے ساتھ میوے سے
تمتع کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ *Mr James Keith* کھنڈلنگ (James Keith)
کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان میں بھی بہت سی فضول کاروائیاں
انگور کی کاشت میں عمل میں آتی ہیں چنانچہ محقق موصوف لکھتے ہیں کہ انگور کی
ایک امر نہایت آسان ہے اگر طول فضول اور غلط کاروائیاں مروج نہ ہوتیں
تو اسکی کاشت کی نسبت بہت کچھ تحریر کی ضرورت بھی نہوتی۔ انگلستان میں
انگور کی کاشت ایک شے بلاوجہ دشوار اور بلا ضرورت بہت خرچ طلب ہو رہی ہے
یہاں کا دستور یہ ہے کہ اول زمین کو چار یا پانچ فٹ عمیق کھود ڈالتے ہیں
اور بعد ازاں اس کھودی ہوئی زمین میں طرح طرح کی چیزیں بشکل مرکب تقویت
زمین کے لئے داخل کر دیتے ہیں۔ جہاں پاکستان قائم کرتے ہیں وہاں کی زمین

بیشتر ایسی ہوتی ہے کہ جو پچاس برس سے چڑھا ہوا میٹھس دگا اور ہلکی ہے اور
 ان جانوروں کے سالہا سال کے قتلے سے پر مادہ ہو رہی ہے اور سپر نرید
 ثقیوت کی نظر سے گو بر۔ مینگنیاں۔ لید۔ سور کا گوہ۔ گائے کا خون۔ استخوان
 جو شدادہ۔ گھوڑے اور بیلوں کے ناخون جو نعلبند سی کے وقت تراشے جاتی
 ہیں یہ سب کے سب داخل زمین کئے جاتے ہیں۔ جب اس عجیب ترکیب زمین پر
 انگور کے درخت نصب کئے جاتے ہیں تو بے انداز بڑھنا شروع ہوتے ہیں
 اور جو برایمان انگور کے واسطے متصور ہیں سب کو طور ہوتا ہے یعنی شاخوں کی
 پور بن بہت لابی نکلتی ہیں۔ جزو سیمری زیادہ پیدا ہوتا ہے اور جسم درخت متخلل
 اور نرم ہو جاتا ہے اور جب درخت بارور ہوتا ہے تو پہلوں میں ایسی گلابیت
 پیدا ہو جاتی ہے کہ اگر قسم انگور بلیک ہمبرگ (*Black Hamburgh*) ہو
 تو ان سوندیریوں سے روڈ ہمبرگ (*Red Hamburgh*) ہو جاتی ہے
 جسے دو تمندان انگلستان میں اونکے ناکستان میں بھی غلط کارروائیاں مروج
 ہیں مگر تجارت پیشہ اشخاص ان طول فضول کارروائیوں کے گرد نہیں پھرتے
 یہ لوگ نہ بطریق بالا زمین کو اس قدر عمیق کہو دیتے ہیں نہ کہاؤ کی کثرت سے
 اصلی صلاحیت زمین میں کسی طرح کا غیر طبعی انقلاب پیدا کرتے ہیں۔ حسب مراد
 انگور پیدا کرنے کے لئے نرم بالو آمیز زمین تجویز کر کے انگور کے درخت نصب کر دیتی
 البتہ نصب کرنے کے قبل تہا لون میں صرف نرم اور چور کٹی ہوئی مٹی ڈال رکھتی ہیں
 نرم زمین پا کر انگور کی جڑیں خود ہر طرف پھیل جاتی ہیں اور درخت حسب مراد بالیدہ
 ہو کر پھل بھی حسب مراد پیدا کرتے ہیں لیکن یہ اشخاص تجارت پیشہ درختوں کو موقع
 سے چھانٹنے میں بہت کوشاں ہوتے ہیں جسکی وجہ سے انکو پور کی صلاحیت
 نصیب ہوتی ہے۔ انگور کے پھانٹنے کا بیان آئندہ آئیگا اس وجہ سے ارتجاس

اشخاص کے چھانٹنے کا طور اس مقام پر مندرج نہیں کیا جاتا ہے۔ کس
 سٹرکٹھل (Strychnine) کی تحریر بالاسے عیاں ہے کہ انگور کی کاشت
 بہت تردد و خیر امر نہیں ہے واقعی حالت یہی ہے جیسا کہ حقوق مریضوں کی نفع بخش مہارتوں کا
 منش ہے ہندوستان میں اوسے آسانی کے ساتھ عمدہ اقسام کے انگور پیدا
 کئے جاسکتے ہیں جیسا کہ اشخاص تجارت پیشہ انگلستان میں پیدا کرتے ہیں تجربہ سے
 معلوم ہوتا ہے کہ سخت کیوال زمین انگور کے درخت کو بالیدہ کرنیکی پوری صلاحیت
 نہیں رکھتی ہے۔ بالو آمیز کیوال یا لمبذری یا دورس زمین یا کوئی ایسی زمین جو نرم
 اور بالو آمیز ہو اس کام کے واسطے موضوع ہے۔ اگر سخت کیوال زمین میں انگور
 لگانے کی کسی وجہ سے مجبوری لاحق ہو تو اس حالت میں جہاں جہاں پر انگور کا درخت
 نصب کرنا مقصود ہو وہاں پر پہلے سے فدا دم زمین کہو دکر نرم اور بالو آمیز مٹی
 اوس میں ڈال رکھنا چاہیے۔ اس ترکیب سے جب درخت لگائے جائینگے تو انکو
 بالیدگی میں دیر نہیں لگیگی بہر حال جب زمین پرورش انگور کے واسطے تجویز
 کیجا چکے تب ناکستان کی تیاری کے لئے کارروائی ماسے ذیل کا عمل ہونا
 ضروریات سے ہے۔

ظاہر ہے کہ انگور کا درخت بیلدار ہونے کے باعث کسی ایسی مضبوط شے کی
 استعانت کے بغیر کہ جسپر چڑھ کر وہ اپنی شاخیں پھیل سکے بالیدہ نہیں ہو سکتا
 اسلئے اسکے واسطے ایک زمین ایسی تجویز کرنا چاہئے جو جنوباً و شمالاً انگور بونچوں
 کی خواہش کے مطابق طویل ہو اور عرض میں دس یا بارہ فٹ سے کم نہو
 اس زمین کی ہر دو جانب طولانی بن سات یا آٹھ فٹ کے فاصلوں پر برابر تختہ
 پائے جوہ ۱۔ انچ مربع اور سات فٹ بلندی میں ہوں تعمیر کئے جائیں اور ہر دو
 پاؤں کے درمیان بانس کی جھڑیاں لگائی جائیں اور عرض کے ہر دو پاؤں کے

تقابل پر ایک شمشیر رکھی جائے اور ہر شمشیر کے وسط میں دریا تین فٹ کا بلند لٹوا جاتا ہے اور اس بلندی پر جعفری کا دو چہرہ ڈالا جائے جب اسکی تعمیر سے فرصت ہو چکی تب طول کے ہر دو پایہ کے وسط میں زمین درست کر کے انگور کا ایک درخت لگایا جائے بالیدہ ہو کر یہ سب انگور کے درخت پائون کی جعفریان اور دو چہرے کی جعفریان کو اپنی شاخوں اور پتوں سے چھائی لینگے اور یہ پاکستان برائے خود زیور بارغ ہو جائیگا اسکے سایہ میں جنو باوشمالاً نہ صرف ٹہلنے اور پھرنے کی معقول جگہ قائم ہو جائیگی بلکہ صدہ گملوں کے درختوں کو سایہ میں رکھنے کا موقع ہاتھ آئیگا۔ ہندوستان میں پاکستان تیار کرنیکی یہی ترکیب ہے اور اس ملک کے واسطے یہی طریقہ نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل انگلستان اس وضع پر پاکستان نہیں تیار کرتے ہیں۔ انگور کی بیلوں کو اکثر دیواروں پر چڑھاتے ہیں چونکہ بدانت مولف طریقہ انگریزی اس ملک کے حسب حال نہیں اس واسطے بہ نظر اختصار درج کتاب ہذا نہیں کیا جاتا ہے۔

آخر ایام بارش انگور نصب کرنیکا بہترین زمانہ ہے۔ کوہی مٹامون میں ابتداء زمانہ نصب سے چار برس کے اندر انگور بارور ہوتا ہے لیکن ہندوستان کے میدانی حصوں میں اس سے بھی زیادہ زمانہ اسکے بارور ہونیکے لئے درکار ہے۔

درختوں کی تقویت کی نظر سے ہر سال القضاہ ماہ اکتوبر کے بعد انگوروں کی جڑوں کو کھود کر چلنے یا سات ہفتہ تک کھلا رکھنا چاہئے اس عرصہ میں پرانی پتیاں خزان کر جائیگی ایسے وقت میں انگور کی شاخوں کو چھانٹنا بھی لازم ہے فروری آتے نئی شاخیں اور پتیاں نکلنا شروع ہو جائیگی پشاخوں اور پتیوں کے نکلنے کے قبل چھانٹنے کا یہ فائدہ ہے کہ درخت کا مادہ ضائع نہیں جاتا جو لوگ شاخوں سے نورستہ دہر گہائے تازہ کے ظہور کے بعد ایسا کرتے ہیں

درختوں کی قوت مفت میں ضائع کر ڈالتے ہیں بہر حال جب شاخاے نور ستہ
و برگ ہائے نازہ کی نمود شروع ہوا و سیوقت درختوں کی کھلی ہوتی جڑوں کو
کہا د ڈا کر بند کر دینا چاہئے اور اگر پانی کی ضرورت دیکھی جائے تو بقدر انداز
پانی بھی دینا چاہئے انگوڑی جڑوں کے واسطے کہا د کا نسخہ مندرج ذیل ہوتا ہے
شورہ کھلی سرسف گوبر بوسیدہ آٹک یعنی چونا گڑ کھلی اور گڑ کو
ختم میں سڑائیں جب کہا د کا زمانہ آئے تب گوبر بوسیدہ سڑی ہوئی کھلی اور
گڑ کو جڑوں میں ڈا کر شورہ اور آٹک کو علیحدہ علیحدہ پانی میں محلول کر کے اوپر سے
داخل کریں۔

اگر سڑی ہوئی مچلی کا کہا د موجود ہو تو جڑوں میں داخل کریں اور اوپر سے تھوڑا تھوڑا
شورہ کو باریک کر کے چیشین اسکے بعد تھامے کو برابر کر ڈالیں اگر مچلی کی کہا د کا
سامان نہ ہو سکے تو گھونگھو کے مغز کا کہا د مچلی کے کہا د کا بدل ہو سکتا ہے
گھونگھو کے مغز کے کہا د بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک خم میں گھونگھو کے مغز
اور نرم مٹی کو توبہ تو ڈالتے جاتے ہیں دو تین مہینے میں سب مغز بوسیدہ ہو کر
مٹی میں شامل ہو جاتا ہے۔ مچلی اور گھونگھو کے مغز دونوں میں فاسفورس
موجود ہے لیکن مچلی میں زیادہ ہے مگر دونوں کی کہا د کے ساتھ شورہ کی محبت
واجبات سے ہے اس واسطے کہ نظام نباتات میں نمک و پوٹاش و فاسفورس کو
اجزا بہت کچھ دخل رکھتے ہیں۔

انگوڑ کو سیرابی کی حاجت بہت ہوتی ہے لیکن کثرت سیرابی جیسے تمام شجر
اشجار و بخوم و سائیش کو مضر ہوتی ہے اوسط طرح انگوڑ کو یہی ہوتی ہے بس
سیرابی کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جب پرانی شاخوں کے چھانٹے جانے کے بعد نئی
شاخیں اور نئے سے نکلنا شروع ہوں تو اسی وقت سے اسکو بقدر حاجت

پانی دینا چاہئے پہر جب شاخون میں پہول لگین تو اس وقت سے لیکر اس زمانہ تک کہ جب انگور کے دانے کچھ شکل نکال چکین مناسب سیرابی میں کوتاہی نہیں کرنا چاہئے مگر انگور کے پختگی کے زمانے کے کچھ روز پہلے ہی سے سیرابی موقوف کر دینا چاہئے اس وقت کی سیرابی سے پہلون کی شیرینیت کم ہو جاتی ہے جب انگور کے خوشی پختگی کے قریب ہوں تو خوشون کے قریب کی شاخین اور پتیان جو آمد روشنی اور ہوا کی مانع ہوتی ہوں انہیں فوراً دور کرنا چاہئے ورنہ حجاب کے وجہ سے پہلون کے نفخ میں فتور پڑیگا اور عدم نفخ کے باعث پہلون میں رشتی رہ جائیگی انگور کے بارور کرینکے لئے اسکی شاخون کو موقع کے ساتھ چھانٹنا ضروریات سے ہے ورنہ معقول پیداوار کی امید ساقط متصور ہے۔ انگور کا درخت کثیر الاوراق اور کثیر الاعضاء ہوا کرتا ہے یعنی انگور کا درخت کثرت سے پتے اور شاخین پیدا کرتا ہے چونکہ ہنرمی جزو زیادہ پیدا کرتا ہے اتنے اسکو چھانٹنے کے بھی ضرورت سال بسال ہوا کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ انگور کے پروردہ کرنے کی علت غائیہ یہی ہے کہ اس سے پہل پیدا ہوں نہ یہ کہ اسکی شاخون اور پتیوں کی کثرت تاکستان جنگل کی شکل پیدا کرے اس واسطے اسکی شاخون اور بیلون کا چھانٹنا ضرور ہو جاتا ہے تاکہ وہ مادہ جو شاخون اور بیلون کے طرف صرف ہوتا وہ پہلون کے طرف منتقل ہو کر حسب مراد باروری کا سامان کر سکے۔ مولف سابق میں عرض کر چکا ہے کہ انگور کے درختوں کو چھانٹنے کا بہترین زمانہ وہی ہے کہ جب اونکی پتیان خزان کر جاتی ہیں اسواسطے وسط نومبر اس کام کے واسطے مناسب زمانہ متصور ہے لیکن اگر اس سے بھی دوچار روز پہلے چھانٹنا عمل میں آئے تو افسوس ہو گا مگر انقضائے نصف ماہ نومبر کے بعد جس قدر زیادہ التوا کی صورت ظہور میں آئیگی اسقدر اسکا عمل کمتر مفید ہونا جائیگا۔ بہر حال چھانٹنے کا طریقہ یہ ہے

کہ ہر شاخ کی تین آٹھ یعنی تین پورین چوڑ کر سب کو تراش ڈالنا چاہئے تراشنے کے بعد عرق شجری اعلیٰ کی طرف صعود کرتا شروع ہو گا نئی شاخوں کے آثار نمودار ہونا شروع ہونگے نئی پتیاں نکلنے لگیں گی اور آخر کار پہول نمایاں ہو کر حسب مراد پہل لگیں گے اور تمام محتون کا انجام بخیر ہو گا جو اشخاص ایسے زمانہ میں اپنے انگور دن کو چھانٹتے ہیں کہ جب عرق شجری صعود کرنے لگتا ہے اور نئی شاخیں اور پتیاں درختوں میں نکلنے لگتی ہیں تو اوں کے انگور کے درخت انکی اس غلط کارروائی کی بدولت کمزور ہو کر حسب مراد بار بار درہنیں ہو سکتے ہیں واقعی اس غلط کارروائی سے درختوں کا جو شش محض بیکار جاتا ہے موقع سے درختوں کا چھانٹنا جس قدر مفید ہوتا ہے اوس قدر اوتکا بموقع چھانٹنا جانا اوتکو ضرر رسان ہوتا ہے مگر جاہل اشخاص جو ترکیب و نظام نباتات سے لاعلمی علم نباتات کے باعث ناواقف ہوتے ہیں بموقع درختوں کو جھانٹ کر خراب اور ضایع کر ڈالتے ہیں۔

انگلستان میں انگور کی جڑوں کے چھانٹنے کا بھی دستور ہے جہاں جیمس کٹیل (James Cuthill) کے اس مادے کی تحریرات کا خلاصہ یہ نظر اطلاع دی شایقین مندرج ذیل کیا جاتا ہے۔

صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ درختان شمر کے جڑوں کو چھانٹنا ایک نہایت توجہ طلب امر ہے اس کارروائی کے مروج ہونیکل یہ شکل پیدا ہوی کہ بہت برس گذری کہ انگلستان کو باغبانوں نے امتحاناً پرانی درختان شمر کی جڑوں کو کھود کر چھانٹنا شروع کیا ایسا کرنے سے پرانے درخت بلا ناغہ ہر سال حسب مراد بار بار ہونے لگے تب سے جڑوں کا چھانٹنا مفید اشجار شمرہ ہونیکل باعث ایک امر ضروری سمجھا جاتا ہے مسٹر ریورس (M. Rivers) نے بھی بوجہ

ثابت کر دکھایا ہے کہ موقع سے درختوں کی جڑوں کو چھانٹنا بہت فائدہ بخش
 ہوتا ہے اب اس کارروائی کی عمدگی میں کسیکو جابے گفتگو نہیں ہے۔ اس
 کارروائی کی عمدگی کے ثبوت میں مسٹر کٹھنل لکھتے ہیں کہ ہم نے بڑی بڑی
 ناشپاتی کے ایسے درخت دیکھے کہ جو اس قدر عظمت و جسامت کے ساتھ بھی
 صرف چند دانے پہل پیدا کیا کرتے تھے مگر جب انکی جڑیں چھانٹی گئیں تب
 انہیں پہل حسب مراد آنے لگے اس طرح صاحب موصوف کا یہ بھی بیان ہے
 کہ ہم نے بمقام فلم (Fulham) دو درخت انگور ایک ٹاٹ ہوس (Hot house)
 میں لگائے ان درختوں کی عمر دس برس کی تھی اور
 اس عرصہ تک یہ دونوں درخت ایک کنسرویٹری (Conservatory)
 میں پروردہ کیونگے تھے ہم نے ان درختوں کی جڑیں چھانٹ ڈالیں جسکے
 باعث دوسرے ہی سال نصاب کئے جانیکے بعد دونوں درخت حسب مراد
 بارور ہوئے اور سوقت سے لیکر اسوقت تک کہ بیس برس کا عرصہ گزر چکا
 یہ دونوں درخت بلاناغہ ہر سال افراط سے عمدہ پہل لایا کرتے ہیں اس طرح
 بہت مثالیں موجود ہیں جسکے اعادہ کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

سلاٹ ہوس (Slat house) کا ترجمہ گرم خانہ ہے اہل فرنگ ایسا ایک مکان
 تیار کرتے ہیں کہ جس میں نازک اور گرم ملکوں کی نباتات پروردہ کی جاتی ہیں اور سرد ہوا
 خارجی کے صدر سے امن میں رہتی ہیں اس طرح کی نباتات سرد ملکوں میں گرم خانوں کے بغیر
 زندہ نہیں رہ سکتی ہیں۔ سلا کنسرویٹری (Slat conservatory) سے مراد ایسا گھر ہے
 جس میں مختلف اقسام کے نباتات مجتمع کئے جاتے ہیں اور وہ ان نباتات کی تاثر حفاظت ہو سکتی ہیں
 بیشتر ان نباتات سے ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں ملک سے لاکر اس گھر میں پروردہ کئے جاتی ہیں۔
 اس گھر کی تعمیر میں بیشہ بہت خرچ ہوتا ہے جسکی وجہ سے اسکے اندر آفتاب کی روشنی اور حرارت کی کمی ہوتی ہے

مسٹر ٹھٹھل (Cuthill) لایم آفرین یہ لکھتے ہیں کہ جب انگور کے درختوں کی پڑاؤنگی چھانٹنے سے انگلستان میں فائدہ کثیر حاصل ہوتا ہے تو اور ملکوں میں بھی اس کارروائی کی پابندی نفع بخش ہو سکتی ہے اگر کوئی حضرات ارباب شوق سے اس امر کا تجربہ ہندوستان میں فرمائیں اور اپنے نتیجہ تجربہ سے بذریعہ کسی نشریہ کے اپنے ہندی ہموطنوں کو مطلع کر سکیں تو اونکی سعی نیک کا احسان ادرت کے تمام ہموطنوں کی گردن پر رہا بیگا اور بلاشبہ عند اللہ یہی اس کا رخیہ کی بدولت مستحق اجر عظیم ہونگے۔

واضح ہو کہ اکثر غفلت اور کھن سا لگی کے باعث بھی انگور کے درخت خراب ہو جاتے ہیں یا اونکی باروری مطلق موقوف ہو جاتی ہے یا اگر کبھی قدر بارور بھی ہوتے ہیں تو اونکے پہلے بد ذائقہ چھوٹے گندہ پوسٹ پیدا ہوتے ہیں بیشتر تو بھی ہوتا ہے کہ بارور ہی نہیں ہوتے ایسے ناپرساں اور کھن سال درخت ہائے انگور کی اصلاح کے لئے لفٹنٹ پاگسن (Major Paiksen) کی تحریروں کا خلاصہ جو مندرج ذیل ہوتا ہے قابل توجہ منظور ہے۔

بہ نظر اصلاح لازم ہے کہ درختوں کی جڑیں بچاؤت تمام ماہ فروری میں کھودی جائیں اور جب کھودی جا چکیں تو فوراً اونکی جڑوں میں دو گھڑی رقیق کہا د داخل کی جائیں۔ انگور کے رقیق کہا د کی ترکیب مندرج ذیل ہوتی ہے۔

نسخہ کہا د

سلفیٹ آف لایم شورہ کیس۔ شورے کو ایک بالٹی میں رکھ کر اور

ص کوئی امر مانع نہیں ہوتا ہے اس گھر کی بدولت شدت سرما سے درختوں کو صدمہ پہنچنے نہیں پاتا ہے۔ امرائے انگلستان اکثر اس طرز کے گہر پرورش نباتات کے واسطے تعمیر کرتے ہیں۔

جب آگ سرد ہو جائے تب تمام استخوان کو چکر سفوف کر ڈالنا چاہئے۔
اس سفوف کے علاوہ اوپلے کی راکھ بھی بھطالت تمام رکھی جائے یہ وہی
خاکستر ہے جسکی نسبت بالامین اشارہ ہو چکا ہے۔

واضح ہو کہ ایک من استخوان جلانے سے نصف من سفوف استخوان سوختہ
تیار ہوگا اور جیسا کہ بالامین مذکور ہو چکا ہے اس سفوف سے دوسری ذرت
حسب ترکیب مذکور بالا ہر درخت کی جڑ میں ڈالنا کافی ہوگا۔ لفٹٹ موصوف
لکھتے ہیں کہ اس نسخہ کے استعمال سے انگور کے بہت سے کہنہ اور بیکار
درخت بارور ہوتے گئے ہیں۔ حسب ہدایت لفٹٹ موصوف درختوں کو اس
نسخہ کا استعمال سال بسال درکار ہے اس ترکیب کی پابندی سے قوت مٹھ
بہت ترقی کر جاتی ہے اور باروری حسب مراد ظہور میں آتی ہے۔

استخوان سوختہ کا سفوف انگور کو نہایت مفید ہوتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ
خاکستر استخوان میں بکثرت فاسفیٹ موجود رہتا ہے اور بھی اسکے خاکستر
ذریعہ سے اور بھی چند اقسام کے فاسفیٹ مثل فاسفیٹ آف لائیم
(*Phosphat of Lime*) و فاسفیٹ آف میگنیشیا (*Magnesi-
Phosphat*) و فاسفیٹ آف پوٹاش (*Phosphat of Potash*) و فاسفیٹ آف ایرن
(*Phosphat of Iron*) پیدا ہوتے ہیں اور چونکہ نخچہ انگور میں جزو
پوٹاش و میگنیشیا و آہک و اقسام فاسفیٹ بکثرت موجود رہتے ہیں خاکستر
استخوان کی حاجت محتاج بیان نہیں ہے۔

واضح ہو کہ نسخہ نمبر ۱ سے مذکورہ بالا سے ہر قسم کی تقویت و تغذیہ کی شکل و صورت
درختان انگور کے لئے پیدا ہوتے ہی اور نسخہ نمبر ۲ سے تمام ایسے اشجار مٹھ کو
مفید ہو جن میں کچھ بکثرت ترکیب انگور کے ساتھ استعمال اجزاء کمیائی میں نہایت بہتر

واضح ہو کہ انگور کے درختوں کو کیڑوں کی وجہ سے بیشتر صدمہ
 پہنچتا ہے۔ اکثر اشجارِ شمرہ میں کیڑے لگ جاتے ہیں جسکے باعث انکی بالیدگی
 اور شاہ دہلی میں نقصان عظیم لاحق ہو جاتا ہے۔

طہر سوم و قتل دیدار کے لئے مسٹر جیمس کٹھیل (Mr James Cuthill) اپنے
 اپنے انگور کے رسالے میں چند ترکیبیں تحریر فرماتے ہیں جنکی پابندی کیڑوں کی
 ضرر رسانی سے انگور کے درختوں کو امن میں رکھ سکتی ہے بلکہ بدانت
 مولف صاحب موصوف کی بعض ہدایتیں اکثر اشجارِ شمرہ کو نفع پہنچا سکتی ہیں
 کٹھیل صاحب کی ہدایتوں کا خلاصہ ذیل میں گزارش کیا جاتا ہے۔

درخت ہائے انگور کی پرانی چالون میں بکثرت کیڑے موجود رہتے ہیں۔
 ان پرانی چالون کو نہایت توجہ کے ساتھ چیل ڈالنا چاہئے چونکہ یہ چالون
 اقسام طرح کے ضرر رسان کیڑوں کے لئے ماوا و ملجی ہوتی ہیں انکے
 چیلے جانے سے کیڑوں کو پناہ کی شکل قائم نہیں رہتی ہے۔

جب انگور کے درخت چھانٹے جا چکے ہیں تو فوراً اوسی کے بعد پرانی چالون کو
 دفع بھی کرنا لازم ہے جب پرانی چالون چیل جا چکیں تب تمام شاخون پر
 گندک چونا اور گولیکہ کے پانی کا چچا را چڑھانا چاہئے اور یہ چچا را اسی
 طور پر شاخون پر پھیرا جائے جیسا کہ چونا دیواروں پر پھیرا جاتا ہے لیکن
 اگر چچا را پھیرنے کے وقت پانی گرم ہو تو اور بھی بہتر ہے جیسے کٹھیل
 (Mr James Cuthill) صاحب لکھتے ہیں کہ پرانی چالون کی چھڑائیکا
 کیا اثر گرم ملکوں کے انگور کے درختوں پر ہو گا ہم بہ اطمینان تمام نہیں کہہ سکتے
 لیکن مولف کو اس ترکیب کے نفع رسانی کا یقین تام بہ سبیل تجربہ
 حاصل ہے۔ ہندوستان میں ارباب شوق بلا تامل اس کارروائی کی پابندی

اختیار فرمائیں فائدہ کے سوا کبھی نقصان لاحق نہ ہوگا۔ بہر حال صاحب موصوفہ
 لکھتے ہیں کہ جب پرانی چھالین نہ چھوڑی جائیں تب اس وقت اجزاء بالارتیقہ تر
 شکل سے شاخوں پر پھیری جائیں بالتحقہ جب ہدایت بالا کی تعمیل ہو چکیگی تب
 تھوڑے ہی عرصہ کے بعد درختوں میں صحیح المزاجی آبائیگی نئی نئی سبز
 پتے نکلنے لگیں گے اور تمام درخت نہایت شاداب نظر آنے لگیں گے اس
 تروتازگی اور شادابی کی یہ وجہ ہوگی کہ تمام کیڑے جو درختوں کی قوتوں کو
 صرف کر ڈالتے ہیں مرنے والے ہوں گے کہ جس درخت میں ہزاروں ہزار کیڑے
 لگے ہوئے ہوں اور اسی درخت کی رطوبات صحیحہ سے ان کیڑوں کا تغذیہ
 ہوا کرے ایسے درخت کی تروتازہ اور شاداب ہونیکو کیا امید کی جاسکتی ہے۔
 کیڑوں کے دفع کرنیکی دوسری ترکیب یہ ہے کہ جب درخت چھانٹے جا چکیں
 اور قبل اسکے کہ پاکستان کی زمین کوڑی یا سوہنی کیجا چکے ہر درخت کی جڑ کی
 چاروں طرف خس یا پیال رکھکر اس خس یا پیال میں آگ لگا دینا چاہئے
 جب شعلہ بلند ہوگا جتنے کیڑے اور اس کے اٹھ بچے ہوں گے سب سوختہ ہو جائیں
 لیکن اس ترکیب کو مطابق ایسے روز میں کارروائی کرنا چاہئے کہ جس میں ہوائیں
 نہ ہو ورنہ شعلہ راست طور سے بلند نہ ہو سکیگا اور اس وجہ سے ازالہ دیدار
 بطریق احسن عمل میں نہ آئیگا آب گرم سے بھی قتل دیدار خوب ہوتا ہے تمام کیڑے
 مع اٹھ بچے ہلاک ہو جائے ہیں اور درختوں کو کسی طرح پر صدمہ نہیں
 پہونچتا ہے بلکہ کیڑوں کے دفع کرنیکا سب سے آسان اور کم خرچ طریقہ یہی ہے
 واضح ہو کہ پانی کو اس کام کے واسطے ایک سو تیس درجہ سے لیکر اکیس
 چارہائیں درجہ تک گرم کرنا مناسب ہوگا ان درجات سے نہ کم نہ زیادہ پانی
 گرم کیا جائے۔ لگھو کیڑوں کے علاوہ اور درختوں کے بھی کیڑے

آب گرم سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ مسٹر جیمز کٹھیل (Mr James Cathill) آب گرم کی سریع التاثری کی نسبت بہت کچھ لکھتے ہیں اور واقعی حالت یہ ہے کہ ازالہ دیدان اس سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

محقق موصوف ازالہ دیدان کے لئے ترکیب ذیل بھی تحریر فرماتے ہیں بلکہ یہ ترکیب تمام اقسام اشجار کو فائدہ بخش ہو سکتی ہے اور اس ترکیب کو انگور کے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں ہے وہ ہوندا۔

بقدر انداز گندہک کچلہ تمباکو صابون ولایتی کافور و جوہر شراب سب کو پانی میں آمیختہ کریں۔ جوش کے بعد جب پانی کی حرارت صرف سو درجہ رہ جائے تب اس جوش دادہ پانی میں چوٹے درختوں کو غوطہ دین یا بڑے درختوں کے پتون کو اس پانی میں دوہوئیں یہ ترکیب قتل دیدان و طرد ہوام حسب مراد کرتی ہے بلکہ مادہ گرمی کا قلع اس ترکیب سے ظہور میں آتا ہے۔

واضح ہو کہ انگور کو آمد برشکال کے پہلے پختہ ہو جانا چاہئے ورنہ بارش کی وجہ سے انگور کے دانے ضائع ہو جاتے ہیں بارش کے قبل پختہ ہونکی صورت یہی ہے کہ انگور کے درخت حسب ہدایت مندرجہ کتاب ہذا چھانٹے جائیں جب درختوں کے چھانٹنے میں دیر ہوگی پھل بھی دیر کر کے پختہ ہو گئے اور جہاں برسات آگئی پھر پھلوں کا ذائقہ بھی بڑا ہو جاتا ہے لذیذ ترین انگور گرم ترین ایام میں تیار ہوتے ہیں اسی لئے آمد برشکال کے قبل انگور کو پختہ ہو جائینکی طرف توجہ لازم ہے۔

انگور وں کے پختہ ہونیکا بہترین زمانہ ملک دکن کے لئے ماہ مارچ اور بنگالہ و بہار کی واسطے مئی اور اضلاع ممالک مغربی و شمالی کے نئے جون

جب انگور کی خوشہ ممتاز شکل ہو جائیں تب اونپر کپڑے کی تہلیاں چڑھانا اور کاٹنا
در نہ طور اور دیگر ضرر رسان جانور اسکے دانوں کو خراب کر ڈالینگے ایسا نہیں
کرنے سے انگور کی عمدہ پیداوار اکثر ضائع ہو جاتی ہے اور پھر اسوقت کی حسرت
احاطہ بیان سے باہر متصور ہے

انگور کے درخت قلم کے ذریعہ سے تیار ہوئے ہیں۔ اسکے تیار کرنا سب سے آسان
طریقہ یہی ہے۔ مولف نے تخم سے بھی تیار ہوتے دیکھا ہے مگر تخمیں درخت کمزور
ہوتے ہیں قلم سے تیار کر نیکی ترکیب یہ ہے کہ آخر ماہ نومبر میں انگور کی
شاخیں کاٹ کر زمین میں ترچھے طور پر گاڑ دی جائیں اور چاروں طرف کی زمین بٹٹی سے
وبادی جائے۔ قلم جو زمین میں گاڑی جائیں ایک بالشت کے برابر ہوں اور
اور دو آنکھیں جہاں سے نئی شاخیں نکلیں گی زمین سے باہر رکھی جائیں اگر زیادہ
قلم تیار کرنا ہو آ در زیادہ شاخیں قلم کے واسطے میسر نہ ہوں تو طول میں قلموں کو کم کر دینا
مضائقہ نہیں رکھتا ہو اس صورت میں قصر کے سبب صرف ایک آنکھ کو زمین سے
باہر رکھنا چاہیو۔ قلموں کے تیار کر نیکی لئے زمین نہایت نرم اور بالو آمیز
درکار ہے سخت کیوال زمین میں قلم تیار نہ ہو سکیں گی قبل اسکے کہ قلم سب داخل
زمین کی جائیں زمین کو درست کر لینا ضروری ہے بحسب حاجت ان قلموں کو
سیراب بھی رکھنا درکار ہوگا۔

واضح ہو کہ لاہور و سہارنپور و لکھنؤ وغیرہ کے سرکاری باغ و بنین چند اقسام کو انگور کے
تیار قلم بکثرت فروخت ہوتی ہیں۔ حضرات اہل شوق تیاری پاکستان کو لئے نئے
درخت ان سرکاری کارخانوں سے منگوالین بلا تردد عمدہ عمدہ اقسام کو انگور کے
درخت عرصہ قلیل میں ہم ہو جائینگے۔
انگور کے پیدا کر نیکی و تیاری کے جو جو کے بیان میں کرنا چاہی ہے فقط

